عمران سیریز

اسا ڈم

اس ناول کے تمام نام، مقام کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ بعض نام بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ---- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ---- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 200/-
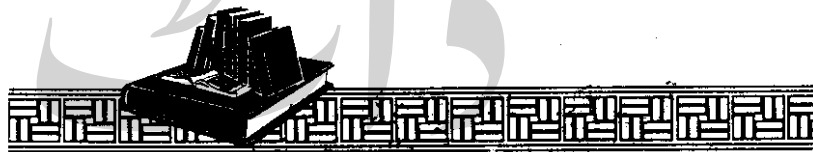
Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ میرا نیا ناول ''اساڈم'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خالصتاً جاسوسی کہانیاں پڑھنے والے اس ناول سے بے حد محظوظ ہوں گے۔ میں نے یہ کہانی اپنے بے شمار قارئین کے اصرار پر لکھی ہے جو عمران سیریز میں خالصتاً جاسوسی کہانیاں پڑھنا چاہتے ہیں۔ ایسی جاسوسی کہانی جس میں نہ صرف جاسوسی اور سسپنس ہو بلکہ ایکشن بھی اپنی جگہ بدرجہ اتم موجود ہو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کہانی ہر لحاظ سے ان کے معیار پر پورا اترے گی۔ ویسے بھی جاسوسی ادب میں یہ انتہائی منفرد کہانی ہے۔ ایسی کہانی جسے عام ڈگر سے ہٹ کر تحریر کیا گیا ہے۔ ناول پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے مجھے ضرور آگاہ کیجئے اور اس کے ساتھ ہی اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے بھی کسی طرح سے کم نہیں ہیں۔

ٹنڈو جام سے محمد ادریس لکھتے ہیں۔ ''لارڈز'' انتہائی دلچسپ ناول ثابت ہوا ہے کیونکہ پچھلے کئی ناولوں میں عمران کو کچھ زیادہ ہی مافوق الفطرت صلاحیتوں کا مالک دکھایا گیا تھا لیکن اس ناول میں مجرم نے واقعی عمران کو ناکوں چنے چبوا دیئے ہیں۔ اس قدر خوبصورت اور دلچسپ ناول لکھنے پر میری طرف سے مبارک باد قبول فرمائیں اور ہمیں ایسے ہی دلچسپ ناولوں سے مستفید کرتے رہا

کریں۔ اللہ پاک آپ کو صحت اور درازیٔ عمر عطا فرمائے۔

محترم محمد ادریس صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بہت شکریہ۔ ناکوں چنے چبانے کا تجربہ واقعی عمران کے لئے ہر بار انوکھا ہی ثابت ہوتا ہے۔ وہ تو دانتوں سے چنے چبانے کا عادی تھا لیکن اب کیا کیا جائے کبھی کبھی ایسا چنا بھی آ جاتا ہے جسے ناک سے چبانا پڑ جاتا ہے۔ چنے بے چارے کے ساتھ تو جو ہوگا سو ہو گا لیکن اس ناک پر کیا گزرتی ہو گی۔ یہ بات البتہ سوچنے کی ہے۔ آپ نے یقیناً اس بارے میں سوچا ہو گا۔ اگر سوچا ہے تو پھر مجھے بھی اس سے آگاہ کریں کہ ناکوں چنے چبانے کا تجربہ کیسا ہوتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کراچی سے سلیم جاوید لکھتے ہیں۔ میں نے آپ کے تمام ناول پڑھے ہیں اور بار بار پڑھتا ہوں۔ سب کے سب ناول انتہائی شاندار اور اپنی مثال آپ ہیں جنہیں جتنی بار بھی پڑھ لو نئی کتاب کا ہی لطف محسوس ہوتا ہے۔ آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے کہ اکثر کتابوں میں لکھا جاتا ہے کہ عمران یا پھر کوئی بھی مجرم اپنے کسی خاص ٹھکانے پر جاتا ہے تو وہ گیٹ پر کار کو روک کر تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجاتا ہے۔ آج تک کسی نے بھی ایک یا پھر دو بار ہارن نہیں بجایا اس کی کیا وجہ ہے۔

محترم سلیم جاوید صاحب۔ سب سے پہلے خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ رہی بات تین بار ہارن بجانے والی بات تو عام طور پر چونکہ ہارن ایک بار یا زیادہ سے زیادہ دو بار ہی بجایا جاتا ہے اس لئے مسلسل تین بار ہارن بجانا مخصوص کوڈ سمجھا جاتا ہے۔ تین بار ہارن بجتے ہی عمارت میں موجود چوکیدار یا کوئی بھی شخص آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس رہائش گاہ کا مکین یا پھر کوئی خاص شخصیت ہی آئی ہے اور وہ رہائش گاہ یا ٹھکانے کا گیٹ کھولنے میں دیر نہیں لگاتا۔ امید ہے آپ کو وضاحت ہو گئی ہو گی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کوئٹہ سے نثار خان لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کے ناول بے حد پسند ہیں اور آپ نے اب تک جتنے بھی ناول لکھے ہیں میں نے ان سب کا ایک بار نہیں کئی کئی بار مطالعہ کیا ہے۔ ہر بار ناول کی کہانی نئی اور ایک سے بڑھ کر ایک ہوتی ہے۔ آپ جو کچھ لکھ رہے ہیں وہ واقعی جدوجہد کے زمرے میں آتا ہے البتہ آپ سے ایک شکایت ہے کہ عورت اس دنیا کا سب سے بڑا ہتھیار سمجھا جاتا ہے لیکن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو آپ نے اس قدر سخت اور کٹھور دل بنا رکھا ہے کہ دنیا کا یہ سب سے بڑا اور خطرناک ہتھیار ان پر اثر ہی نہیں کرتا اس کی کیا وجہ ہے۔

محترم نثار خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کو پسند کرنے کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے عورت کو دنیا کا سب سے خطرناک ہتھیار قرار دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس قدر سخت دل ہیں کہ ان پر یہ ہتھیار اثر انداز ہی نہیں ہوتا

ہے تو محترم، جہاں تک عورت کا بطور صنف نازک تعلق ہے۔ آپ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھی عورتوں کی بے حد عزت کرتے ہیں اور انہیں وہی درجہ دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عورت کے لئے بنایا ہے۔ عورت بطور ایک ماں، ایک بیٹی، ایک بہن اور بیوی ہر لحاظ سے ہی قابل احترام ہوتی ہے۔ مگر جب اس قابل احترام عورت کو لوگ بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ انہیں اس کے اصل درجے سے ہی گرا دیتے ہیں اور ایسی صورت میں ظاہر ہے اس کے لئے قابل احترام جذبات ختم ہو جاتے ہیں بلکہ وہ عورت بھی قابل احترام نہیں رہتی۔ ایسی عورتوں کی بھی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو عورت ہونے کے باوجود مردوں کے برابر آ کر بلکہ ان سے بھی کئی درجہ بڑھ کر جرائم کی دنیا میں قدم رکھتی ہیں۔ اب یقیناً آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر عورت نامی ہتھیار اثر انداز کیوں نہیں ہوتا۔

امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

سن شائن اعلیٰ طبقے کے افراد کے لئے بنایا گیا ایک شاندار کلب تھا جہاں شہر کے بااثر افراد اور امراء ہی جاتے تھے۔ یہ کلب چونکہ شہر سے ہٹ کر اور الگ تھلگ مقام پر تھا اس لئے یہاں ٹریفک کا شور اور ڈسٹربنگ نہ تھی۔ اس لئے وہاں آنے والے افراد نہ صرف اس کلب میں پرسکون رہتے تھے بلکہ اپنے اپنے مخصوص انداز میں انجوائے بھی کرتے تھے۔

کلب کا ہال ہر وقت نسوانی اور مترنم ہنسی کی آوازوں سے گونجتا رہتا تھا۔ شہر کے امراء کے اکثر نوجوان اپنی گرل فرینڈز کے ساتھ اسی کلب کا رخ کرتے تھے۔ یہاں وہ خوش گپیوں کے ساتھ ساتھ کھانے پینے اور شراب نوشی کے علاوہ ہلکی پھلکی منشیات کا بھی آزادانہ استعمال کرتے تھے۔ اس کلب کا ماحول مشرقی کلبوں جیسا تھا۔ سب اپنی خرمستیوں میں مصروف رہتے تھے اور ان سے کوئی کچھ پوچھنے والا نہ ہوتا تھا۔

شہروز بھی ایک نہایت خوبصورت اور ذہین نوجوان تھا۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کر رکھی تھی اور اپنی تعلیمی قابلیت اور اپنی صلاحیتوں کی بدولت وہ وزارت سائنس میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھا۔ ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی تھی اس لئے شام سے رات گئے تک کا وقت وہ باقاعدگی سے کلبوں اور ہوٹلوں میں گزارنے کا عادی تھا۔ سن شائن کلب اس کا پسندیدہ کلب تھا جہاں نوخیز ویٹرس تتلیوں کی طرح ہر طرف منڈلاتی نظر آتی تھیں۔ یہاں صرف جوڑے ہی نہیں آتے تھے بلکہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں الگ الگ بھی آتے تھے اور پھر ایک دوسرے کو پارٹنر بنا کر خوش ہوتے تھے۔

شہروز اس وقت بھی سن شائن کلب کے ہال میں ایک میز پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر نہایت قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا اور اس کے سامنے مشروب کا گلاس موجود تھا اور وہ چسکیاں لے کر اس خوش ذائقہ مشروب کے سپ لینے میں مصروف تھا۔ اس کی نظریں پورے ہال کا اس انداز میں جائزہ لے رہی تھیں جیسے وہ آج رات کے لئے کسی خوبصورت پارٹنر کو تلاش کر رہا ہو۔

ہال میں خوبصورت اور نوجوان لڑکیوں کی کوئی کمی نہ تھی اور سب اپنے لباسوں اور رکھ رکھاؤ سے اعلیٰ خاندانوں سے متعلق نظر آتی تھیں۔ شہروز کا کردار غلط نہیں تھا۔لیکن وہ نوجوان لڑکیوں سے ملنے ملانے اور ان سے باتیں کرنے کو برا نہیں سمجھتا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ کس سے جا کر کمپنی کے لئے بات کرے کہ

اچانک ایک غیر ملکی لڑکی اس کے قریب آ گئی۔

''ہیلو مسٹر''......اس لڑکی نے قریب آ کر کہا تو شہروز نے چونک کر سر اٹھایا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ قومیت کے لحاظ سے وہ کرانس کی باشندہ دکھائی دے رہی تھی اور اس نے انتہائی شوخ رنگ کا اسکرٹ پہنا ہوا تھا۔

''آپ''......شہروز نے اس کی طرف حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ کلب میں اس وقت جتنی بھی لڑکیاں تھی آنے والی لڑکی ان سے کہیں زیادہ حسین اور شوخ شنگ دکھائی دے رہی تھی۔

''میرا نام سسلی ہے''......لڑکی نے اسی انداز میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ آپ کی طرح آپ کا نام بھی بے حد خوبصورت ہے''......شہروز نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''وجاہت میں آپ بھی کسی سے کم نہیں ہیں''......سسلی نے کہا تو شہروز بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''معاف کیجئے گا یہاں کوئی میز خالی نہیں ہے۔ آپ ہی ہیں جو ساری میز اکیلے سنبھال کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو کیا میں تھوڑی دیر کے لئے آپ کے پاس بیٹھ سکتی ہوں''۔ سسلی نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ کیوں نہیں۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہو گی کہ دنیا کی

حسین ترین لڑکی میرے ساتھ بیٹھے گی"...... شہروز نے خالص عاشقانہ لہجے میں کہا تو سسلی ایک بار پھر کھلکھلا اٹھی۔

"تو میں بیٹھ جاؤں"...... سسلی نے ایک ادا بھرے لہجے میں کہا۔

"ضرور"...... شہروز نے کہا تو سسلی اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔ شہروز اب بھی کھڑا اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا۔

"میں ایک ہی کرسی پر بیٹھتی ہوں۔ آپ کی کرسی خالی ہے"۔ سسلی نے اس کی طرف مسکراتی ہوئی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ سوری"...... شہروز نے چونک کر کہا اور فوراً اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میرا نام شہروز ہے"...... شہروز نے اس کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو لڑکی نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"میں آپ کو اپنا نام بتا چکی ہوں"...... سسلی نے کہا۔

"سسلی۔ یہی نام بتایا ہے نا آپ نے"...... شہروز نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں سسلی ہوں"...... لڑکی نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا نام شہروز ہے"...... شہروز نے کہا۔

"یہ دوسری بار بتا رہے ہیں آپ۔ خیر میں آپ کو جانتی

ہوں"...... سسلی نے کہا تو شہروز چونک پڑا۔

"جانتی ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا جانتی ہیں آپ"...... شہروز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ آپ مسٹر شہروز ہیں"...... سسلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا"...... شہروز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی تو آپ نے بتایا ہے"...... سسلی نے کہا تو پہلے شہروز حیرت سے اس کی شکل دیکھتا رہا لیکن پھر سسلی کے چہرے پر معصومیت دیکھ کر وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"گڈ۔ آپ کافی کھلے ذہن کی معلوم ہوتی ہیں"...... شہروز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف کھلے ذہن کی نہیں میں کھلے دل کی بھی مالک ہوں۔ دوستوں کے لئے میں براڈ مائنڈڈ ہوں"...... سسلی نے کہا۔

"گڈ۔ مجھے ایسی ہی لڑکیاں پسند ہیں"...... شہروز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی آپ جیسے دل پھینک اور ہینڈسم لوگ پسند ہیں"۔ سسلی نے کہا۔

"ریئلی"...... شہروز نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ریئلی"...... سسلی نے ہنس کر کہا۔

”گڈ۔ ویری گڈ۔ آپ واقعی اس دنیا کی سب سے حسین ترین لڑکی ہیں بلکہ میں اگر سچ کہوں تو آپ واقعی اپسرا معلوم ہو رہی ہیں۔ آپ کا حسن و جمال دیکھ کر میں بے خود سا ہو گیا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ بس آپ اسی طرح میرے سامنے بیٹھی مسکراتی رہیں اور میں آپ کو دم سادھے دیکھتا ہی رہوں بنا پلکیں جھپکائے“۔ شہروز نے خوشی سے سرشار لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اچھا“...... سسلی نے کہا۔

”ہاں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ آپ میری بات کا یقین کریں۔ میں آپ کو دیکھتے ہی آپ کا دیوانہ ہو گیا ہوں“...... شہروز نے خالص اور ڈھیٹ عاشقانہ لہجے میں کہا تو سسلی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”یہ دیوانگی کب تک رہے گی۔ میرے خیال میں اس وقت تک جب تک آپ کو مجھ سے زیادہ کوئی اور حسین اپسرا نظر نہیں آ جاتی“۔ سسلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں نہیں۔ میں ایسا انسان نہیں ہوں۔ مجھے ایک بار جو پسند آ جائے میں اسی کا ہو جاتا ہوں“...... شہروز نے جلدی سے کہا۔

”آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے میرے سوا آپ کی زندگی میں کوئی لڑکی آئی ہی نہیں“...... سسلی نے منہ بنا کر کہا۔

”بہت سی آئی ہیں لیکن آپ جیسی حسین لڑکی آج تک نہیں

آئی“...... شہروز نے بے باکی سے کہا تو سسلی ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

”میں آپ کے بارے میں سب کچھ جانتی ہوں مسٹر شہروز۔ کم از کم آپ میرے سامنے ایسی باتیں نہ کریں“...... سسلی نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا تو شہروز چونک پڑا۔

”میرے بارے میں سب کچھ جانتی ہیں آپ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ آپ مجھے کیسے جانتی ہیں“...... شہروز نے بیک وقت کئی سوال کر دیئے۔

”ارے ارے۔ چھری تلے تھوڑا سا دم تو لیں آپ نے تو نان شاپ بولنا شروع کر دیا ہے“...... سسلی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”چھری تلے دم۔ کیا۔ کیا مطلب“...... شہروز نے چونکتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں۔ چھوڑیں“...... سسلی نے کہا تو شہروز نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر خاموش ہو گیا۔

”اچھا۔ باتیں تو ہوتی رہیں گی آپ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گی“...... شہروز نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

”یہاں نہیں۔ ہم سپیشل روم میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ وہاں اطمینان سے باتیں بھی ہوں گی اور ہم وہاں بیٹھ کر کھا پی بھی لیں گے“۔ سسلی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر آگے بڑھ گئی تو شہروز بے اختیار اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے

سسلی کے اندر کوئی پراسرار جادوئی طاقت یا پھر مقناطیسی کشش ہے کہ وہ لاشعوری طور پر اس کی بات ماننے پر مجبور ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک سائیڈ میں بنے ہوئے سپیشل روم میں موجود تھے۔ سسلی کے پاس ایک ہینڈ بیگ تھا جو اس نے کاندھے پر لٹکا رکھا تھا۔ اس نے ہینڈ بیگ کاندھے سے اتار کر اپنی کرسی کے پاس نیچے رکھ دیا۔

سسلی نے سپیشل روم کا دروازہ بند کر کے سوئچ پینل پر ایک بٹن پریس کر دیا۔ شہروز جانتا تھا کہ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی باہر سرخ بلب جل اٹھا ہو گا اور اب یہ کمرہ ہر قسم کی مداخلت سے محفوظ ہو گیا ہے۔ پھر سسلی مڑی اور اس نے سائیڈ دیوار میں موجود الماری کھول کر اس میں سے شراب کی ایک بوتل اور دو جام اٹھائے۔ انہیں لا کر میز پر رکھا اور خود دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔ شہروز کسی معمول کی طرح کرسی پر بیٹھا اسے یہ سب کچھ کرتا دیکھ رہا تھا۔

''میں اب بھی حیران ہوں''...... شہروز نے کہا۔

''میں جانتی ہوں کہ تم اس بات پر حیران ہو کہ مجھے یہاں کے بارے میں سب کچھ کیسے معلوم ہے جبکہ پہلے کبھی تمہاری اور میری ملاقات نہیں ہوئی اور نہ تم نے مجھے کبھی یہاں دیکھا ہو گا''...... سسلی نے مسکراتے ہوئے شراب دونوں جاموں میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں لگاوٹ تھی اور اس کا لہجہ بے حد مترنم تھا جیسے دور

مندر میں مترنم گھنٹیاں بجتی ہیں۔

''ہاں۔ یہ سچ ہے''...... شہروز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میں دو روز پہلے کرانس سے یہاں پہنچی ہوں اور پانچ سال پہلے میں یہاں سے گئی تھی اور اب واپس آ کر میں نے یہی دیکھا ہے کہ یہاں کوئی چیز تبدیل نہیں ہوئی۔ سب کچھ ویسے کا ویسا ہی ہے جیسا میں پانچ سال پہلے چھوڑ کر گئی تھی''...... سسلی نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں''...... شہروز نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بہرحال میں تمہیں مزید حیرت زدہ کرنے کی بجائے بتا دیتی ہوں کہ اس کلب کے مالک آرٹ کلارک کی میں سگی بھانجی ہوں اور انکل آرٹ کلارک نے ہی مجھے بچپن سے پالا تھا کیونکہ میرے والد بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور میری ممی نے وہاں کرانس میں دوسری شادی کر لی تھی اور میری ممی کے دوسرے ہسبنڈ مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر راضی نہ ہوئے تو انکل آرٹ مجھے اپنے ساتھ پاکیشیا لے آئے۔ وہ کئی سال پہلے یہاں مستقل طور پر شفٹ ہو گئے تھے اور یہ کلب انہوں نے بنایا تھا۔ پھر جب میں پندرہ سال کی ہوئی تو میری ممی کے دوسرے خاوند بھی فوت ہو گئے اور ممی وہاں اکیلی رہ گئی تو انہوں نے مجھے بلا لیا اور میں ان کے ساتھ رہنے لگی۔ اب چھ ماہ پہلے میری ممی بھی فوت ہو گئی ہیں۔ میں تو

وہاں رہنا چاہتی تھی لیکن انکل آرٹ نے مجھے یہاں بلوا لیا اور میں انکل کی بات نہیں ٹال سکتی اس لئے میں اب پانچ سال بعد یہاں واپس آ گئی ہوں''..... سسلی نے شراب کا ایک جام شہروز کے سامنے رکھتے ہوئے اپنے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن تم میرے بارے میں کیسے جانتی ہو''...... شہروز نے شراب کا جام اٹھاتے ہوئے کہا۔ وہ عادی شراب نوش نہ تھا لیکن بہرحال شراب پینے میں کوئی حرج بھی نہ سمجھتا تھا کیونکہ جس سوسائٹی میں وہ اٹھتا بیٹھتا تھا وہاں شراب عام استعمال کی جاتی تھی۔

''یہی بات بتانے کے لئے تو میں نے یہ لمبی چوڑی تفصیل بتائی ہے۔ میں نے کرانس میں کمپیوٹر سائنس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ یہاں اپنی اس تعلیم سے فائدہ اٹھاؤں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وزارت سائنس میں کچھ ایسی پوسٹس موجود ہیں جو میری دلچسپی کی حامل ہیں لیکن وہاں کسی غیر ملکی کو سروس نہیں دی جاتی حالانکہ میرا بچپن پاکیشیا میں ہی گزرا ہے لیکن اب بہرحال میں کرانس کی باشندہ ہوں۔ مجھے ایک صاحب نے بتایا کہ وزارت سائنس کے ڈائریکٹر جنرل شاہد حمید صاحب جو آپ کے عزیز ہیں۔ اگر چاہیں تو وہ مجھے سروس دے سکتے ہیں پھر جب میں نے تمہارے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ تم یہاں اس کلب میں آتے جاتے رہتے ہو۔ میں نے یہاں کاؤنٹر پر کہہ

دیا کہ جب بھی تم آؤ تو مجھے اطلاع دے دی جائے۔ میں انکل کے ساتھ کلب کے رہائشی حصے میں ہی رہتی ہوں۔ چنانچہ مجھے کال کر کے اطلاع دی گئی۔ پہلے میں نے سوچا کہ تمہیں فون کر کے وہیں رہائشی حصے میں بلوا لوں لیکن پھر مجھے احساس ہوا کہ جب تک تم سے تفصیلی ملاقات نہیں ہوتی تب تک بات نہیں بن سکتی اس لئے میں یہاں آ گئی اور پھر مجھے تمہاری نشاندہی کر دی گئی اور میں تمہارے پاس پہنچ گئی بس اتنی سی بات ہے''...... سسلی نے شراب پینے کے ساتھ ساتھ مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے''...... شہروز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ صرف یہی بات ہے''...... سسلی نے مخصوص مترنم انداز میں ہنستے ہوئے کہا تو اسے ہنستے دیکھ کر شہروز بھی ہنس پڑا۔

''سروس تمہارا شوق ہے یا ضرورت''...... شہروز نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ضرورت ہی انسان کا شوق ہوتا ہے اور بعض شوق انسان کی ضرورت بھی بن جاتے ہیں''...... سسلی نے مسکراتے ہوئے کہا تو شہروز بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''فلسفہ بھی جانتی ہو''...... شہروز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ یہاں کا ایک محاورہ ہے نا جیسا دیس ویسا بھیس تو بس ایسا ہی سمجھیں''...... سسلی نے ہنستے ہوئے کہا تو شہروز ایک بار پھر ہنس

پڑا۔ پھر شہروز نے اس کی تعلیم اور تجربے کے بارے میں ضروری باتیں پوچھیں اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"سوری مس سسلی۔ میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا ہوں"...... شہروز نے کہا تو سسلی یکلخت چونک پڑی۔

"کیوں۔ کیا میری تعلیم میں کوئی کمی ہے یا پھر مجھ میں جو آپ نے صاف انکار کر دیا ہے"...... سسلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نہ تمہاری تعلیم میں کوئی کمی ہے اور نہ تم میں لیکن میں تمہیں کوئی غلط امید نہیں دلانا چاہتا۔ شاہد حمید صاحب میرے دور کے ماموں ضرور ہیں لیکن وہ انتہائی بااصول اور سخت مزاج آدمی ہیں۔ وہ سفارش کو پسند نہیں کرتے صرف ٹیلنٹ کی قدر کرتے ہیں اور جو بھی سروس دیتے ہیں میرٹ کی بنیاد پر ہی دیتے ہیں اور پھر تمہیں ملازمت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے"۔ شہروز نے کہا۔

"مجھے واقعی ضرورت نہیں ہے لیکن میں اپنا ٹیلنٹ ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم میری ملاقات اپنے ماموں سے کروا دو۔ کسی ایسی جگہ جہاں کوئی اور مداخلت نہ کر سکے۔ مجھے یقین ہے کہ میں انہیں منا لوں گی"...... سسلی نے کہا تو شہروز بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم سمجھ رہی ہو گی کہ شاہد حمید صاحب میری طرح جوان ہوں

گے۔ ارے نہیں۔ وہ ریٹائرمنٹ کے قریب ہیں اس لئے تم انہیں نہیں منا سکو گی کسی بھی صورت میں نہیں اور وہ ایسی طبیعت کے مالک بھی نہیں ہیں"...... شہروز نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر پہنچنے والا آدمی جوان نہیں ہو سکتا اور میرا وہ مطلب بھی نہیں تھا جو تم نے سمجھا ہے۔ میرا مطلب تھا کہ جب میں انہیں تفصیل بتاؤں گی تو وہ ضرور میری بات مان جائیں گے اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر تم ملاقات کرا دو تو چاہے وہ مانیں نہ مانیں لیکن تمہاری میری دوستی بہرحال قائم رہے گی۔ ایسی دوستی کہ تم خود اس دوستی پر فخر کرو گے۔ اب جیسے تمہاری مرضی کہو تو میں اٹھ کر چلی جاتی ہوں"...... سسلی نے کہا۔

"کب ملنا چاہتی ہو"...... شہروز نے دوستی کی بات سنتے ہی چہک کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی ابھر آئی تھی کیونکہ اسے بھی سسلی بہرحال بے حد پسند آئی تھی۔

"اگر ابھی ملا دو تو پھر باقی رات ہم ایک دوسرے کی کمپنی میں گزار سکتے ہیں اور تم جب تک چاہو مجھے اپنے ساتھ رکھ سکتے ہو"...... سسلی نے بڑی بے باکی سے کہا۔

"اوہ۔ تو آؤ۔ ماموں اس وقت اپنی رہائش گاہ میں ہوں گے۔ وہ الگ تھلگ رہتے ہیں۔ ان کی فیملی ایکریمیا میں ہے۔ یہاں ان کے ساتھ ملازمین کے سوا کوئی نہیں ہے اور ملازمین ان کے کاموں میں مداخلت نہیں کرتے۔ اس وقت وہاں ان سے آسانی سے

ملاقات ہو جائے گی‘‘...... شہروز نے اٹھتے ہوئے کہا۔

’’لیکن انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا تو‘‘...... سسلی نے کہا۔

’’نہیں۔ وہ مجھے انکار نہیں کر سکتے۔ میں جب چاہوں ان سے ملنے آتا جاتا رہتا ہوں‘‘...... شہروز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ ایسے نہیں‘‘...... سسلی نے کہا۔

’’تو پھر کیسے۔ تم ہی بتا دو‘‘...... شہروز نے کہا۔

’’میرا خیال ہے کہ تم پہلے ان سے فون پر بات کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم وہاں جائیں اور وہ مجھ سے ملنے سے سرے سے ہی انکار کر دیں۔ ایسی صورت میں وہاں جانا بے کار ہی ثابت ہو گا‘‘...... سسلی نے کہا۔

’’اوہ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں انہیں فون‘‘...... شہروز نے کہا اور اس نے جیب سے سیل فون نکال لیا اور تیزی سے اس پر نمبر پریس کرنے لگا۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تا کہ ہونے والی بات چیت سسلی بھی سن سکے۔

’’یس۔ شاہد حمید ہاؤس‘‘...... ایک ملازم ٹائپ آدمی کی آواز سنائی دی۔

’’شہروز ثاقب بول رہا ہوں کرامت بابا۔ میری ماموں جان سے بات تو کرا دیں‘‘...... شہروز نے کہا۔

’’جی بہتر۔ ہولڈ کریں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’ہیلو۔ شاہد حمید بول رہا ہوں‘‘...... تھوڑی دیر بعد ہی ایک

بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

’’انکل۔ میں شہروز بول رہا ہوں۔ آپ سے ایک انتہائی ضروری کام ہے۔ ایک خاتون دوست میرے ساتھ ہیں اگر آپ چند منٹ دے دیں تو ہم حاضر ہو جائیں‘‘...... شہروز نے کہا۔

’’خاتون دوست اور مجھ سے ضروری کام۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو‘‘...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

’’آپ اجازت تو دیں۔ تفصیل وہیں بتا دوں گا۔ صرف چند منٹ لوں گا آپ کے۔ پلیز انکل۔ یہ بہت ضروری ہے‘‘...... شہروز ثاقب نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

’’اچھا ٹھیک ہے۔ آ جاؤ‘‘...... شاہد حمید نے کہا اور شہروز نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر رابطہ ختم کر کے سیل فون جیب میں ڈال لیا۔

’’تو اب چلیں‘‘...... شہروز نے کہا۔

’’ہاں چلو۔ اب میں مطمئن ہوں‘‘...... سسلی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر کاندھے سے لٹکایا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں شہروز کی کار میں سوار اس کلب سے نکل کر آفیسرز کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ آفیسرز کالونی کی ایک شاندار اور انتہائی وسیع و عریض کوٹھی میں پہنچ گئے۔ ایک ملازم نے ان کے لئے گیٹ کھولا تھا اور اس نے انہیں

یہ بھی بتا دیا کہ شاہد حمید صاحب ان کا سپیشل روم میں انتظار کر رہے ہیں۔

''حیرت ہے کہ وہ تم سے ملنے کے لئے سپیشل روم میں موجود ہیں''...... شہروز نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''تم نے ان سے بات ہی اس قدر پراسرار انداز میں کی تھی کہ انہیں مجبوراً سپیشل روم میں پہنچنا پڑا''...... سسلی نے ہنستے ہوئے کہا تو شہروز بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سپیشل روم کے بند دروازے کے سامنے موجود تھے۔ شہروز نے دروازے پر دستک دی۔

''یس۔ کم اِن''...... اندر سے شاہد حمید کی بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی تو شہروز نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے سسلی بھی اندر داخل ہوئی تو سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر لیکن صحت مند شاہد حمید بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہرے اور آنکھوں میں حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید انہیں خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی کہ شہروز اپنے ساتھ کسی غیر ملکی لڑکی کو لے کر آئے گا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کون ہے''...... شاہد حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سسلی ہے انکل''...... شہروز نے کہا۔

''کون سسلی''...... شاہد حمید نے کہا۔

''یہ سن شائن کلب کے مالک کی بھانجی ہے''...... شہروز نے جلدی سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوکے۔ بیٹھو''...... شاہد حمید نے قدرے سخت اور سرد لہجے میں کہا تو شہروز کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ سسلی بیٹھنے کی بجائے غور سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی تیز نظریں پورے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ پھر وہ اچانک تیزی سے مڑی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

''ارے ارے۔ تم کہاں جا رہی ہو''...... شہروز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن سسلی نے اسے کوئی جواب دینے کی بجائے دروازے کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر موجود سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کیا اور پھر دروازے کی اندر سے چٹخنی بھی لگا دی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیوں کیا ہے تم نے اور کون ہو تم''...... شاہد حمید نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی بتاتی ہوں''...... سسلی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ اس کے کاندھے سے لٹکتے ہوئے ہینڈ بیگ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کا ہاتھ بیگ سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چپٹی نال والا سیاہ رنگ کا پسٹل موجود تھا اور پھر اس سے پہلے کہ شہروز اور شاہد حمید چونکتے چٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس پسٹل سے نیلے رنگ کی گیس کی دھار نکل کر باری باری ان دونوں کے چہروں پر پڑی تو شہروز کا ذہن اس طرح تاریک ہو گیا

جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے۔ پھر جس طرح ذہن تاریک ہوا تھا اسی طرح اس کے ذہن میں روشنی پھیلی اور شہروز نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ وہ ایک کرسی پر نائیلون کی باریک رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔

اس نے گردن گھمائی تو ساتھ والی کرسی پر اس کے انکل شاہد حمید بھی رسیوں سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے جبکہ سسلی ہاتھ میں ایک چھوٹی سی شیشی پکڑے کھڑی تھی اور اس نے شیشی کا دہانہ شاہد حمید کی ناک سے لگایا ہوا تھا۔ پھر سسلی نے شیشی ہٹائی، اس کا ڈھکن بند کر کے اسے بیگ میں ڈال کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کیا کیا تم نے۔ کیا مطلب''...... شہروز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''خاموش بیٹھے رہو۔ اگر تم نے شور مچایا تو گولی مار دوں گی''...... سسلی نے یکلخت انتہائی بدلے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

شہروز نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کا ذہن بری طرح چکرا رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں ہی نہ آیا تھا کہ سسلی نے یہ سب کچھ کیوں اور کس لئے کیا ہے لیکن ظاہر ہے اس کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ وہ رسی سے اس انداز میں بندھا ہوا تھا کہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا اور کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اور اسے یہ بھی

معلوم تھا کہ جب تک باہر سرخ بلب جلتا رہے گا اس وقت تک کوئی اندر داخل نہیں ہو گا اور نہ ہی کوئی فون کال جائے گی چاہے پوری رات ہی کیوں نہ گزر جائے۔ یہ یہاں کا اصول تھا جسے سارے ملازمین سمجھتے تھے۔ چند لمحوں بعد شاہد حمید نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر پہلے انہوں نے بھی شہروز کی طرح بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن جب وہ صرف کسمسا کر رہ گئے تو ان کی نظریں پہلے شہروز پر اور پھر سامنے بیٹھی ہوئی سسلی پر جم گئیں۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کون ہو تم۔ کیوں تم نے یہ سب کیا ہے۔ شہروز یہ کیا چکر ہے''...... شاہد حمید نے کہا۔

''مم مم۔ میں کچھ نہیں جانتا انکل''...... شہروز نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

''یہ تمہارے ساتھ آئی ہے نانسنس اور تم کہہ رہے ہو کہ کچھ نہیں جانتے۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا۔ کون ہے یہ اور کیا چاہتی ہے۔ کیا تم نے اسے بتایا نہیں کہ میں کون ہوں۔ نانسنس''۔ شاہد حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں انکل''...... شہروز نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ ٹھیک کہہ رہا ہے اسے کچھ معلوم نہیں۔ اسے تو میں نے صرف تم تک پہنچنے کا ذریعہ بنایا ہے اور یہ بھی سن لو کہ اگر میں تم دونوں کو یہاں گولیاں مار دوں تو ساری رات تمہاری لاشیں یہاں

کام ہے''...... شاہد حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کام تو اسی سے ہے لیکن کیا تم اپنی بات کنفرم کرا سکتے ہو''...... سسلی نے کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں۔ مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی''...... شاہد حمید نے کہا۔

''دیکھو مسٹر شاہد حمید۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری بیوی وفات پا چکی ہے اور ڈاکٹر دانیال تمہارا اکلوتا بیٹا ہے۔ وہ ابھی غیر شادی شدہ ہے۔ اس لئے تم اپنی رہائش گاہ میں اکیلے رہتے ہو۔ شہروز نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا کہ تمہاری ساری فیملی ایکریمیا میں ہے۔ بہرحال میں نے پہلے ڈاکٹر دانیال کے بارے میں چھان بین کی ہے لیکن وہ کسی ایسی خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہا ہے جس کا علم نہیں ہو سکا۔ لیکن ظاہر ہے باپ کو تو معلوم ہو گا کہ اس کا بیٹا کہاں ہے اس لئے میں نے شہروز کو ذریعہ بنایا اور یہاں تمہارے پاس پہنچ گئی ہوں۔ مجھے ڈاکٹر دانیال سے ایک شعاعی ہتھیار کے فارمولے کے سلسلے میں درپیش ایک الجھن کے سلسلے میں ڈسکشن کرنی ہے اور یہ الجھن صرف ڈاکٹر دانیال ہی دور کر سکتا ہے اس لئے اگر تم اسے یہاں بلا لو تو میں اس سے ڈسکشن کر کے خاموشی سے واپس چلی جاؤں گی ورنہ دوسری صورت یہی ہے کہ میں تم دونوں کو گولی مار کر ہلاک کر دوں اور خاموشی سے یہاں سے چلی جاؤں۔ اس کے بعد میں خود ہی ڈاکٹر دانیال کو تلاش کر لوں گی اور سنو۔ میں میک اپ

میں ہوں اور میک اپ تبدیل کر کے میں دوسرا میک اپ کر لوں گی۔ شہروز کو میں نے صرف چکر دیا تھا کہ میں سن شائن کلب کے مالک کی بھانجی ہوں اس لئے میرے بارے میں کوئی نہ جان سکے گا اور تمہاری ہلاکت کے بعد لامحالہ ڈاکٹر دانیال جہاں بھی ہو گا لازماً واپس گھر پہنچے گا اور مجھے معلوم ہے کہ تم مسلمانوں میں اگر کوئی فوت ہو جائے تو تیسرے دن اس کے تمام عزیز و اقارب اور سب دوست احباب اکٹھے ہوتے ہیں اور اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ڈاکٹر دانیال تمہارا اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے چاہے دنیا کے کسی کنارے پر ہی کیوں نہ ہو اس دعا میں لازماً شریک ہو گا۔ اس کے بعد میں اس سے مل کر اپنا کام کرا لوں گی لیکن تم اور شہروز دونوں بہرحال مارے جاؤ گے اس لئے اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو پھر سچ بول کر اپنی زندگی بچا لو''...... سسلی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ صبح سویرے آفس آ جانا۔ میں تمہارے سامنے دانیال کو کال کر کے جلد از جلد واپس آنے کا کہہ دوں گا اور جب وہ واپس آئے گا تو میں خود اسے کہوں گا کہ وہ تمہارا کام کر دے''...... شاہد حمید نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ تمہیں گولی مار دی جائے۔ وہ یہاں ہو یا باہر بہرحال تمہاری موت کی خبر سن کر خود بخود آ جائے گا''...... سسلی نے کہا اور دوسرے لمحے اس

کے ہاتھ میں موجود چھوٹے سے پسٹل نے شعلے اگلے اور کمرہ شاہد حمید کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ شہروز کچھ سمجھتا اس بار شعلے اس کی طرف لپکے اور اس کے جسم نے ایک زور دار جھٹکا کھایا۔ اسے ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے میں گرم گرم سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس کا سانس اس کے حلق میں کسی گولے کی طرح پھنس گیا۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن گہری تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ ہمیشہ کے لئے۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان شاپنگ کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے عمران فلیٹ میں ہی رہتا تھا اور اس کا زیادہ وقت مطالعہ میں گزرتا تھا۔

عمران نے آج بھی ناشتہ کرنے کے بعد اخبارات کو نہایت سرسری انداز میں دیکھا اور پھر وہ الماری میں سے سائنسی رسالہ اٹھا کر لے آیا جو اس نے پڑھنے کے لئے خصوصی طور پر ایکریمیا سے منگوایا تھا۔ ابھی اسے سائنسی رسالہ پڑھتے ہوئے کچھ دیر ہی گزری تھی کہ کال بیل کی آواز سنائی دی لیکن عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اس کی نظریں بدستور سائنسی رسالے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

کال بیل کی آواز دوبارہ سنائی دی لیکن عمران نے ایک بار پھر سنی ان سنی کر دی۔ چند لمحوں بعد کال بیل تیسری بار بجی اور اس بار تو مسلسل بجتی ہی چلی گئی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے

چہرے پر یکلخت بوکھلاہٹ سی ناچنا شروع ہوگئی۔

''ارے۔ یہ تو کال بیل بجنے کی آواز ہے اور میں سمجھ رہا تھا کہ میرے کان بج رہے ہیں''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی لمحے کال بیل بجنا بند ہوگئی تو عمران نے اطمینان بھرا اور گہرا سانس لیا اور پھر وہ مطمئن انداز میں دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

''لگتا ہے بے چارہ بیل بجا بجا کر تھک گیا تھا اس لئے مایوس ہو کر واپس لوٹ گیا ہے''...... عمران نے کہا اور اس نے ایک بار پھر رسالہ اٹھا لیا لیکن جیسے ہی اس نے رسالہ اٹھایا اسی لمحے ایک بار پھر کال بیل بج اٹھی تو عمران یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں کے قریب کوئی طاقتور بم پھٹ پڑا ہو۔

''ارے۔ ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ آج کل تو ایسی مترنم آواز والی کال بیل ملتی ہی نہیں۔ ارے جل جائے گی۔ کال بیل جل جائے گی۔ خدا کے واسطے مت بجاؤ۔ ارے ارے۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت بجاؤ۔ میں آ رہا ہوں۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے یکلخت رسالہ ایک طرف پھینکتے ہوئے چیخ کر کہا لیکن کال بیل تواتر سے بجتی چلی جا رہی تھی۔ عمران اٹھا اور پھر وہ تقریباً دوڑتا ہوا راہداری سے گزر کر دروازے کی طرف بڑھا۔

''رکو، رکو۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ۔ بس کرو۔ میں آ گیا ہوں۔ میں نے تمہاری فریاد سن لی ہے۔ اب یہ گھنٹا۔ مم مم میرا مطلب

ہے کہ گھنٹی بجانا بند کر دو''...... عمران نے دروازے کے قریب پہنچ کر اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا تو کال بیل بجنا بند ہوگئی۔

''اوہ۔ یا اللہ تیرا شکر ہے۔ تو واقعی بڑا رحیم ہے۔ بچ گئی کال بیل جلنے سے۔ پاک پروردگار تو نے بچا لی میری مترنم کال بیل جلنے سے۔ یا اللہ تو غریبوں کا حامی و ناصر ہے واقعی تو سب کی سننے والا ہے۔ تو عزوجل ہے اور غریبوں کو نقصان سے بچانے والا بھی ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے سے اس طرح واپس مڑا جیسے کال بیل بجنا بند ہونے کا مطلب ہو کہ کال بیل بجانے والا واپس جا چکا ہو اور اب دروازہ کھولنے کی ضرورت نہیں رہی۔

''یا اللہ کیسے کیسے لوگ تو نے اس دنیا میں پیدا کر دیئے ہیں جو نہ کسی کے آرام کا خیال کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کے ذوقِ سائنسی مطالعہ کا۔ بس کال بیل بجانے کا شوق ہوتا ہے انہیں اور پھر کال بیل پر انگلی رکھ کر بھول ہی جاتے ہیں۔ نہ ان کی انگلی دکھتی ہے اور نہ ہی انہیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ کال بیل بجنے سے بجلی کے بل میں کتنا فرق پڑتا ہے اور اس غربت کے دور میں کوئی اتنے بڑے بڑے بجلی کے بل کیسے دے سکتا ہے''...... عمران نے واپس مڑ کر اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسی طرح بڑبڑاتا ہوا واپس سٹنگ روم میں آیا اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ کر اس نے دوبارہ ایک طرف پڑا ہوا رسالہ اٹھایا لیکن دوسرے لمحے

کال بیل ایک بار پھر بج اٹھی اور اس بار بھی مسلسل بجنے لگی۔

''ارے۔ ارے۔ پھر وہی حرکت۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ اس قدر جنونی لوگ بھی ہوتے ہیں اس دنیا میں۔ ارے بند کرو۔ جل جائے گی اور ایسی مترنم آواز والی کال بیل پھر نہیں ملے گی۔ یہ بہت قیمتی ہے۔ پورے سو روپے میں خریدی تھی میں نے۔ ارے ارے۔ رکو۔ خدا کے لئے بند کر دو اسے بجانا۔ اب تو کال بیل کے ساتھ میرے کان بھی بجنا شروع ہو گئے ہیں''...... عمران نے ایک بار پھر رسالہ ایک طرف پھینک کر بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور ایک بار پھر وہ پہلے کی طرح چیختا چلاتا اور کال بیل بند کرنے کا کہتا ہوا دروازے کی طرف دوڑا تھا لیکن اس بار کال بیل بجنا بند نہ ہوئی تو عمران نے مخصوص ہک ہٹا کر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔

اس کا دروازہ کھولنے کا انداز ایسا تھا جیسے دروازہ کھلتے ہی وہ کال بیل بجانے والے کی ناک پر پوری قوت سے مکا مار کر اس کی ناک توڑ دے گا۔ لیکن دروازہ کھولتے ہی وہ اس طرح دو قدم پیچھے ہٹ گیا جیسے اسے دروازے پر کوئی بھوت نظر آ گیا ہو۔ دروازے پر جولیا اکیلی کھڑی اسے تیز نظروں سے گھور رہی تھی۔

''ارے ارے۔ ج ج۔ جولیا۔ تت تت تم۔ یہ تم ہی ہو نا یا کوئی بھتنی تمہارے بھیس میں یہاں آ گئی ہے''...... جولیا پر نظر پڑتے ہی عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم آنے والوں کی اس طرح توہین کرتے ہو کہ دروازہ

ہی نہیں کھولتے۔ کیوں۔ بولو۔ جواب دو''...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اس نے دروازہ کھلتے ہی کال بیل کے بٹن سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔

''ارے۔ ارے۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ بہار آئی ہے اور وہ بھی کال بیل بجا کر''...... عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔ بہار کا سن کر جولیا کا چہرہ مسرت سے یکلخت پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتا چلا گیا۔

''کیا یہ بہار کی تشبیہہ تم نے مجھے دیکھ کر دی ہے''...... جولیا نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ظاہر ہے تم نے بیل بجائی ہے اور مترنم بیل ہمیشہ نرم و نازک اور انتہائی ہلکے ہاتھوں سے بجتی ہے۔ اگر کال بیل پر کوئی مرد ہاتھ رکھ دے تو یہ شاہ جہاں کے فریادیوں کے لئے لگائے ہوئے بھیانک گھنٹوں کی طرح بج کر کانوں کے پردے ہی پھاڑنا شروع کر دیتی ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ امنڈ آئی۔

''اچھا اب اندر چلو۔ کیا باقی ساری عمر یہیں کھڑے رہنے کا ارادہ ہے''...... جولیا نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران کے اس بے ساختہ فقرے کے بعد اس کا غصہ تو غائب ہونا ہی تھا۔

''یعنی۔ یعنی بہار اندر بھی آئے گی۔ میرے فلیٹ میں۔ اوہ اوہ۔ نہیں میرا مطلب ہے سوپر فیاض کے فلیٹ میں لیکن بہرحال

واقعی آج کا دن تو میری زندگی کا سب سے سنہرا دن ہے کہ بہار صرف دروازے تک ہی نہیں آئی بلکہ اندر بھی آ رہی ہے۔ واہ واہ۔ وہ کیا کہتے ہیں بہار آئی ہمارے گھر میں خدا کی قدرت ہے کبھی ہم ان کو اور کبھی مترنم گھنٹی مم مم۔ میرا مطلب ہے کہ وہ۔ وہ چائے۔ کھانے کا سامان۔ آج تو کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف خالی فلیٹ کو دیکھتے ہیں۔ بہرحال آؤ۔ آؤ۔ بہار کو تو کوئی نہیں روک سکتا''۔ عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''یہ غریبی اور مفلسی کا رونا تو شاید تمہاری گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ ہر وقت ایک ہی رٹ لگائے رکھتے ہو۔ کیا تم خود بور نہیں ہوتے ان باتوں کو بار بار دوہرانے سے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اندر داخل ہوئی تو عمران نے دروازہ بند کر کے لاک لگا دیا جسے سلیمان باہر سے بھی کھول سکتا تھا اور پھر وہ جولیا کے پیچھے چلتا ہوا ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جولیا کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔

''آؤ آؤ۔ بہار بن کر آئی ہو اس فلیٹ میں تو میری زندگی میں بھی دو تین ننھے منے گل کھلا دو۔ ارے اوہ۔ میرا مطلب ہے کہ وہ ہپ''...... عمران نے پہلے روانی میں کہا اور پھر اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

''اگر تم نے ایسے ہی بکواس کرنی ہے تو پھر میں چلی جاتی ہوں واپس''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نن نن۔ نہیں نہیں۔ بڑی مشکل سے میرے فلیٹ میں بہار آئی ہے۔ بہار چلی گئی تو خزاں آ جائے گی اور خزاں اپنے ساتھ سب کچھ سمیٹ کر لے جاتی ہے۔ مجھے خزاں کے نام سے ہی ڈر لگتا ہے اور میں خزاں رسیدہ پتے کی طرح سرکنا، اوہ نہیں۔ تھرکنا۔ تڑپنا۔ ہونہہ۔ یہ بھی نہیں۔ ہاں لرزنا شروع کر دیتا ہوں''...... عمران کی زبان چل پڑی۔

''سلیمان کہاں ہے''...... جولیا نے ڈرائنگ روم میں صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''مارکیٹ گیا ہوا ہے شاپنگ کرنے''...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''اس کے باوجود تم مفلسی اور غریبی کا رونا روتے رہتے ہو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا کروں۔ عادت جو پڑی ہوئی ہے''...... عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے مجھے کیوں بلایا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے بلایا ہے۔ کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''کیا مطلب۔ تم نے خود ہی تو صبح مجھے فون کیا تھا کہ ایک ایمرجنسی ہے اس لئے میں جلد سے جلد تمہارے پاس پہنچ جاؤں اور اب تم اس انداز میں بات کر رہے ہو جیسے تم نے مجھے فون کیا ہی نہ ہو''...... جولیا نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''فون تو میں نے کیا تھا۔ بالکل کیا تھا یاد ہے مجھے۔ لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے تمہیں ایمرجنسی کا کہا تھا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جلد سے جلد میرے پاس پہنچ جاؤ اور تم نے ایمرجنسی کا مطلب شاید سنا ہی نہیں۔ تین گھنٹے گزر چکے ہیں اور اب تو ساری ایمرجنسی بھی ختم ہو چکی ہے۔ بلکہ ایمرجنسی کا نام بھی رکھا جا چکا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایمرجنسی ختم ہو چکی ہے۔ نام رکھا جا چکا ہے مطلب''۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب تم نہ سمجھو تو میں کیا کہوں''...... عمران نے کہا۔

''بتاؤ تو سہی۔ بات کیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہمسائی کی پالتو بلی نے ایک ساتھ آدھ درجن بچے دیئے تھے اور وہ اکیلی ان بچوں کو سنبھالنے میں ناکام ہو رہی تھی اس لئے اسے کسی کی مدد کی ضرورت تھی تو میں نے سوچا کہ میں تمہیں کال کر لوں۔ ہمسائی کی مدد بھی ہو جائے گی اور اس کی بلی کے دیئے ہوئے بچوں کی دیکھ بھال بھی۔ لیکن تم نے آنے میں دیر کر دی۔ اس نے بلی کے سارے بچوں کو سنبھال بھی لیا اور ان کے نام بھی رکھ دیئے۔ تو ایمرجنسی ختم''...... عمران نے کہا تو جولیا چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''سیدھی طرح سے بتا رہے ہو یا پھر میں جاؤں''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پہلے چائے نہ پی لی جائے۔ پھر میں بتا دوں گا''...... عمران نے مسمسی سی شکل بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پی لو۔ لیکن تم تو کہہ رہے ہو کہ سلیمان شاپنگ کرنے گیا ہوا ہے پھر چائے کون بنائے گا''...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میرے فلیٹ میں ایک نسوانی پیکر کی کمی تھی۔ اب جبکہ نسوانی پیکر اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت موجود ہے جس سے میرے فلیٹ کی رونق بڑھ گئی ہے۔ اگر وہ پیکرِ رعنائی تھوڑی دیر کے لئے کچن میں بھی جلوہ فروز ہو جائے تو ہر طرف چار کیا آٹھ دس چاند دمک اٹھیں گے''...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

''تو تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے چائے بنا کر لاؤں''۔ جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''قدم رنجہ فرمانے کے لئے میرا جواب ہاں ہی میں گا''۔ عمران نے کہا تو جولیا مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اس نے اپنا ہینڈ بیگ سامنے میز پر رکھ دیا۔

''ٹھیک ہے بنا لاتی ہوں۔ تم بھی کیا یاد کرو گے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دو کپ چائے بنا کر لے آئی اور اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ لے کر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''لو چائے پیو اور بتاؤ کہ کیوں بلایا تھا مجھے''...... جولیا نے کہا۔

"چائے پی کر بتاؤں یا پہلے بتا دوں"...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... جولیا نے اسے سنجیدہ ہوتے دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"خاص الخاص نہ ہوتی تو تمہیں یہاں کیوں بلاتا"...... عمران نے کہا۔

"تو بتاؤ پھر"...... جولیا نے کہا۔

"اگر میں نے پہلے بتا دیا تو تم نے یہ گرم گرم چائے مجھ پر ہی انڈیل دینی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اسے منہ کے راستے معدے میں اتار لوں۔ گرم چائے معدہ تو برداشت کر جاتا ہے کیونکہ یہ ڈھیٹ مٹی کا بنا ہوا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اوپر کی کھال بڑی نرم و نازک بنائی ہے۔ گرم چائے گری تو بے چاری کھال نے جل جانا ہے۔ جسم پر گرم چائے گرنے کے بعد تو ہسپتال والوں نے بھی ایڈمٹ نہیں کرنا"...... عمران کی زبان چل پڑی۔

"کیوں۔ ہسپتال والوں نے ایڈمٹ کیوں نہیں کرنا۔ ان کا تو کام ہی ایڈمٹ کر کے علاج معالجہ کرنا ہوتا ہے"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم شاید سمجھی نہیں۔ اصل میں جلے ہوئے مریض دو قسم کے ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"دو قسم کے۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ ایک دل جلا اور دوسرا کھال جلا"...... عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم ہنس رہی ہو جبکہ مجھے رونا آ رہا ہے کیونکہ کھال جلوں کا علاج دل جلوں سے بہت برا ہوتا ہے"...... عمران نے رونی صورت بنا کر کہا۔

"وہ کیسے"...... جولیا نے اس کی طرف دیکھ کر دلچسپی سے پوچھا۔

"جس طرح سے کھال جلوں کا علاج خصوصی نگہداشت کے شعبے میں کیا جاتا ہے ایسا ہی ایک وارڈ دل جلوں کے لئے بھی ہونا چاہئے۔ لیکن وہ دل جلوں کو دل کے وارڈ میں داخل کرنے کی بجائے ذہن جلے ہسپتال میں بھرتی کر دیتے ہیں"...... عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"ذہن جلے ہسپتال میں۔ میں سمجھی نہیں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ مینٹل ہسپتال۔ اب تم خود سوچو، مریض وہ دل کا ہو اور بھیجا جا رہا ہو اسے دماغی ہسپتال میں تو بالکل اس محاورے کی طرح ہے کہ ماروں گھٹنا اور پھوٹے آنکھ کہ ضرب تو لگی گھٹنے پر اور پھوٹ گئی آنکھ اور جہاں تک کھال جلوں کا تعلق ہے تو ان کے ہسپتال والوں نے باقاعدہ پیمانے بنائے ہوئے ہیں۔ پہلے تو ریسرچ کی جاتی ہے کہ یہ کتنے فیصد جلا ہے۔ دس فیصد، بیس

فیصد یا سو فیصد۔ اس پر ڈاکٹروں کی ٹیم باقاعدہ ریسرچ کرتی ہے اور ان کی یہ بحث اور ریسرچ اتنی طویل ہو جاتی ہے کہ مریض بے چارہ اس ریسرچ کے نتیجے میں دس فیصد سے سو فیصد تک پہنچ کر اس فیصلے کے گورکھ دھندھے سے نکل کر ڈائریکٹ عالم بالا پہنچ جاتا ہے''...... عمران کی زبان ایک بار چل پڑی تو پھر بھلا کیسے رک سکتی تھی اور اس کی باتیں سن کر جولیا بے اختیار ہنس رہی تھی۔

''تمہاری زبان کی روانی ناپنے کے لئے تو شاید سائنسدان آئندہ کئی سو سالوں تک کوئی پیمانہ ایجاد نہ کر سکیں گے۔ بہرحال تم چائے پیو ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی''...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کتنے فیصد گرم رہ گئی ہے۔ کیوں نہ پہلے اس پر بحث کر لیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ عمران نے کپ اٹھایا اور پھر وہ چائے سپ کرنے لگا۔

''تم ہر بات ہمیشہ گول کر جاتے ہو۔ آخر بتا کیوں نہیں رہے کہ مجھے کیوں بلایا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''بڑی مشکلوں سے گول کرتا ہوں۔ چاروں کونوں کو رگڑ رگڑ کر گول کرنا پڑتا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جب میں نے چوکور بات کی تو تم نے مجھے ایسی چار چوٹ لگانی ہے کہ مجھے چاروں شانے ہی چت ہونا پڑ جائے گا۔ ویسے آج تک میری سمجھ میں ایک بات نہیں آئی''...... عمران نے کہا۔

''کون سی بات''...... جولیا نے پوچھا۔

''یہی کہ شانے یعنی کندھے تو دو ہوتے ہیں پھر یہ چاروں شانے چت والے محاورے کا کیا مطلب ہوا۔ میرا خیال ہے کہ محاوروں کی چھان پھٹک کرنے کے لئے کوئی تصحیح محاورہ ٹائپ کا ادارہ بنانا پڑے گا پھر جا کر اس قسم کے غلط محاوروں کو درست کیا جا سکتا ہے۔ چاروں شانے چت کی جگہ دو شانے چت''...... عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے تم کوئی اہم بات بتانا چاہتے ہو۔ تم کھل کر بتاؤ میں تمہاری بات کا برا نہیں مناؤں گی''...... جولیا کا چہرہ مسرت کی زیادتی سے یکلخت تمتما اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک لہرانے لگی تھیں۔ اسے عمران کا انداز عجیب سا لگ رہا تھا جیسے وہ اس کے بارے میں کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہو۔

''سوچ لو۔ اگر تم نے مجھے جان سے مارنے کی کوشش کی تو''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں ایسا نہیں کروں گی''...... جولیا نے کہا۔

''پھر سوچ لو۔ ویسے اگر اجازت دو تو میں اپنے لئے جوزف یا جوانا کو بطور باڈی گارڈ بلوا لوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم بولو''...... جولیا نے اس انداز میں کہا جیسے وہ عمران کو حوصلہ دینے کی کوشش کر رہی ہو کہ اس سے اسے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

''اچھا۔ اب اگر میری قسمت میں تمہارے ہی ہاتھوں مرنا لکھا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔

''تم بتاتے ہو یا پھر میں سچ مچ اٹھ کر چلی جاؤں''...... اس بار جولیا نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

''بب بب۔ بتاتا ہوں۔ بکرے کو چھری تلے تھوڑا دم تو لے لینے دو''...... عمران نے کہا۔

''بولو۔ جلدی بولو۔ ورنہ......'' جولیا نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

''وہ اصل میں اماں بی نے مجھے ایک لسٹ دی ہے اور مجھے تجربہ نہیں ہے۔ میں نے بڑا زور لگایا کہ مجھ پر ایک ہی ذمہ داری بہت ہے دوسری نہ ڈالی جائے لیکن تم تو اماں بی کی طبیعت جانتی ہی ہو کہ وہ ایک بار جس بات پر اڑ جائیں تو پھر پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں لیکن اماں بی اپنی بات سے نہیں ٹلتیں اس لئے مجھے مجبوراً ان سے وہ لسٹ لینی ہی پڑی۔ مجھے فوراً تمہارا خیال آیا کہ تم اس نیک کام میں میری مدد کر سکتی ہو۔ اس لئے تمہیں بلا لیا''۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ بات کرتے کرتے اس کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات بھی نمودار ہو گئے اور وہ جیسے دانستہ جولیا سے نظریں بھی چرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی بات سن کر جولیا کا رنگ بدل سا گیا اور اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ

لئے۔

''کہاں ہے لسٹ اور کیا سامان ہے جو اماں بی نے منگوایا ہے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یقین کرو کہ بڑا نیک کام ہے اور اماں بی کہتی ہیں کہ میرا انکار انتہائی برا شگون ہوگا۔ اس لئے مجبوری ہے اور میں تمہیں سچ بتا رہا ہوں۔ میں نے اماں بی کی بہت منتیں کی تھیں لیکن......'' عمران نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور باقی فقرہ ادھورا چھوڑ کر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے اس میں باقی فقرہ مکمل کرنے کی ہمت نہ ہو۔

''تو یہ بات ہے۔ تم نے مجھے یہاں یہ سب بتانے کے لئے بلایا ہے۔ یو نانسنس۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔ بوٹیاں اُڑا دوں گی تمہاری''...... جولیا نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے یکلخت شعلے سے نکلنے لگے تھے۔

''ارے ارے۔ اسی لئے تو کہہ رہا تھا کہ مجھے باڈی گارڈ بلا لینے دو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے اماں بی کی واقعی بڑی منتیں کی تھیں لیکن وہ مانتی ہی نہیں اب بتاؤ میں بھلا اماں بی کے سامنے کیسے دم مار سکتا ہوں۔ وہ جب کسی بات پر اڑ جائیں تو ڈیڈی بھی ان کے سامنے کان دبا کر سر جھکا لیتے ہیں اور پھر میں تو ٹھہرا ان کا فرزند ارجمند''...... عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

''بکو مت۔ میں تم جیسے بگلا بھگتوں کو خوب جانتی ہوں۔ دل اپنا چاہتا ہے اور نام اماں بی کا جوڑ دیا۔ میں جا رہی ہوں اور اب میں

کبھی لوٹ کر نہیں آؤں گی''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور میز سے اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر تیزی سے مڑی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کی آنکھوں میں چھلک آنے والی نمی عمران کی نظروں سے چھپی نہ رہ سکی تھی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''یااللہ۔ اب میں بے چارہ علی عمران کیا کروں۔ میں نے تو اماں بی کو بہت سمجھایا کہ ان کے دیرینہ ملازم عبدالکریم بابا کی بیٹی رخشندہ بی بی کی شادی ہے جو میری منہ بولی بہن بنی ہوئی ہے اور ثریا کے بعد اسی نے سارا گھر سنبھالا ہوا ہے۔ سامان اسی نے استعمال کرنا ہے۔ اسے بھیج دو وہ اپنی پسند اور اپنی مرضی کی چیزیں لے آئے گی لیکن وہ کہتی ہیں کہ جس کا بڑا بھائی ہو تو وہ کیوں دکانوں پر ماری ماری پھرے۔ یااللہ۔ اب میں بے چارہ عمران کیا کروں۔ کام تو نیک ہے اور خوشی بھرا ہے لیکن......'' عمران نے سر اٹھا کر بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔ آواز بہرحال اتنی تیز تھی کہ دروازے کی طرف جاتی ہوئی جولیا تک پہنچ گئی اور وہ وہیں رک گئی۔ وہ مڑی اور غور سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم بابا عبدالکریم کی بیٹی رخشندہ کی شادی کا سامان لینے کا کہہ رہے ہو''...... جولیا نے کہا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے ساتھ حیرت کے تاثرات تھے۔

''ارے ارے۔ تم تو رو رہی ہو۔ اوہ یہ تو بہت برا شگون ہو

گیا۔ اب تو میں سامان خرید ہی نہ سکوں گا اپنی پیاری بہن کے لئے''......عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں رو نہیں رہی ہوں نانسنس۔ وہ آنکھوں میں دھول چلی گئی تھی اس لئے شاید نمی آ گئی ہے آنکھوں میں''۔جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''میرے فلیٹ میں اور دھول''......عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اب تم میرا مذاق اُڑاؤ گے''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور پلٹ کر واپس آ گئی۔

''نہیں۔ میں کسی کے ناک پر بیٹھی ہوئی مکھی تک نہیں اُڑا سکتا بھلا تمہارا مذاق کیسے اُڑا سکتا ہوں''......عمران نے کہا تو جولیا ہنس پڑی۔ جولیا نے ہینڈ بیگ میز پر رکھا اور پھر اس نے اپنا اور عمران کا چائے کا خالی کپ اٹھایا اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔

''میں تیار ہو کر آتی ہوں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تو تم سمجھ رہی ہو کہ میرا کچن انتہائی کلچرڈ ہے۔ شاید سلیمان نے بنوا لیا ہو۔ ویسے وہاں تو مائیکرو اوون اور الیکٹرانک سامان ہوا کرتا تھا''......عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''کلچرڈ کچن۔ کیا مطلب۔ یہ کیا ہے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''اصل میں پہلے دور میں کلاسیکل قسم کا کچن جو ہماری زندگی کا ایک ضروری حصہ ہوا کرتا تھا۔ فرش پر گول چولہا، جس میں اُپلے اور

لکڑیاں جلتی تھیں۔ سائیڈوں پر دریاں بچھی ہوتی تھیں اور سارا
خاندان اس چولہے سے نکلنے والے دھوئیں سے روتا بھی رہتا تھا اور
ایک دوسرے سے ہنسی مذاق بھی کرتا تھا۔ لیکن اس دھوئیں سے ان
کی آنکھیں اچھی طرح سے دھل جاتی تھیں۔ میرے خیال میں یہی
وجہ تھی کہ ان دنوں بوڑھوں کو بھی نظر کی عینک نہ لگانا پڑتی تھی۔
جب سے مائیکرو اوون اور الیکٹرانک کچن بنے ہیں نہ دھواں ہوتا
ہے نہ آنکھیں دھلتی ہیں اس لئے جسے دیکھو موٹے موٹے شیشوں
والی عینکیں چڑھائے پھر رہا ہے۔ تم نے کہا کہ میں تیار ہو کر آتی
ہوں تو مجھے کلچرڈ کچن کا خیال آ گیا کہ کچن میں تیار ہونے کے کون
سے اوزار ہو سکتے ہیں۔ تم نے صرف منہ ہی دھونا ہے تو یہ کام تو
واش روم میں بھی ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار
کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تم چاہو تو میں تمہارے لئے واقعی اپنے کچن کو بھی کلچرڈ کچن بنا
لوں گی۔ مجھے تو صرف تمہاری خوشی چاہئے''...... جولیا نے کہا اور
پھر تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے سے باہر نکل گئی اور اس
جواب سن کر عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔

''یا اللہ۔ تو ہی سب کو نیک ہدایات دینے والا ہے''...... عمران
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر
سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے

صفدر کی آواز سنائی دی۔

''صفدر یار جنگ بہادر صاحب۔ بس بولنا ہی جانتے ہو یا پتنگ
بھی اُڑا سکتے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پتنگ۔ کیا مطلب۔ یہ آج آپ کو پتنگ کیسے یاد آ گئی۔ کیا
پتنگیں اُڑانے کا پروگرام بنا لیا ہے''...... دوسری طرف سے صفدر کی
ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اب میں نے کیا پتنگیں اُڑانی ہیں بھائی۔ میری تو ساری
پتنگیں نجانے کب کی کٹ چکی ہیں''...... عمران نے کہا تو صفدر
ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''اچھا۔ کیسے یاد کیا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''کچھ ضروری سامان خریدنا ہے شادی کے لئے۔ جولیا میرے
ساتھ جا رہی ہے۔ میں نے سوچا کہ تم بھی آ جاؤ۔ ایک سے بھلے
دو اور دو سے بھلے تین ہوتے ہیں''...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے
کہا۔

''اوہ اوہ۔ عمران صاحب۔ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ شادی کا
سامان۔ اوہ۔ پھر تو میری طرف سے دلی مبارک ہو آپ کو۔ بہت
بہت مبارک ہو۔ کیا خیال ہے میں سارے ساتھیوں کو اطلاع نہ کر
دوں''...... صفدر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''خیر مبارک، دلی خیر مبارک بھائی۔ ویسے میری جیب میں اتنی
رقم نہیں ہے کہ میں سب کا بوجھ اٹھا سکوں۔ اماں بی نے رقم ہی

تھوڑی سی دی ہے اور تم اماں بی کو جانتے ہو۔ انہیں صرف اپنے زمانے کی شادی کے بھاؤ یاد ہیں۔ انہیں لاکھ سمجھاؤ کہ مہنگائی بہت بڑھ گئی ہے۔ مگر وہ مانتی ہی نہیں کہتی ہیں کہ لاکھ مہنگائی ہو گئی ہو اب اتنی بھی نہیں کہ دس ہزار سے زیادہ کا سامان آ جائے۔ ان کا تو کہنا ہے کہ ان کے ابا حضور یعنی میرے نانا جان نے اماں بی کی شادی اس قدر ٹھاٹ باٹ اور شاہانہ انداز میں کی تھی کہ سارے شہر میں اس شادی کی دھوم مچ گئی تھی اور تمہیں پتہ ہے اماں بی کے کہنے کے مطابق نانا جی نے ان کی شادی پر پورے پانچ سو روپے کا خرچہ کیا تھا“...... عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

”یہ ٹھیک ہے عمران صاحب۔ اس وقت واقعی سو دو سو کی بے حد اہمیت تھی اور پھر آپ کے نانا جی نے اس دور میں پانچ سو کا خرچہ کیا تھا۔ لیکن اب وہ زمانہ کہاں اب تک پانچ سو میں تو ایک معمولی سا گفٹ بھی نہیں آتا۔ لیکن بہرحال آپ فکر نہ کریں۔ آپ نے آج واقعی مجھے زندگی کی بہت بڑی خوشخبری سنائی ہے۔ میرے لئے بلکہ ہم سب کے لئے یہ نہایت مبارک موقع ہے اس لئے آپ رقم کی فکر نہ کریں۔ اس مبارک موقع پر رقم ہم سب خرچ کریں گے۔ آخر آپ پر اور مس جولیا پر ہمارا بھی تو حق ہے۔ ہم سب ہی آپ کی خریداری میں مدد کریں گے۔ آپ اور مس جولیا اپنی پسند کا جو خریدنا چاہیں خرید لیں۔ سب کچھ ہماری طرف سے تحائف کے طور پر ہوگا اور ہم اس کے لئے دل کھول کر خرچہ کریں

گے“...... دوسری طرف سے صفدر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یہ بات ہے تو تم سب کو فون کرو اور ان سب کو خوشخبری سنا دو۔ میں اور جولیا اب تم سب کے ساتھ جا کر خریداری کریں گے“...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ میں سب کو کال کر دیتا ہوں اور ہم سب آ رہے ہیں۔ آپ ہمارا انتظار کریں“...... دوسری طرف سے صفدر نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”یا اللہ۔ تو واقعی مسبب الاسباب ہے اور سب کی عزت رکھنے والا ہے۔ تو نے ایسے مخلص دوست دیئے ہیں مجھے اس کے لئے تیرا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے“...... عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کس سے باتیں کر رہے تھے“...... جولیا نے کچن سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ اس نے شاید کچن میں موجود بیسن میں منہ دھو لیا تھا۔ بغیر میک اپ کے وہ بے حد نکھری نکھری اور ہشاش بشاش سی دکھائی دے رہی تھی۔

”ارے باپ رے۔ اب تو مجھے ایمبولینسوں کا بھی خرچہ برداشت کرنا پڑے گا“...... عمران نے جولیا کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایمبولینس۔ کیا مطلب۔ ایسے موقع پر کیا بکواس شروع کر دی ہے تم نے۔ ایمبولینس کیا مطلب"...... جولیا نے مصنوعی غصے سے کہا۔

"ایمبولینس ایک ہوتی ہے میں نے ایمبولینسیں کہا ہے اور تم جس طرح سے اپنا جلوہ فروز ہوئی ہو۔ ایسے باہر نکلو گی تو سارے ہسپتالوں کی ایمبولینسیں منگوانی پڑیں گی۔ کشتوں کے پشتے لگ جائیں گے"...... عمران نے بے خودی کے عالم میں کہا تو جولیا کسی مشرقی دلہن کی طرح سے شرما سی گئی۔

"تمہاری یہی باتیں تو سب کو پاگل بنا دیتی ہیں۔ بتاؤ کس سے کر رہے تھے باتیں"...... جولیا نے شرماتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی ہے اپنا صفدر یار جنگ بہادر۔ اسی سے بات کر رہا تھا"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ اسے کیوں کیا تھا فون"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"میں نے سوچا کہ وہ کڑیل جوان ہے۔ لاشیں ڈھونے کا کام آسانی سے کر لے گا"...... عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تم واقعی احمق ہو۔ اماں بی ٹھیک کہتی ہیں۔ تم واقعی ہر وقت بدشگونی کی باتیں کرنے کے عادی ہو۔ خورشیدہ کی شادی ہے جسے اماں بی ثریا کی طرح اپنی بیٹی مانتی ہیں اور تم فضول بدشگونی کی باتیں کر رہے ہو۔ اس کی شادی کا سامان خریدنا ہے اور تمہیں لاشیں یاد آ رہی ہیں"...... جولیا نے غصے سے آنکھیں

نکالتے ہوئے کہا۔

"رخشندہ کی شادی کا سامان۔ کیا مطلب۔ کون رخشندہ"...... عمران نے اس طرح سے چونکتے ہوئے کہا جیسے اس نے یہ بات پہلی بار سنی ہو۔

"کیا مطلب۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ عبدالکریم کی بیٹی رخشندہ کی شادی ہے اور تم نے اس کی شادی کا سامان خریدنا ہے اور اب"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ کیا اب میرا یہی کام رہ گیا ہے کہ میں لڑکیوں کی شادی کا سامان خریدتا پھروں۔ میں نے رخشندہ بی بی کی بات کی تھی۔ پتہ نہیں کیوں پرانے زمانے میں اتنے مشکل نام رکھے جاتے تھے۔ اب تم ہی بتاؤ رخشندہ بی بی بھی کوئی نام ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے یہ کسی بوڑھی عورت کا نام ہو اور مجھے بوڑھی عورت کی شادی کا سامان خریدنے کا کہا جا رہا ہو۔ اس سے اچھا تو درخشاں کا نام ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"درخشاں۔ کون درخشاں"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ارے۔ تم درخشاں کو نہیں جانتی۔ اماں بی جانتی ہیں اور تمہیں نہیں معلوم۔ حیرت ہے۔ خواہ مخواہ تم نے اتنا پڑھ لکھ کر گنوا دیا"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ سیدھی طرح سے بتاؤ۔ اب اگر تم نے کوئی اور بکواس کی تو میں سچ مچ تمہیں گولی مار دوں گی۔ بتاؤ کون ہے یہ

درخشاں“...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر غصے کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”ایک شرط پر بتاؤں گا“...... عمران نے کہا۔

”کون سی شرط“...... جولیا نے کہا۔

”پہلے کہو کہ میری شرط منظور ہے تو بتاؤں گا“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ پہلے بتاؤ کون ہے یہ“...... جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”پہلے شرط تو سن لو۔ بہت معمولی سی ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ بتاؤ کیا ہے شرط“...... جولیا نے ناگوار لہجے میں کہا۔

”اس درخشاں کے بارے میں تم کسی اور کو نہیں بتاؤ گی اور نہ ہی کسی کے سامنے اس کا نام لو گی“...... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب“...... جولیا نے چونک کر کہا۔

”بس۔ کہا نا کسی کو درخشاں کے بارے میں نہیں بتاؤ گی۔ یہ سمجھ لو کہ وہ مجھے جان سے بھی پیاری ہے“...... عمران نے کہا تو جولیا نے یکلخت ہونٹ بھینچ لیے۔ اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر آنسو جھلملانے لگے۔

”جان سے پیاری“...... جولیا کے منہ سے سسکاری سی نکلی۔

”ہاں۔ بہت پیاری ہے وہ۔ اتنی کہ کیا بتاؤں“...... عمران نے اسی طرح سنجیدگی سے کہا۔

”ہے کون وہ“...... جولیا نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

”رخشندہ بی بی کی چھوٹی بہن ہے وہ۔ بہت ہی کیوٹ ہے“...... عمران نے کہا۔

”تم اسے پسند کرتے ہو“...... جولیا نے پوچھا۔

”ہاں بہت زیادہ“...... عمران نے کہا تو جولیا کا رنگ سفید پڑ گیا۔

”اور وہ“...... جولیا نے پوچھا۔

”مجھ سے زیادہ وہ مجھے پسند کرتی ہے۔ جب بھی کوٹھی جاتا ہوں تو وہ مجھے دیکھ کر اتنی خوش ہوتی ہے کہ اس کے چہرے پر رنگ سے بکھر جاتے ہیں قوس قزح کی طرح۔ اس کی خوشی دیدنی ہوتی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ ہر وقت میرا ہی انتظار کرتی رہتی ہو اور جیسے ہی میں اس کے سامنے جاتا ہوں وہ مجھے دیکھ کر دیوانی سے ہو جاتی ہے اور دوڑ کر میری طرف آ جاتی ہے۔ پھر وہ ہوتی ہے اور میں ہوتا ہوں۔ ہم دونوں لان میں بیٹھ جاتے ہیں اور گھنٹوں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اس سے باتیں کرتے ہوئے وقت گزرنے کا احساس تک نہیں ہوتا“...... عمران نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ تم اسے بے حد پسند کرتے ہو“...... جولیا نے روہانسے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اماں بی نے ہزار بار کہا ہے کہ میں کوٹھی شفٹ ہو جاؤں لیکن میں ان کی بات نہیں مانتا تھا لیکن اب وہ جس طرح

سے ضد کرتی ہے اور مجھ سے دور رہنا پسند نہیں کرتی اسے دیکھ کر
میں سوچ رہا ہوں کہ واقعی مجھے اب فلیٹ چھوڑ دینا چاہئے اور اس
کے لئے کوٹھی شفٹ ہو جانا چاہئے۔ نہ وہ مجھ سے دور رہ سکتی ہے
اور نہ ہی میں اس سے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ تو نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے''...... جولیا نے گلوگیر
لہجے میں کہا۔

''اب تم سے کیا چھپاؤں۔ وہ میری جان ہے اور میں اس کی
جان''...... عمران نے کہا تو جولیا ایک بار پھر جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی
ہو گئی۔

''اگر تم اس کی اور وہ تمہاری جان ہے تو پھر تم یہاں کیا کر
رہے ہو۔ جاؤ اس کے پاس اور جا کر شادی کر لو اس سے''۔ جولیا
نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

''ارے ارے۔ کیا کہہ رہی ہو۔ وہ چھ سال کی ننھی منی بچی
ہے۔ میری چھوٹی بہن۔ کیا بھائی بہن ایک دوسرے کی جان نہیں
ہوتے''...... عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت شرمندگی
کے تاثرات پھیل گئے اور وہ پھر بیٹھ گئی۔

''اوہ اوہ۔ آئی ایم سوری۔ ریئلی ویری سوری۔ میں کچھ اور سمجھ
رہی تھی''...... جولیا نے شرمندگی سے کہا۔

''اور۔ کیا مطلب۔ اور کیا سمجھ رہی تھی تم۔ مجھے بتانا ذرا''۔
عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں''...... جولیا نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔ اس سے
پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی
دی۔

''میں دیکھوں''...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں جاتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو سامنے صفدر کے ساتھ
کیپٹن شکیل، صدیقی، نعمانی اور چوہان بھی موجود تھے۔

''ارے ارے۔ یہ کیا تم تو ساری بارات ساتھ لے آئے
ہو''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ نے ہی تو کہا تھا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو
عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ سب کے ساتھ اندر آ گیا۔
سلام و دعا کے بعد وہ سب بیٹھ گئے۔

''آپ کو اور مس جولیا آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ آخر کار
یہ بیل منڈھے چڑھ ہی گئی''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خیر مبارک۔ خیر مبارک۔ کس قدر خلوص ہے اس دوستی کے
رشتے میں۔ لطف آ گیا۔ کیوں جولیا''...... عمران نے کہا

''ہاں۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسا خلوص یہاں مشرق میں ہی ملتا ہے
اور کہیں نہیں''...... جولیا نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ یہ میرا رقیب روسفید دکھائی نہیں دے رہا۔ کہاں ہے
وہ۔ وہ بھی ساتھ آ جاتا تو اچھا ہوتا۔ سنا ہے بھاؤ تاؤ کرنے میں وہ

ماہر ہے۔ ایک ایک روپے کے لئے لڑنا شروع کر دیتا ہے۔ اتنا بھاؤ تاؤ کرتا ہے کہ دکاندار تنگ آ کر اسے دوکان سے ہی باہر نکال دیتے ہیں اور پھر بازار میں غیر معینہ مدت کے لئے ہڑتال ہو جاتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہڑتال ہو جاتی ہے۔ وہ کیوں عمران صاحب''...... نعمانی نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سیدھی سی بات ہے۔ تنویر سے جب بھاؤ تاؤ کی کوئی غلط بات کرے گا تو اس کے زندہ رہنے کے چانس کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس بے چارے دکاندار کی جب اتنی ٹوٹ پھوٹ ہو جائے گی تو ہڑتال تو ہونی ہی ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''اب تنویر اتنا بھی احمق نہیں ہے''...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''چلو۔ تم نے یہ تو مان لیا ہے احمق تو ہے اِتنا نہ سہی اُتنا سہی''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''اچھا۔ شادی کے کیا کیا سامان لینا ہے۔ کوئی لسٹ بنائی ہے آپ نے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بنائی ہے لیکن ہم نے نہیں۔ اماں بی نے لمبی سی لسٹ بنائی ہے''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے لمبی لسٹ نکال کر ان کی طرف بڑھا دی۔

''ارے۔ یہ تو واقعی کافی لمبی لسٹ ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ کافی خرچہ آئے گا اور میرے پاس سوائے تم سب کو چائے پلانے کے اور کچھ نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ یہ سامان ہماری طرف سے ہو گا۔ آپ بس ہمیں کہیں سے چائے ہی پلا دینا''...... صفدر نے لسٹ لپیٹ کر اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''ارے باپ رے۔ چچ۔ چچ۔ چائے سچ مچ پلانی پڑے گی مگر بل۔ اچھا چلو ٹھیک ہے تم جولیا سے کہہ رہے ہو نا۔ واقعی یہ اتنی بھاری تنخواہ لیتی ہے۔ کم از کم ہم سب کو ایک ساتھ چائے تو پلوا ہی سکتی ہے۔ کیوں جولیا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کوئی بات نہیں۔ اگر سارے ساتھی ساری خریداری کرنے کا کہہ رہے ہیں تو میں چائے تو پلا دوں گی۔ آخر میرا بھی کوئی [illegible] ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ بالکل اور یہ ہے بھی نازک سا رشتہ۔ آؤ اب چلیں۔ دیر ہو رہی ہے''...... عمران نے کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جولیا کو مزید بات کرنے کا موقع نہ دینا چاہتا ہو۔

''کیا مطلب۔ مجھے تو یہ معاملہ مشکوک لگ رہا ہے۔ یہ کس رشتے کی بات کر رہے ہیں آپ''...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اماں بی سچ ہی کہتی ہیں کہ مرد حضرات ہوتے ہی بدشگون ہیں۔ اس قدر نیک کام میں بھی پولیس کی طرح مشکوکیت۔

اب چلنا ہے یا نہیں'' ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ سچ بتائیں کیا واقعی عمران صاحب رضامند ہو گئے ہیں'' ...... صدیقی نے جولیا سے براہ راست مخاطب ہو کر پوچھا۔

''بے فکر رہو۔ میں نے جولیا کو سچ بتایا ہے۔ میں تو راضی نہ ہو رہا تھا اتنا خرچہ کرنے پر مگر جب اماں بی نے جوتی اٹھا کر دو تین بار میرے سر پر بجائی تو میرے ہوش ٹھکانے آ گئے اور حکم حاکم مرگ مفاجات کے مصداق مجھے ماننا ہی پڑا۔ بس اب چلو جلدی سے ورنہ میرا ارادہ بدل گیا تو جولیا نے ہی مجھے آنکھیں دکھانی شروع کر دینی ہیں'' ...... عمران نے کہا۔

''اماں بی کے کہنے پر راضی ہوئے ہیں۔ ٹھیک ہے اب مجھے اماں بی سے خود بات کرنی پڑے گی'' ...... صفدر نے کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب'' ...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں اماں بی سے فون پر بات کرتا ہوں'' ...... صفدر نے کہا اور فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''ارے ارے۔ رک جاؤ۔ تم بلاوجہ شک کر رہے ہو۔ اگر خرچہ نہیں کرنا تو صاف بتا دو۔ اس وقت جذبات میں آ کر خرچہ کرنے کی بات کر دی اور اب راہ فرار اختیار کر رہے ہو۔ لاؤ۔ لسٹ مجھے واپس کر دو۔ تم سب سے تو اچھی جولیا ہے جو میرے ساتھ چلنے پر رضامند ہو گئی ہے۔ دیکھ لو جولیا یہ ہے ہمارے دوستوں کا خلوص۔

بس سب زبانی جمع خرچ ہی کرنا جانتے ہیں'' ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ آپ بتائیں کیا واقعی ایسا ہی ہے جیسا عمران صاحب نے بتایا ہے'' ...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس میں غلط بات کیا ہے۔ یہ سچ بول رہا ہے اور واقعی تم نے پہلے اتنی لمبی آفر کر دی اور اب آئیں بائیں شائیں کر رہے ہو'' ...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ یہ سب بے خیالی میں کہہ رہی تھی اسے اس بات کا اندازہ تک نہ تھا کہ عمران ان سب کے ساتھ کس رخ سے بات کر رہا ہے۔

''اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ آئیں ہم ابھی چلتے ہیں اور ساری خریداری کر لیتے ہیں'' ...... صفدر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ سب اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

''کیا زمانہ آ گیا ہے۔ مردوں کی بجائے عورتوں کی زبان پر یقین کرنا آ گیا ہے لوگوں کو'' ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''چلیں اب۔ سچ بتا دیں۔ مجھے تو اب بھی سارا معاملہ مشکوک لگ رہا ہے'' ...... صفدر نے عمران کے قریب آ کر کہا۔

''اچھا بھائی۔ تم ایسے نہیں مانو گے۔ اصل بات یہ ہے کہ......'' عمران نے کہا اور پھر انہیں ساری اصل بات بتا دی۔ جسے سن کر وہ سب طویل سانس لے کر رہ گئے۔

ان سب نے سامان لیا اور پھر وہ سارا سامان خود کوٹھی پہنچانے چلے گئے۔ واپسی پر وہ سب جولیا کے فلیٹ میں آ گئے۔ وہ سب سٹنگ روم میں بیٹھ گئے اور جولیا ان کے لئے کچن میں چائے بنانے چلی گئی۔ صفدر نے فون کر کے باقی ساتھیوں کو بھی وہیں بلا لیا۔ کچھ ہی دیر میں صالحہ، تنویر اور کیپٹن شکیل بھی وہاں آ گئے۔ صفدر نے ان سب کو ساری باتیں بتائیں تو وہ ہنسے بغیر نہ رہ سکے۔

جولیا نے ان سب کے سامنے چائے لا کر رکھ دی۔ وہ ابھی چائے پینا شروع ہی ہوئے تھے کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ سب خاموش ہو گئے اور جولیا نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس چیف"...... جولیا نے یکلخت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران یہاں موجود ہے"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں پوچھا گیا۔

"یس چیف"...... جولیا نے کہا۔

"رسیور اسے دو"...... چیف نے کہا تو جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود مع ممبران مردانہ، نسوانہ بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سرداور نے سرسلطان کو بتایا ہے کہ پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر دانیال کی لاش ایک ویران علاقے سے ملی ہے اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ اس کی لاش جس انداز میں ملی ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ اسے کرسی پر رسیوں سے باندھ کر پہلے اس پر تشدد کیا گیا ہے اور پھر اسے ہلاک کر دیا گیا ہے جبکہ یہ ڈاکٹر دانیال کسی اہم دفاعی شعاعی ہتھیار پر کام کر رہا تھا۔ تم اس سلسلے میں کام کرو"...... ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ نے یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذمے کیوں نہیں لگایا جناب۔ اگر میری تحقیقات کے باوجود کام آگے نہ بڑھ سکا تو میری ساری محنت ضائع چلی جائے گی جبکہ آپ کی سروس کے لوگ بہرحال تنخواہیں تو وصول کر ہی رہے ہیں"...... عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"جب تک کیس شروع نہ ہو جائے انہیں اصولاً کال نہیں کیا جا سکتا۔ تمہیں بہرحال اس کا معاوضہ مل جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں معذرت خواہ ہوں جناب۔ ابھی میرا کوئی کام کرنے کا موڈ نہیں ہے۔ اگر یہ کام آپ تنویر کے سپرد کر دیں تو وہ یہ کام

نہایت خوش اسلوبی سے کر سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

''جیسا میں نے کہا ہے ویسے کرو سمجھے تم ورنہ کسی کوڑے کے ڈھیر پر پڑے نظر آؤ گے''...... ایکسٹو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''لو یہ اچھی زبردستی ہے۔ کیوں تنویر''...... عمران نے رسیور واپس جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں کیوں تمہارا کوئی کام کروں۔ کیا مجھے کسی پاگل کتے نے کاٹا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ اگر تمہیں پاگل کتا کاٹ لے تو پھر تم ہر کام کرنے کے لئے تیار ہو۔ ٹھیک ہے۔ آؤ پھر شہر میں کسی پاگل کتے کو تلاش کریں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ چیف نے اگر یہ کام آپ کے ذمہ لگایا ہے تو ظاہر ہے انہوں نے کچھ سوچ کر ہی لگایا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''ایک شرط پر میں کام کر سکتا ہوں کہ جولیا میرے ساتھ اس کام میں شریک رہے''...... عمران نے کہا۔

''شٹ اپ۔ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چیف کا حکم ہوتا تو میں ضرور تمہارے ساتھ کام کرتی لیکن اب نہیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو دو مجھے فون۔ میں تمہارے چیف کو صاف انکار کر دیتا ہوں میں اس کا پابند نہیں ہوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ وہ تمہیں سزا دے گا۔ وہ ایسے معاملات میں انتہائی سخت ہے''...... جولیا نے بے اختیار پریشان ہوتے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ سی رینگ گئی۔

''تو کیا ہوا۔ کوڑے کے ڈھیر پر پڑا نظر آؤں گا تو آتا رہوں۔ میرا کیا بگڑتا ہے کچھ بگڑے گا تو کوڑے کا ہی بگڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ کام کروں گی۔ تم چیف کو انکار مت کرو۔ یہ میں برداشت نہیں کر سکتی کہ وہ تمہیں سزا دے۔ اب ٹھیک ہے''...... جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں آ گئیں۔

''وہ ایسے موقع پر کیا کہتے ہیں۔ توبہ ایک تو عین وقت پر دماغ ہی کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ ہاں یاد آیا۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

سسلی اس وقت ہوٹل سی روز کے ایک کمرے میں موجود تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... سسلی نے مخصوص مترنم لہجے میں کہا۔

''مادام۔ آپ سے مسٹر جیکب ملنے آئے ہیں''...... دوسری طرف سے ہوٹل کی ریسپشنسٹ کی آواز سنائی دی۔

''بھیج دو اسے''...... سسلی نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔
چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کم ان''...... سسلی نے اونچی آواز میں کہا تو ایک ایکریمین نوجوان اندر داخل ہوا۔ سسلی نے بھی اس وقت ایکریمین میک اپ کر رکھا تھا۔

''آؤ جیکب۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ کیا رپورٹ ہے''...... سسلی نے آنے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مادام۔ جس جگہ یہ لیبارٹری بتائی گئی ہے وہاں کوئی آباد عمارت ہی نہیں ہے بلکہ ایک ٹوٹی پھوٹی کھنڈر نما عمارت ہے اور میں نے اسے اچھی طرح چیک کیا ہے۔ اس کے نیچے کوئی تہہ خانہ نہیں ہے۔ یہ کوئی قدیم دور کی عمارت ہے۔ جو مرمت نہ ہونے کی وجہ سے کھنڈر بن گئی ہے۔ میں نے ساتھ والی کوٹھی کے چوکیدار سے جب اس بارے میں معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ یہ کوٹھی کسی بڑے بزنس مین کی تھی جو ملک سے باہر چلا گیا اور پھر یہ طویل عرصہ سے خالی رہنے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گئی ہے اور اب یہ کھنڈر بن گئی ہے۔ دوبارہ کوئی آج تک یہاں آیا ہی نہیں''۔ جیکب نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے اور ڈاکٹر دانیال نے جس حالت میں مجھے یہ سب بتایا تھا اس حالت میں وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ تم نے تہہ خانوں کو کس طرح چیک کیا ہے''...... سسلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مادام۔ میں اپنے ساتھ لینڈ اسکین فلٹر لے گیا تھا اور آپ کو تو معلوم ہے کہ لینڈ اسکین فلٹر ریز سے کوئی تہہ خانہ نہیں چھپ سکتا۔ وہاں واقعی کوئی تہہ خانہ نہیں ہے''...... جیکب نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر نے نمبر غلط بتایا ہو۔ تمہیں اردگرد کی عمارتیں بھی چیک کرنی چاہئے تھیں''...... سسلی نے کہا۔

''یس مادام۔ میں نے سب چیک کیا ہے۔ پوری کالونی کی

ایک ایک عمارت کو کئی کئی بار چیک کیا ہے۔ وہ سب رہائشی عمارتیں ہیں مادام اور وہاں عام لوگ رہ رہے ہیں''...... جیکب نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جہاں سے ہم نے شروعات کی تھی واپس وہیں آ کھڑے ہوئے ہیں''...... سسلی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس مادام''...... جیکب نے کہا۔

''وہ ڈاکٹر دانیال بھی ہلاک ہو گیا۔ اب کیا کریں''...... سسلی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ میرا خیال ہے کہ اس ڈاکٹر دانیال کا ذاتی سامان چیک کیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی کسی ذاتی ڈائری میں اس بارے میں لکھا ہو''...... جیکب نے کہا۔

''نہیں۔ اسے قتل کیا گیا ہے اور وہ بہرحال پاکیشیا کا دفاعی سائنس دان تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس اس کے قاتلوں کا سراغ لگا رہی ہو اس لئے اب اس کے پیچھے جانا اپنے آپ کو نشانہ بنانے والی بات ہے۔ رکو۔ مجھے کچھ اور سوچنا ہو گا''...... سسلی نے کہا۔

''مادام۔ آپ چیف سے بات کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ چیف کے پاس کوئی اور ٹپ موجود ہو''...... جیکب نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری یہ بات درست ہے۔ مجھے واقعی چیف سے بات کر لینی چاہئے''...... سسلی نے کہا۔

''یس مادام''...... جیکب نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم الماری سے بلیک اسٹاپر نکال کر مجھے دو''۔ سسلی نے کہا تو جیکب اٹھا اور ایک الماری کھول کر اس نے اس میں سے ایک بیگ باہر نکالا اور پھر اس بیگ میں سے اس نے ایک چھوٹا سا مستطیل آلہ نکال کر سسلی کی طرف بڑھا دیا۔ سسلی نے اپنے سامنے رکھا ہوا ٹیلی فون سیٹ اٹھایا اور یہ آلہ سسلی نے فون سیٹ کے نیچے لگایا تو وہ اس طرح فون سے چمٹ گیا جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے فون سیٹ کے نچلے حصے میں لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر کے اس نے فون سیٹ کو اس آلے سے منسلک کیا۔ آلہ لگنے سے اب ٹیلی فون محفوظ ہو چکا تھا۔ اس پر ہونے والی کال کے الفاظ کسی صورت بھی نہ راستے میں سنے جا سکتے تھے اور نہ ہی ٹیپ ہو سکتے تھے اور پھر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک انتہائی بھاری اور سرد آواز سنائی دی۔

''سسلی بول رہی ہوں چیف۔ پاکیشیا سے''...... سسلی نے کہا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''چیف۔ آپ کی دی ہوئی ٹپ کے مطابق میں ڈاکٹر دانیال کو گھیرنے کے لئے سب سے پہلے وزارت سائنس کے ایک آفیسر شہروز تک پہنچی اور پھر میں نے اس سے ایسا چکر چلایا کہ وہ مجھے

ڈاکٹر دانیال کے باپ شاہد حمید سے ملانے کے لئے تیار ہو گیا۔ شاہد حمید نے شہروز کے ساتھ مجھے اپنی رہائش گاہ پر ہی بلایا تھا۔ جب میں وہاں پہنچی تو وہ ہمارا اپنی رہائش گاہ کے سپیشل روم میں انتظار کر رہا تھا۔ روم کی ساخت دیکھتے ہی میں سمجھ گئی کہ روم ساؤنڈ پروف ہے۔ میں نے فوری طور پر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر ایک بٹن پریس کر کے روم کو ساؤنڈ پروف کر دیا اور پھر میں نے آر جی گن سے ان دونوں کو بے ہوش کر دیا۔ ان دونوں کو بے ہوش کر کے میں نے انہیں کرسیوں پر رسی سے باندھ دیا اور پھر میں انہیں اینٹی سنگھا کر ہوش میں لے آئی۔ میں نے شاہد حمید سے اس کی بیٹے کے بارے میں پوچھا تو وہ میرے سامنے الٹی سیدھی بکواس کرنے لگا جس پر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اسے اور شہروز کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ مجھے علم تھا کہ پاکیشیا میں ایسا رواج ہے کہ کسی کا کوئی عزیز وفات پا جائے تو اس میں شرکت اور چند مخصوص رسومات ادا کرنے کے لئے دور دراز سے رشتہ دار اکٹھے ہوتے ہیں اور ڈاکٹر دانیال چونکہ شاہد حمید کا اکلوتا بیٹا تھا اس لئے باپ کی ہلاکت پر اس کا آنا طے تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسے ہی ڈاکٹر دانیال اپنے باپ کی وفات کی رسومات میں شرکت کے لئے پہنچا میں نے جیکب اور اس کے آدمیوں کے ساتھ مل کر اسے اغوا کرا لیا اور پھر ہم اسے ایک خفیہ اڈے پر لے گئے۔ خفیہ اڈے پر ڈاکٹر دانیال کو مضبوطی سے باندھ دیا گیا اور پھر میں نے ڈاکٹر

دانیال پر تشدد کر کے اس سے ڈاکٹر اعظم کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ ڈاکٹر اعظم نے خفیہ طور پر پرائیویٹ لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ لیبارٹری بہار کالونی کی کوٹھی نمبر چوبیس کے نیچے تہہ خانے میں ہے۔ ڈاکٹر دانیال کو ہلاک کر دیا گیا اور پھر میں نے جیکب کو بھیجا کہ وہ ڈاکٹر اعظم کو بے ہوش کر کے اس کو ایکریمیا پہنچانے کے انتظامات کرے لیکن اب جیکب نے آ کر رپورٹ دی ہے کہ بہار کالونی کی تمام کوٹھیاں عام لوگوں کی رہائش گاہیں ہیں اور جس کوٹھی کے بارے میں بتایا گیا ہے وہ پرانی اور کھنڈر نما عمارت ہے اور لینڈ اسکین فلٹر ریز سے اسے چیک کیا گیا ہے۔ اس کے نیچے کوئی تہہ خانہ نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر دانیال کو بھی غلط بتایا گیا تھا ورنہ جس حالت میں اس نے بتایا تھا وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ لیکن اب ہمارے پاس آگے بڑھنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ آپ ہمیں مزید ہدایات دیں“...... سسلی نے مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن ڈاکٹر دانیال نے یہاں ایکریمیا میں تو یہی بتایا تھا کہ وہ ڈاکٹر اعظم کی مدد کرتا رہتا ہے تو ظاہر ہے وہ اس کی مدد اس لیبارٹری میں ہی جا کر کرتا ہو گا۔ تو پھر اس نے اس قدر تشدد کے باوجود جھوٹ کیوں بولا ہو گا“...... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب کیا کہا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی وہ ہلاک ہو چکا ہے اور چونکہ وہ دفاعی ہتھیار تیار کرنے والا سائنس دان تھا اس لئے لازماً اس کی ہلاکت کے سلسلے میں ملٹری انٹیلی جنس کام کر رہی ہو گی اس لئے اب ہم اس کی طرف رجوع ہی نہیں کر سکتے ورنہ جیکب نے تجویز دی تھی کہ ہم اس کا ذاتی سامان چیک کریں۔ شاید اس کی کسی ذاتی ڈائری میں اس بارے میں کوئی تحریر مل جائے''...... سسلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم کہاں سے بات کر رہی ہو''...... چیف نے کہا۔

''ہوٹل سی روز سے چیف''...... سسلی نے کہا۔

''تم ایسا کرو کہ دو گھنٹے بعد مجھے دوبارہ کال کرنا۔ میں اس دوران معلوم کرتا ہوں۔ کچھ بھی ہو۔ اب ہم اس معاملے میں پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ ہمیں ہر حال میں مشن مکمل کرنا ہے''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سسلی نے رابطہ ختم کر دیا۔

''چیف کہاں سے معلوم کرے گا مادام''...... جیکب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ چیف کے بڑے وسیع ذرائع ہیں۔ پہلے بھی تو اس ڈاکٹر دانیال کے بارے میں چیف نے معلوم کیا ہی ہو گا کسی سے اسی طرح وہ اب بھی پتہ کرا لے گا''...... سسلی نے کہا تو جیکب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دو گھنٹے بعد سسلی نے ایک بار پھر

رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... چیف کی آواز سنائی دی۔

''سسلی بول رہی ہوں چیف''...... سسلی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''فون محفوظ ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ بلیک اسٹاپر لگا ہوا ہے''...... سسلی نے کہا۔

''اوکے۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ مجھے بتائیں''...... سسلی نے کہا۔

''سنو۔ پاکیشیا کے دارالحکومت میں سائنسی سامان سپلائی کرنے والی ایک بین الاقوامی فرم ہے جس کا نام جاٹرا کارپوریشن ہے۔ اس کا آفس گرین اسکوائر پر ہے اور یہی فرم پاکیشیا میں موجود تمام پرائیویٹ لیبارٹریوں کو سائنسی سامان سپلائی کرتی ہے اس لئے ڈاکٹر اعظم کی لیبارٹری کو بھی سائنسی سامان یہی فرم سپلائی کرتی ہو گی لیکن یہ فرم رازداری کے اصول پر انتہائی سختی سے عمل کرتی ہے اور پوری دنیا میں اپنے رازداری کے اصول کی بدولت اس کی ساکھ ہے۔ اس فرم میں ریکارڈ کیپر کرانس کی ایک لڑکی کیتھرائن ہے۔ اسے وہاں پاکیشیا میں کام کرتے کئی سال ہو گئے ہیں۔ اس کیتھرائن کی رہائش گاہ ویسٹرن پلازہ کے کسی فلیٹ میں ہے۔ تم اس سے ملو اور پہلے اسے دولت کی آفر کرو اور اگر وہ کسی طرح بھی نہ مانے تو پھر

اس پر تشدد کر کے ڈاکٹر اعظم کی لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات اگلواؤ لیکن خیال رکھنا وہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس تم تک نہ پہنچ سکے''...... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ پہلے بھی میں نے ڈاکٹر دانیال کے سلسلے میں اس انداز میں کام کیا ہے کہ کوئی مجھ تک نہیں پہنچ سکا''...... سسلی نے بڑے پر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ جلد از جلد مشن مکمل کرو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سسلی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''گرین اسکوائر پر جاٹرا کارپوریشن کا آفس ہے اس کا نمبر دیں''...... سسلی نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو سسلی نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔ کچھ دیر تک گھنٹی بجتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''جی صاحب''...... ایک بھاری اور اکھڑی سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''جاٹرا کارپوریشن کا آفس ہے یہ''...... سسلی نے کہا۔

''آج آفس بند ہے جی۔ آج سرکاری تعطیل ہے''...... دوسری طرف سے اسی طرح اکھڑے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''سرکاری تعطیل۔ لیکن آج تو سنڈے نہیں ہے۔ پھر''...... سسلی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہاں بہت سی وجوہات پر اکثر سرکاری تعطیلات ہوتی رہتی ہیں''...... جیکب نے کہا تو سسلی نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر انکوائری کا نمبر پریس کر دیا۔ پھر اس نے انکوائری آپریٹر سے ویسٹرن پلازہ کا نمبر لیا اور کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر ٹون آنے پر ویسٹرن پلازہ کا نمبر پریس کر دیا۔

''ویسٹرن پلازہ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ویسٹرن پلازہ میں مس کیتھرائن رہتی ہیں وہ جاٹرا کارپوریشن میں کام کرتی ہیں ان کا فلیٹ نمبر اور فون نمبر بتا دیں''...... سسلی نے کہا۔

''ہمیں فون نمبر اور فلیٹ نمبر بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ میں آپ کی بات ان سے کرا سکتی ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ بات کرا دو''...... سسلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’ہیلو۔ کیتھرائن بول رہی ہوں‘‘...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’مس کیتھرائن میرا نام سسلی ہے اور میرا تعلق بھی کرانس سے ہے۔ میں کرانس میں ایک کاروباری فرم جیکب اینڈ کمپنی میں سیکرٹری ہوں اور بزنس ٹور پر یہاں آئی ہوئی ہوں۔ یہاں ایک کاروباری ڈیل میں کچھ مشکلات پیش آرہی ہیں۔ مجھے ایک صاحب نے آپ کے بارے میں بتایا ہے کہ آپ چونکہ طویل عرصہ سے یہاں رہ رہی ہیں اور میری ہم وطن بھی ہیں اور کسی بین الاقوامی کاروباری ادارے سے منسلک ہیں۔ انہوں نے ہی مجھے ویسٹرن پلازہ کے بارے میں بتایا ہے۔ میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ مجھے کچھ وقت دے دیں تو میں آپ کی مشکور ہوں گی‘‘...... سسلی نے اصل لہجے اور زبان میں بات کرتے ہوئے کہا حالانکہ وہ اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھی۔

’’کس قسم کا مسئلہ ہے مس سسلی اور میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں‘‘...... کیتھرائن نے کہا۔

’’میں آپ سے کوئی ٹپ لینا چاہتی ہوں‘‘...... سسلی نے کہا۔

’’کیسی ٹپ‘‘...... کیتھران نے پوچھا۔

’’آپ مجھے وقت دیں گی تو بتاؤں گی‘‘...... سسلی نے کہا۔

’’آپ کہاں سے بول رہی ہیں‘‘...... کیتھرائن نے پوچھا۔

’’میں ہوٹل شیرٹن میں ٹھہری ہوئی ہوں‘‘...... سسلی نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ آپ تشریف لے آئیں میں استقبالیہ پر کہہ دیتی ہوں وہ آپ کو آنے دیں گے۔ دوسری منزل فلیٹ نمبر دو سو دو‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’اوکے۔ شکریہ‘‘...... سسلی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

’’میں آپ کے ساتھ چلوں‘‘...... جیکب نے کہا۔

’’مسئلہ یہ ہے کہ وہاں استقبالیہ پر مجھے اپنا نام وغیرہ لکھوانا ہوگا اور نجانے کس قسم کی تفصیلات درج کرانا ہوں گی اگر بعد میں کیتھرائن کی لاش ملی تو ہماری تلاش شروع ہو جائے گی اس لئے میں سوچ رہی ہوں کہ کیا کیا جائے‘‘...... سسلی نے کہا۔

’’آپ میک اپ کر لیں۔ آپ کا نام بھی کامن ہے۔ واپسی پر میک اپ تبدیل کر لینا اور ہوٹل کا نام آپ پہلے ہی غلط بتا چکی ہیں۔ اس طرح کسی کو کیا معلوم ہو سکے گا اور یہ عام سا ملک ہے۔ یہاں کی پولیس بھی ظاہر ہے ترقی یافتہ ممالک کی طرح کام نہ کرتی ہوگی‘‘...... جیکب نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ پھر میں اکیلی ہی جاتی ہوں‘‘...... سسلی نے کہا تو جیکب نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی تاکہ نیا میک اپ کر سکے اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ ٹیکسی میں سوار ویسٹرن پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اب وہ کرانس کی باشندہ تھی لیکن وہ اپنی اصل شکل کی بجائے میک اپ میں تھی۔ اس نے ہوٹل کے مین گیٹ سے جانے کی بجائے فائر ڈوڑ سے باہر

آنے کو ترجیح دی تھی اور پھر ہوٹل سے کافی فاصلے پر پہنچ کر اس نے ٹیکسی انگیج کی تھی اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھی کہ اب کوئی اسے چیک نہ کر سکے گا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک آٹھ منزلہ رہائشی پلازہ کے سامنے پہنچ کر رک گئی تو سسلی نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا اور پھر ٹیکسی سے نیچے اتر آئی۔ ٹیکسی جب آگے بڑھ گئی تو وہ ایک طرف بنے ہوئے استقبالیہ کی طرف بڑھ گئی۔ یہ اعلیٰ سیکورٹی کا حامل پلازہ تھا۔ یہاں بغیر اجازت اور کارڈ کے کسی اجنبی کو اندر نہ جانے دیا جاتا تھا۔ استقبالیہ پر چار لڑکیاں موجود تھیں جو آنے والوں کو اٹنڈ کر رہی تھیں البتہ ایک لڑکی سائیڈ پر علیحدہ فون کے سامنے بیٹھی فون کالز اٹنڈ کر رہی تھی۔

''یس مس''...... ایک استقبالیہ لڑکی نے سسلی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

''میرا نام سسلی ہے اور مجھے مس کیتھرائن سے ملنا ہے۔ میری ان سے فون پر بات ہوئی تھی''...... سسلی نے کہا۔

''اوہ یس مس۔ انہوں نے آپ کے بارے میں ہدایات دی ہیں۔ فلیٹ نمبر تو معلوم ہو گا آپ کو''...... لڑکی نے کہا۔

''یس۔ انہوں نے بتایا تھا دو سو دو''...... سسلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس مس۔ یہ لیں کارڈ''...... لڑکی نے ایک کارڈ پر مہر لگا کر اسے دیتے ہوئے کہا تو سسلی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر گیٹ

پر موجود دربان نے کارڈ اس سے لے کر رکھ لیا اور پھاٹک کھول دیا۔ سسلی اندر داخل ہوئی اور تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے دوسری منزل پر پہنچ گئی۔ اس نے چیک کر لیا تھا کہ پلازہ لگژری فلیٹس پر مشتمل ہے اور تمام فلیٹس ساؤنڈ پروف ہیں۔ فلیٹ نمبر دو سو دو کے دروازے کے ساتھ ہی نیم پلیٹ موجود تھی جس میں کیتھرائن نام کا کارڈ موجود تھا۔ سسلی نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے باہر''...... کیتھرائن کی آواز ڈور فون سے سنائی دی۔

''سسلی ہوں''...... سسلی نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ رکو میں آ رہی ہوں''...... اندر سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا ایک نوجوان غیر ملکی لڑکی دروازے پر کھڑی نظر آئی۔

''ہیلو کیتھرائن۔ کیسی ہو۔ میں سسلی ہوں''...... سسلی نے کہا۔

''ہیلو۔ آؤ اندر آ جاؤ۔ ویلکم''...... کیتھرائن نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو سسلی اندر داخل ہو گئی۔ کیتھرائن نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر سسلی کو سٹنگ روم کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں لے آئی۔

''بیٹھو''...... کیتھرائن نے کہا اور ریفریجریٹر سے مشروب کے دو کین نکالے اور لا کر سامنے میز پر رکھے اور پھر دونوں کین کھول کر مشروب پینے لگیں۔ کچھ دیر تک ان دونوں کے درمیان رسمی باتیں

ہوتی رہیں۔

''ہاں اب بتاؤ۔ کیا معاملہ ہے۔ تمہارا مسئلہ کیا ہے''۔ کیتھرائن نے پوچھا۔

''یہاں ایک سائنس دان ہے ڈاکٹر اعظم۔ اس نے یہاں ایک پرائیویٹ اور خفیہ لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ مجھے اس سے ملنا ہے لیکن یہاں کوئی بھی اسے نہیں جانتا اور نہ ہی اس لیبارٹری کے بارے میں کوئی جانتا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہاری کارپوریشن پرائیویٹ لیبارٹریوں کو سائنسی سامان سپلائی کرتی ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم اس بارے میں ضرور جانتی ہوگی''...... سسلی نے کہا۔

''ڈاکٹر اعظم۔ ہاں۔ جانتی تو ہوں کیونکہ میں ریکارڈ سیکشن میں ہوں اور میرے پاس ہی تمام لیبارٹریوں کا ریکارڈ موجود رہتا ہے لیکن آئی ایم سوری سسلی میں تمہیں اس بارے میں کچھ بتا نہیں سکتی کیونکہ رازداری ہماری بین الاقوامی فرم کا اٹل اصول ہے۔ البتہ تم مجھے اپنا پتہ بتا دو میں ڈاکٹر اعظم سے فون پر بات کر کے تمہارے بارے میں بتا دوں گی اور تمہارا فون نمبر بھی اسے دوں گی۔ اگر اس نے بات کرنا چاہی تو کر لے گا''...... کیتھرائن نے کہا تو سسلی کے چہرے پر بے اختیار اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ گئی کیونکہ کیتھرائن نے بہرحال اعتراف کر لیا تھا کہ اسے نہ صرف ڈاکٹر اعظم کے بارے میں علم ہے بلکہ وہ اس سے بات چیت بھی کرتی رہتی ہے۔

''لیکن وہ تو نہ مجھے جانتا ہے اور نہ ہی میرا نام۔ میں نے تو

اس سے ایک سائنسی الجھن کے بارے میں بات کرنی ہے''۔ سسلی نے کہا۔

''سائنسی الجھن۔ کیا مطلب۔ کیسی الجھن اور تم نے تو بتایا تھا کہ تمہارا تعلق کسی کاروباری ادارے سے ہے''...... کیتھرائن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے درست بتایا تھا۔ ہمارا بزنس ہی یہی ہے کہ ہم ایسی الجھنوں کو حل کرائیں اور جس قسم کی یہ الجھن ہے اسے ڈاکٹر اعظم ہی حل کر سکتے ہیں کیونکہ اس سبجیکٹ پر ڈاکٹر اعظم اتھارٹی ہیں''...... سسلی نے سامنے پڑا ہوا اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر اسے کھولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آئی ایم سوری سسلی۔ رئیلی ویری سوری۔ میں بہرحال ڈاکٹر اعظم کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی''...... کیتھرائن نے جواب دیا تو سسلی نے بیگ میں سے ایک چیک بک نکال لی۔

''یہ گارنٹڈ چیک بک ہے۔ تم جو رقم چاہو میں اس پر لکھ دیتی ہوں۔ چیک لازماً کیش ہو جائے گا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی۔ تمہاری رازداری بھی قائم رہے گی''...... سسلی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی بیگ سے ایک خوبصورت بال پوائنٹ بھی نکال لیا۔

''نہیں سسلی۔ یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔ آئی ایم سوری اب تم جا سکتی ہو''...... کیتھرائن کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"اوکے۔ تمہاری مرضی"...... سسلی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بال پوائنٹ کے پچھلے حصے کو انگوٹھے سے دو بار دبایا تو کٹک کٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی نوک سے سفید رنگ کے دھوئیں کی باریک سی دھار نکل کر سامنے بیٹھی ہوئی کیتھرائن کی ناک سے ٹکرائی اور کیتھرائن کے منہ سے ہلکی سی چیخ ہی نکل سکی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہوگئیں اور جسم ڈھیلا پڑ گیا جبکہ سسلی نے سانس روک رکھا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے سانس لیا اور پھر اس نے بال پوائنٹ اور چیک بک واپس بیگ میں رکھی اور بیگ میں سے اس نے ایک خنجر نکال کر میز پر رکھا اور بیگ بند کر کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے فلیٹ کے سٹور سے رسی کا ایک بنڈل تلاش کر لیا۔ اس نے اس رسی کی مدد سے کیتھرائن کو کرسی کے ساتھ باندھ دیا۔

اس کے بعد اس نے میز پر پڑا ہوا اپنا کین اٹھا لیا جس میں ابھی تھوڑی سا مشروب موجود تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے کیتھرائن کا منہ دبایا اور اس کا سر اونچا کر کے اس نے مشروب اس کے حلق میں انڈیل دیا اور پھر خالی کین اس نے میز پر رکھا اور پھر میز کو ایک طرف ہٹا کر وہ کیتھرائن کے سامنے کرسی رکھ کر اطمینان سے بیٹھ گئی۔ البتہ اس نے خنجر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔

چند لمحوں بعد کیتھرائن نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر لاشعوری طور پر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسی

سے بندھی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئی۔ البتہ اس کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم نے کیا کیا۔ یہ مجھے کیوں باندھا ہے"...... کیتھرائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم احمق لڑکی ہو کیتھرائن۔ جب میں تمہیں دولت بھی دے رہی ہوں اور رازداری کا وعدہ بھی کر رہی ہوں تو تم خواہ مخواہ پسماندہ اصولوں سے چمٹی ہوئی ہو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ جو کام ہم نے کرنا ہوتا ہے وہ بہرحال کر لیا جاتا ہے اس لئے میں آخری بار کہہ رہی ہوں کہ سب کچھ بتا کر اپنی جان بچا لو ورنہ اس خنجر سے تمہاری دونوں آنکھیں نکال دوں گی۔ کان اور ناک کاٹ دوں گی اور پھر چہرے پر اتنے زخم ڈال دوں گی کہ تمہارا چہرہ کسی چڑیل سے بھی زیادہ بھیانک ہو جائے گا۔ پھر میں دیکھوں گی کہ تمہاری وہ فرم جس کی رازداری تمہیں عزیز ہے تمہارے لئے کیا کرتی ہے۔ تم کوڑے کے ڈھیر پر پڑی نظر آؤ گی اور کوئی تم پر تھوکے گا بھی نہیں"...... سسلی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر کیتھرائن کی آنکھوں کے سامنے لہرانا شروع کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ نو نو۔ پلیز نو۔ ایسا مت کرو"...... کیتھرائن نے کہا لیکن دوسرے لمحے سسلی کا ہاتھ حرکت میں آیا اور کیتھرائن کے حلق

سے کراہ سی نکل گئی۔ سسلی نے خنجر کی نوک سے اس کے گال پر
خراش سی ڈال دی تھی۔

''ابھی مت چیخو۔ یہ تو ابھی ابتداء ہے''...... سسلی نے سرد لہجے
میں کہا۔

''مم۔مم۔ مجھے مت مارو۔ میں بتا دیتی ہوں۔ پلیز مجھے مت
مارو''...... اس بار کیتھرائن نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ وہ
چونکہ ایک کاروباری آفس میں کام کرنے والی عام سی لڑکی تھی اس
لئے ظاہر ہے وہ دباؤ اور چھوٹا سا زخم بھی برداشت نہ کر سکتی تھی۔

''گڈ۔ اب بولو۔ لیکن یہ سوچ کر بتانا کہ تمہیں یہ بات کنفرم
بھی کرانا ہو گی اور اگر تمہاری بات غلط ثابت ہوئی تو اس کا انجام
بہرحال تمہیں بھگتنا پڑے گا''...... سسلی نے اسی طرح سرد لہجے میں
کہا۔

''اوہ نہیں۔ فار گاڈ سیک۔ مجھ پر ظلم نہ کرو۔ مم۔ میں۔ میں
سب کچھ سچ سچ بتاؤں گی۔ مجھے مت مارو۔ پلیز''...... کیتھرائن نے
خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تو شروع ہو جاؤ۔ ورنہ''...... سسلی نے خنجر اس کی
آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر اعظم ادھیڑ عمر آدمی ہے۔ اس نے دارالحکومت کے
مضافات میں ایک گاؤں جسے راحیل آباد کہا جاتا ہے وہاں ایک
بڑی سی حویلی کے تہہ خانوں میں لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ یہ حویلی

اس کے آباؤ اجداد کی ملکیت ہے اور اس گاؤں کی بیشتر زمینیں بھی
اس کی ملکیت ہیں اس لئے وہ انتہائی امیر آدمی ہے لیکن وہ عجیب
سی خصوصیات کا مالک ہے۔ اس پر جیسے دورے پڑتے ہیں۔ کبھی وہ
کئی کئی ماہ تک لیبارٹری سے باہر ہی نہیں آتا اور وہاں کسی کو جانے
کی اجازت بھی نہیں ہے اور کبھی وہ کئی کئی ہفتے یہاں دارالحکومت
میں ہوٹلوں میں رہ کر خوب دل بھر کر عیاشی کرتا ہے۔ اس وقت وہ
صرف ایک امیر اور عیاش قسم کا آدمی ہوتا ہے اور محسوس ہی نہیں
ہوتا کہ یہ شخص کوئی بڑا سائنس دان بھی ہو سکتا ہے۔ ایک بار سپلائی
کے سلسلے میں جب اس نے جنرل منیجر سے بات کرنی تھی تو جنرل
منیجر کی سیکرٹری کی بجائے غلطی سے کال مجھ سے مل گئی اور پھر وہ
میری آواز سن کر ہی مجھ پر عاشق ہو گیا اور اس نے مجھے فائیو سٹار
ہوٹل میں دعوت دے دی۔ میں وہاں گئی تو اس نے مجھے اتنی دولت
دے دی کہ میرے تصور میں بھی نہ تھا۔ میں نے آفس سے چھٹی
لے لی اور ایک ہفتہ میں نے اس کے پاس گزارا اور پھر وہ واپس
چلا گیا۔ اس نے مجھے اپنا خصوصی فون نمبر دے دیا تھا۔ پھر مجھے رقم
کی ضرورت پڑی تو میں نے اسے فون کیا تو اس نے کہا کہ وہ
مصروف ہے اس لئے ایک ماہ تک وہ دارالحکومت نہیں آ سکتا۔ لیکن
مجھے فوری رقم کی ضرورت تھی اس لئے میں نے اسے اس بات پر
رضامند کر لیا کہ میں خود وہاں آ جاتی ہوں اور وہ مان گیا اور پھر
میں ایک ماہ کی چھٹی لے کر وہاں گاؤں چلی گئی لیکن وہ پورا مہینہ

میرے پاس نہ آیا۔ البتہ اس نے مجھے میری مرضی کے مطابق دولت دے دی تھی۔ اس طرح اب بھی اکثر ہماری ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ وہ مجھے بے حد پسند کرتا ہے اور میں بھی اسے دولت کے لئے پسند کرتی ہوں''...... کیتھرائن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور خوف کا عنصر نمایاں تھا۔

''کیا تم سچ بول رہی ہو''...... سسلی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ ہاں۔ تم میری بات کا یقین کرو۔ میں نے ایک ایک لفظ سچ بولا ہے۔ بالکل سچ''...... کیتھرائن نے کہا۔

''اوکے۔ اس سے بات کرو اور اسے بتاؤ کہ تم مجھے اس کے پاس بھیج رہی ہو۔ ایک سائنس الجھن کے حل کے سلسلے میں اور اسے رضا مند کرو کہ وہ مجھ سے مل لے ورنہ تمہارا حشر وہی ہو گا جو میں نے پہلے بتایا ہے''...... سسلی نے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں بات کرتی ہوں۔ لل لل۔ لیکن تم مجھے اس قید سے تو نجات دلا دو''...... کیتھرائن نے کہا۔

''بیٹھی رہو ابھی ایسے ہی''...... سسلی نے سرد لہجے میں کہا تو کیتھرائن کانپ کر رہ گئی۔

''اب بتاؤ نمبر''...... سسلی نے کہا تو کیتھرائن نے نمبر بتا دیا۔
سسلی نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور پھر رسیور

کیتھرائن کے کان سے لگا دیا۔

''یس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ کیتھرائن بول رہی ہوں دارالحکومت سے۔ ڈاکٹر صاحب سے بات کراؤ''...... کیتھرائن نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ہولڈ آن کریں پلیز''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ ڈاکٹر اعظم بول رہا ہوں''...... بولنے والے کے لہجے میں بھاری پن تھا۔

''کیتھرائن بول رہی ہوں ڈیئر ڈاکٹر''...... کیتھرائن نے کہا۔

''اوہ۔ تم''...... ڈاکٹر اعظم کی آواز سنائی دی۔

''لگتا ہے ڈیئر تم تو مجھے بھول ہی گئے ہو''...... کیتھرائن نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ تم بھلا بھولنے کی چیز ہو کیتھرائن۔ تم یقین کرو میری زندگی میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لڑکیاں آئی ہوں گی لیکن تم سے مل کر جو مسرت مجھے ملتی ہے وہ اس سے پہلے آج تک نہیں ملی لیکن میں ایک انتہائی اہم کام میں مصروف ہوں اس لئے ایک ماہ مزید نہیں آ سکتا۔ تم ایک ماہ انتظار کر لو اس کے بعد تم کہو گی تو میں ہمیشہ کے لئے تمہیں اپنے پاس ہی رکھ لوں گا یہ میرا تم سے وعدہ ہے''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''اوہ اگر تم نہیں آ سکتے تو تم مجھے اجازت دو تو میں خود

آ جاؤں''...... کیتھرائن نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ میں بے حد مصروف ہوں۔ میرا تم سے ملنا مشکل نہیں ناممکن ہے''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''ڈیئر۔ کیا تم میری خاطر تھوڑا سا بھی وقت نہیں نکال سکتے۔ مجھے ایک گھنٹہ دے دو۔ صرف ایک گھنٹہ اور ہاں۔ میں اپنے ساتھ تمہارے لئے ایک خصوصی تحفہ بھی لے کر آؤں گی''...... کیتھرائن نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تحفہ۔ کیا مطلب۔ کیسا تحفہ''...... ڈاکٹر اعظم نے چونک کر پوچھا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تمہیں کیا پسند ہے اور کیا نہیں۔ سنو۔ کرانس سے میری ایک فرینڈ میرے پاس آئی ہوئی ہے۔ اس کا نام سسلی ہے۔ یہ ہر لحاظ سے تمہاری پسند پر پوری اترتی ہے۔ مجھ سے سمجھو دس گنا زیادہ۔ اسے بس تھوڑی سی رقم کی ضرورت ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ تم پر بار نہیں بنے گی۔ لیکن یہ طے کہ تم اس سے مل کر یقیناً خوش ہو جاؤ گے۔ اب بھی اگر تم انکار کرنا چاہتے ہو تو بتا دو میں اس سے معذرت کر لیتی ہوں''...... کیتھرائن نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کیا واقعی تم درست کہہ رہی ہو''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر اعظم نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ہاں۔ سو فیصد اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے اس سے تمہارے بارے میں بات کی ہے اور اسے سب کچھ بتا دیا ہے۔ وہ خود تم

سے ملنے کی بے حد شائق ہو رہی ہے''...... کیتھرائن نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم فون کہاں سے کر رہی ہو اور کہاں ہے تمہاری فرینڈ''...... ڈاکٹر اعظم نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''میں اپنے فلیٹ میں ہی ہوں ڈیئر اور وہ اس وقت میرے ساتھ ہی موجود ہے۔ کہو تو میں تمہاری اس سے بات کرا دوں''۔ کیتھرائن نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اوکے۔ میں کار بھیج رہا ہوں۔ تم دونوں آ جاؤ۔ تم نے میرا اشتیاق بڑھا دیا ہے اس لئے اب تمہارے اور سسلی کے لئے وقت تو بہرحال نکالنا ہی پڑے گا''...... ڈاکٹر اعظم نے فہمائشی لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں انتظار کروں گی''...... کیتھرائن نے کہا۔

''اوکے''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو کیتھرائن نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تم واقعی بے حد سمجھ دار ہو کیتھرائن۔ نہ صرف تم نے اپنی جان بچا لی ہے بلکہ اب تم انعام کی بھی حقدار ہو گئی ہو''...... سسلی نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کیتھرائن کی نہ صرف رسیاں کھول دیں بلکہ اسے بھاری مالیت کا ایک چیک بھی دے دیا تو کیتھرائن خوش ہو گئی۔ کیتھرائن نے فرسٹ ایڈ باکس کی مدد سے اپنے گال پر آنے والی خراش پر دوائی لگائی اور پھر ڈاکٹر اعظم کے

پاس جانے کے لئے تیار ہونے میں مصروف ہو گئی جبکہ سسلی خوش تھی کہ وہ اب آسانی سے مشن مکمل کر لے گی۔ اسے اب کار کی آمد کا انتظار تھا جو اسے ڈاکٹر اعظم تک لے جانے والی تھی۔ ایک بار وہ ڈاکٹر اعظم کے پاس پہنچ جاتی تو وہ اپنا مشن آسانی سے مکمل کر سکتی تھی جس کے لئے اس نے اس قدر تگ و دو کی تھی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو فوراً اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”ارے۔ ارے بیٹھو۔ تم جس طرح اٹھ کر میرا استقبال کرتے ہو مجھے محسوس ہونے لگ جاتا ہے کہ میں واقعی بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں“...... سلام دعا کے بعد عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ کیا بات ہوئی عمران صاحب۔ میں تو آپ کا احترام دل سے کرتا ہوں اور ضروری نہیں ہے کہ احترام بوڑھوں کا ہی کیا جائے“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم چیف ہو اور چیف وہ ہوتا ہے جو سب سے سینیئر ہو۔ عقل میں بھی اور عمر میں بھی اور ہمیشہ چھوٹوں کو بڑوں کے احترام میں کھڑا ہونا پڑتا ہے اس لئے جب تم جیسا سینیئر آدمی میرے استقبال کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو مجھے لگتا ہے کہ بس میرا آخری

نت آ گیا ہے اور میں واقعی بوڑھا ہو گیا ہوں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میری سمجھ میں تو نہیں آئی اب بھی آپ کی بات۔ احترام کرنے سے آپ بوڑھے کیسے ہو گئے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”پھر تو معاملہ اور بھی سنجیدہ ہو جاتا ہے کہ تم اس حد تک سٹھیا ہو چکے ہو کہ تمہاری عقل بھی اب جواب دیتی جا رہی ہے اور تم مجھے بڑا سمجھ کر احتراماً کھڑے ہوتے ہو تو میں تو واقعی قبر میں پیر لٹکائے بیٹھا ہوں گا“...... عمران نے جواب دیا تو اس بار بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ آپ کا مطلب ہے کہ میں آپ کو بزرگ سمجھ کر احترام کرتا ہوں۔ ویسے ایک بات ہے۔ عمر کے لحاظ سے نہ سہی عقل کے لحاظ سے آپ مجھ سے کہیں بزرگ تو ہیں“۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہاری یہ حالت ہے کہ ایک گھنٹے بعد بات تمہاری سمجھ میں آتی ہے تو پھر میرا کیا حال ہو گا۔ مجھے تو بات سمجھنے کے لئے صدیاں چاہئیں“...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس سسلی کے بارے میں کوئی رپورٹ آئی ہے“...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا تو بلیک زیرو کے چہرے پر بھی سنجیدگی طاری ہو گئی۔

”وہ ابھی تک ٹریس نہیں ہو سکی ہے لیکن آپ نے کیسے اس کا حلیہ اور نام معلوم کر لیا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”لمبی کہانی ہے۔ بہرحال مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ تمہارا فون ملنے کے بعد، کہ ڈاکٹر دانیال کو ان کی آبائی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے تو میں وہاں پہنچا تو وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ڈاکٹر دانیال ایک سائنسی کانفرنس کے سلسلے میں ایکریمیا گئے ہوئے تھے کہ اچانک انہیں اپنے والد کی وفات کے بارے میں خبر ملی تو وہ کانفرنس چھوڑ کر یہاں پہنچ گئے۔ ان کے والد جن کا نام شاہد حمید تھا وزارت سائنس میں ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر فائز تھے اور حیرت انگیز انداز میں انہیں ہلاک کیا گیا تھا۔ وہ رہائش گاہ کے سپیشل روم میں تھے جہاں کئی گھنٹوں بعد ان کی اور وزارت سائنس کے ایک آفیسر شہروز ثاقب دونوں کی لاشیں ملی ہیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ شہروز ثاقب، شاہد حمید کا بھانجا تھا اور پولیس کو ملازمین سے معلوم ہوا کہ شاہد حمید صاحب رہائش گاہ میں موجود تھے کہ شہروز کا فون آیا اور شاہد حمید نے اسے وہاں بلا لیا اور خود وہ سپیشل روم میں جا کر بیٹھ گئے۔ پھر شہروز ثاقب ایک غیر ملکی لڑکی جس کا نام سسلی تھا اور جو کرانس کی باشندہ تھی، کے ہمراہ رہائش گاہ میں پہنچا اور وہ دونوں سپیشل روم میں چلے گئے۔ پھر کچھ دیر بعد سسلی اکیلی وہاں سے نکلی اور اس نے ملازموں کو بتایا کہ شاہد حمید اور شہروز ثاقب دونوں ایک اہم کام میں مصروف ہیں اس لئے انہیں

ڈسٹرب نہ کیا جائے جس پر کسی نے انہیں ڈسٹرب نہ کیا لیکن کئی گھنٹوں تک جب وہ دونوں باہر نہ آئے تو ملازمین نے چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ انہیں کئی گھنٹے پہلے ہی ہلاک کر دیا گیا تھا۔ بہرحال شاہد حمید کی موت کی اطلاع ڈاکٹر دانیال کو دی گئی تو وہ کانفرنس چھوڑ کر آ گیا اور باپ کے جنازے میں تو شامل نہ ہو سکا البتہ قل خوانی میں شریک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی لاش ملی۔ میں نے قل خوانی میں شریک اردگرد کے لوگوں سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ کرانس کی باشندہ عورت بھی قل خوانی میں شریک ہوئی تھی اور وہ علیحدہ بیٹھی رہی۔ اس نے ڈاکٹر دانیال کو بتایا کہ وہ اتفاق سے یہاں آئی ہوئی تھی کہ اس کو اخبار میں شاہد حمید کی موت کے بارے میں پتہ چلا۔ اس نے بتایا کہ وہ شاہد حمید کے ایک دور کے رشتہ دار کی بیوی ہے اور اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پھر سب لوگ چلے گئے تو وہ ڈاکٹر دانیال کے ساتھ کھانا کھانے کمرے میں گئی اور اس کے بعد وہ خاموشی سے واپس چلی گئی۔ بعد میں ڈاکٹر دانیال تو اغوا کر لیا گیا اور پھر اس کی لاش ویران علاقے سے ملی۔ اس عورت کا حلیہ وہی تھا جو سسلی کا تھا۔ البتہ اس نے اپنا نام ٹینا بتایا تھا۔ ڈاکٹر دانیال کی لاش جس حالت میں ملی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر دانیال سے معلومات حاصل کرنے کے لئے اس پر مخصوص انداز میں تشدد کیا ہے۔ مجھے جب ان سارے حالات کا علم ہوا تو میں نے تمہیں کال کر کے اس سسلی کو تلاش کرنے کے لئے کہا اور

میں خود سرداور سے ملنے چلا گیا تاکہ ان سے ڈاکٹر دانیال کے بارے میں معلومات حاصل کر سکوں کہ اسے اس انداز میں کیوں ہلاک کیا گیا ہے لیکن سرداور بھی کوئی ایسی بات نہیں بتا سکے جو اہم ہو۔ ڈاکٹر دانیال سائنس دان تھا لیکن وہ کسی خاص پراجیکٹ پر کام نہیں کر رہا تھا''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بتائی ہوئی تفصیل سے تو لگتا ہے کہ اس سسلی نے ڈاکٹر دانیال کے باپ کو اس لئے ہلاک کیا تھا کہ ڈاکٹر دانیال اس کی موت کی وجہ سے واپس آ جائے اور یہی سب ہوا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ تم درست نتیجے پر پہنچے ہو اور اسی بات سے تو مجھے احساس ہو رہا ہے کہ یہ سسلی انتہائی ذہین اور شاطر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی سفاک لڑکی ہے اور اسے بے حد جلدی بھی تھی۔ ڈاکٹر دانیال نے دس بارہ روز بعد آنا تھا اور شاید اتنا عرصہ وہ انتظار نہ کر سکتی تھی اس لئے اس نے یہ سفاکانہ کام کیا ہے اور ظاہر ہے تشدد کچھ اگلوانے کے لئے ہی کیا جاتا ہے۔ اب ڈاکٹر دانیال سے اس نے تشدد کر کے کیا اگلوایا ہے اس کا پتہ نہیں چل سکا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اور شہروز ثاقب کے بارے میں کیا معلوم ہوا جو اس سسلی کے ساتھ گیا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کچھ نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس کی ملاقات سن

شائن کلب میں ہوئی تھی اور پھر وہ وہاں سے چلے گئے اور یہ بات بھی مجھے اس لئے معلوم ہو گئی کہ پولیس نے شہروز ثاقب کی تلاشی لی تو اس کی جیب میں سن شائن کلب کا خصوصی کارڈ موجود تھا۔ اس پر کلب میں داخلے کی تاریخ موجود تھی اور یہ وہی تاریخ تھی جس تاریخ کو آفیسرز کالونی میں موجود شاہد حمید صاحب کی رہائش گاہ کے سپیشل روم میں ان دونوں کو ہلاک کیا گیا۔ چنانچہ سن شائن کلب فون کرنے اور سسلی کا حلیہ بتانے پر ہی معلوم ہوا کہ شہروز اور سسلی کی وہاں ملاقات ہوئی اور پھر وہ چلے گئے''...... عمران نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ سسلی نے میک اپ کر لیا ہو۔ پھر اسے کہاں تلاش کیا جا سکے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پہلے یہ تو پتہ چلے کہ وہ اصل میں ہے کون اور یہاں کس مقصد کے لئے آئی ہے اور اس نے یہ سب کچھ کیوں کیا ہے پھر ہی بات آگے بڑھ سکتی ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے فون کا رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ صفدر نے اطلاع دی ہے کہ ایک ایکریمین لڑکی جس کا نام سسلی ہے ہوٹل سی روز میں رہائش پذیر ہے۔ اس کا حلیہ تو البتہ مختلف ہے لیکن قد و قامت اس سسلی سے ملتا ہے لیکن اس وقت وہ کمرے میں موجود نہیں ہے۔ اس کا کمرہ لاکڈ ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ اطلاع دینے کا کیا جواز ہے۔ تمہارا مطلب ہے کہ میں خود وہاں جا کر اس کی واپسی کا انتظار کروں''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے چیف کہ کیا اسے مزید چیک کیا جائے یا نہیں''...... جولیا نے یکلخت بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیوں چیک نہیں کیا جائے گا جبکہ اس کا نام اور قد و قامت وہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنا حلیہ بدل لیا ہو۔ نام نہ بدلا ہو بلکہ تمہیں چاہئے تھا کہ تم صفدر کو ہدایت دے دیتی کہ وہ اس کے کمرے کی تلاشی لے۔ اگر وہاں سے میک اپ وغیرہ کا سامان مل جاتا ہے تو پھر وہی ہماری مطلوبہ لڑکی ہے۔ کمرے سے اس کے بارے میں مزید معلومات بھی تو مل سکتی ہیں کوئی کلیو وغیرہ''۔ عمران نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری چیف۔ رئیلی ویری سوری۔ میں ابھی یہ سارے کام کراتی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی انتہائی گھبرائی ہوئی

آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ نے جولیا کو خاصی جھاڑ پلا دی ہے عمران صاحب''۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ کیونکہ جولیا کے ساتھ ممبران نے بھی پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے ہیں۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ بہت عرصہ ہو گیا ہے ان کا ریفریشر کورس کئے ہوئے۔ ایک بار کیوں نہ ان سب کو لائن حاضر کیا جائے اور ان کی ریفریشمنٹ کر دی جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کا ان کے لئے ریفریشر کورس بے حد سخت ہوتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اسی سے ان کی عقل بھی ٹھکانے پر آتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''جولیا ڈپٹی چیف بھی ہے اور خاتون بھی ہے۔ اب سب تو آپ کی طرح پتھر دل نہیں ہو سکتے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے ہارڈ سٹون کرنل فریدی کے مرید کو ہارڈ نہ سہی سافٹ سٹون تو بننا ہی پڑتا ہے اور سٹون کوئی بھی ہو سٹون ہی ہوتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب آپ کا کیا پروگرام ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''فی الحال تو بیوی نہ ہونے کی وجہ سے سلیمان یا پھر تمہارے ہاتھوں بنی ہوئی چائے پینے کا پروگرام ہی چل سکتا ہے۔ یہاں سلیمان نہیں ہے تو اس کی کمی تم ہی پوری کر دو''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ میں چائے بنا لاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر آپریشن روم سے نکل کر کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران کے چہرے پر گہری سوچ کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ کافی حد تک الجھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

سسلی کار سے اتری اور بڑی دلچسپی سے اس قدیم دور کی حویلی دیکھنے لگی۔ وہ کیتھرائن کے ساتھ ڈاکٹر اعظم کی بھیجی ہوئی کار میں سوار ہو کر اس گاؤں میں پہنچی تھی۔ جیسے ہی وہ کار سے باہر آئیں۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی نے آ کر ان کا استقبال کیا اور سسلی اسے دیکھتے ہی سمجھ گئی کہ یہ آدمی سائنس دان کم اور لیڈی کلر زیادہ ہے۔ اس کی آنکھوں میں موجود مخصوص چمک کو وہ اچھی طرح پہچانتی تھی۔ ڈاکٹر اعظم کی نظریں تو جیسے سسلی سے چپک ہی گئی تھیں وہ یک ٹک اسے دیکھے چلے جا رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں حرص کی چمک دیکھ کر سسلی دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہی تھی۔

''اوہ۔ اوہ۔ رئیلی گڈ شو کیتھرائن تم واقعی میرے لئے خوبصورت تحفہ لے کر آئی ہو۔ تمہارا بے حد شکریہ اور سسلی تم فکر نہ کرو تمہیں جتنی رقم کی ضرورت ہو گی تمہیں ضرور ملے گی۔ میں تمہیں مالا مال کر دوں گا'' ...... ڈاکٹر اعظم نے انتہائی پرہوس لہجے میں کہا۔ وہ

مسلسل سسلی کو ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے قصائی اس بکری کو دیکھتا ہے جس کا وہ سودا کرنے والا ہو۔

''تھینک یو ڈاکٹر۔ مجھے بھی تم سے مل کر بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ مجھے کیتھرائن نے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔ تم جیسے مرد تو ہم عورتوں کے لئے آئیڈیل ہوتے ہیں'' ...... سسلی نے کہا۔

''اوہ۔ رئیلی'' ...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''ہاں۔ میں سچ کہہ رہی ہوں'' ...... سسلی نے بڑے لگاوٹ بھرے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر اعظم کے چہرے پر رنگ سے بکھر گئے۔

''آؤ۔ اندر آؤ۔ میں تمہیں اپنی اس شاندار محل نما حویلی کی سیر کراؤں۔ تم یقیناً خوش ہو جاؤ گی'' ...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''نہیں۔ میں اس حویلی میں نہیں جاؤں گی'' ...... سسلی نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف ڈاکٹر اعظم بلکہ کیتھرائن بھی چونک پڑی اور حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''کیا مطلب۔ اندر کیوں نہیں جاؤ گی تم'' ...... ڈاکٹر اعظم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تمہارے ساتھ وقت گزارنا چاہتی ہوں لیکن اس کی ایک شرط ہو گی اگر تم مانو گے تو'' ...... سسلی نے کہا۔

''شرط۔ کیسی شرط'' ...... ڈاکٹر اعظم نے چونک کر کہا۔

''گھبراؤ نہیں۔ میں تمہاری جائیداد اپنے نام نہیں کراؤں گی۔ میری صرف اتنی سی شرط کہ تم ہمارے ساتھ اس حویلی سے ہٹ کر کسی ایسی جگہ چلو جہاں ہمارے علاوہ اور کوئی آدمی نہ ہو کیونکہ یہاں موجود آدمیوں کی کثرت مجھے نفسیاتی طور پر بے حد پریشان کرے گی۔ یہ میرا نفسیاتی مسئلہ ہے''...... سسلی نے بڑی معصومیت سے کہا تو اس کی بات سن کر ڈاکٹر اعظم بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ میں تو گھبرا ہی گیا تھا۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہوتا ہے نفسیاتی مسئلہ۔ تم فکر مت کرو۔ یہ میری جاگیر ہے۔ یہاں ایک ایسی جگہ بھی ہے جہاں میں خاص خاص لوگوں کو لے جاتا ہوں۔ وہاں صرف ایک خاص ملازم ہے اور بس۔ وہاں عیش و آرام کے تمام لوازمات موجود ہیں۔ تمہیں وہ جگہ یقیناً پسند آئے گی اور وہاں ہمیں کوئی ڈسٹرب کرنے والا بھی نہیں ہو گا''...... ڈاکٹر اعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر وہاں چلو''...... سسلی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ ابھی سے۔ رکو۔ تم دونوں دور سے سفر کرتی ہوئی آئی ہو۔ تھک گئی ہو گی۔ ابھی تم آرام کرو۔ کھاؤ پیئو پھر اطمینان سے چلیں گے وہاں اور پھر انجوائے کریں گے''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''نہیں۔ اب مجھ میں برداشت کی قوت ختم ہو گئی ہے۔ تم میری

بات کا یقین کرو یا نہ کرو لیکن میں تمہیں صاف طور پر کہہ دیتی ہوں کہ تمہیں دیکھنے کے بعد ایک ایک لمحہ مجھ پر بھاری گزر رہا ہے۔ آؤ پلیز۔ ابھی آؤ''...... سسلی نے معنی خیز لہجے میں کہا تو ڈاکٹر اعظم کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ اگر تم اتنی ہی بے تاب ہو تو پھر چلو۔ ابھی چلتے ہیں۔ آؤ''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''کیا میرا بھی ساتھ چلنا ضروری ہے''...... کیتھرائن نے قدرے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں اگر تم جانا چاہو تو جا سکتی ہو''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ یہ اکیلی کہاں جائے گی۔ اسے بھی ساتھ لے چلتے ہیں۔ یہ الگ کسی کمرے میں تھوڑا وقت گزار لے گی۔ پھر ہم اکٹھی ہی یہاں سے جائیں گی''...... سسلی نے کہا تو کیتھرائن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر اعظم نے خود پورچ سے کار نکالی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں کار میں بیٹھے اس حویلی سے نکل کر ایک چھوٹی سڑک پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

ڈرائیونگ سیٹ پر ڈاکٹر اعظم تھا جبکہ سسلی اور کیتھرائن دونوں عقبی سیٹ پر موجود تھیں۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک گھنے باغ میں داخل ہو گئی۔ باغ کے درمیان میں بڑا سا فارم ہاؤس موجود تھا۔ کار اس فارم ہاؤس کے پھاٹک پر پہنچ کر رک گئی۔ ڈاکٹر اعظم نے ہارن بجایا تو ایک مقامی نوجوان پھاٹک کھول کر باہر آ گیا اور پھر

ڈاکٹر اعظم کو دیکھ کر اس نے جلدی سے واپس جا کر پھاٹک کھول دیا اور ڈاکٹر اعظم کار کو اندر لے گیا۔ پورچ میں اس نے کار روکی اور پھر وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ ملازم بھی پھاٹک بند کر کے پورچ میں پہنچ گیا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ڈاکٹر اعظم، سسلی اور کیتھرائن کو سلام کیا۔

''کرم داد تم ہم تینوں کے لئے کھانا تیار کرو۔ سپیشل ڈشز تیار کرنا''...... ڈاکٹر اعظم نے ملازم سے کہا۔

''جی صاحب''...... اس ملازم نے کہا اور ڈاکٹر اعظم، سسلی اور کیتھرائن کو ساتھ لے کر فارم ہاؤس کے اندر آ گیا۔ فارم ہاؤس واقعی انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔

''آؤ۔ میں تمہیں اپنا مخصوص بیڈ روم دکھاؤں۔ تم خوش ہو جاؤ گی''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو سسلی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ساتھ ہی اس نے ہینڈ بیگ کھول کر اس میں ہاتھ ڈال دیا تھا۔ پھر جیسے ہی وہ بیڈ روم میں داخل ہوئے سسلی کا ہاتھ بیگ سے باہر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں پہلے والا بال پوائنٹ تھا۔ اس نے اس کا نچلا حصہ دو بار پریس کیا تو سٹک سٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس میں سے سفید رنگ کے دھوئیں کی دھاریں نکلیں تو سسلی نے فوراً سانس روک لیا۔

''ارے ارے۔ یہ آواز......'' ڈاکٹر اعظم نے مڑتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ لہراتا ہوا نیچے دبیز قالین پر گر گیا اور یہی حال

کیتھرائن کا بھی ہوا۔ سسلی سانس روکے تیزی سے مڑی اور دوسرے کمروں کی طرف بڑھ گئی۔ اسے اب اس کرم داد نامی ملازم کی تلاش تھی اور پھر اس نے بڑے سے کچن میں اسے چیک کر لیا اور چند لمحوں بعد وہ بھی بے ہوش ہو کر گر گیا تو سسلی دوبارہ پہلے والے کمرے میں آ گئی۔

اس کے چہرے پر اب مسرت اور اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اب اس کا مشن مکمل ہونے کے قریب تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس مڑی اور اس نے پورے فارم ہاؤس کی تلاشی لے کر رسیوں کے دو بنڈل تلاش کئے اور سب سے پہلے اس نے باورچی خانے میں بے ہوش پڑے ہوئے ملازم کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھے اور پھر اس کے دونوں پیر باندھنے کے ساتھ ساتھ اس کے پورے جسم کو اس انداز میں باندھا کہ اگر وہ رہائی کے لئے جدوجہد کرتا تو گلے میں موجود رسی مزید تنگ ہو جاتی۔ گو اسے معلوم تھا کہ اسے دو تین گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آئے گا لیکن اس کے باوجود اس نے اسے باندھنا ضروری سمجھا کیونکہ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔

وہ اسے آسانی سے ہلاک بھی کر سکتی تھی لیکن یہ انتہائی اقدام وہ اس وقت تک نہ اٹھانا چاہتی تھی جب تک اس کا مشن حتمی طور پر پورا نہ ہو جاتا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ اسے کچھ روز مزید یہاں رہنا پڑتا۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے یہ ہلاکت اس کے مفاد کے خلاف

چلی جاتی۔ ملازم کو باندھنے کے بعد وہ رسی کا دوسرا بنڈل اٹھائے اس کمرے میں پہنچی جہاں وہ ڈاکٹر اعظم اور کیتھرائن کو بے ہوش کر گئی تھی۔ وہ دونوں فرش پر موجود قالین پر میڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

سسلی نے سب سے پہلے ان دونوں کی جیبوں کی تلاشی لی لیکن ان کی جیبوں سے ایسی کوئی چیز نہ نکلی جو اس کے لئے خطرناک ہو سکتی تھی۔ اس کے بعد اس نے پہلے ڈاکٹر اعظم کو گھسیٹ کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر اسے رسی سے اس انداز میں باندھ دیا کہ وہ ازخود کسی صورت بھی رہائی حاصل نہ کر سکتا تھا۔ اس کے بعد اس نے یہی کارروائی کیتھرائن سے کی اور پھر وہ مڑی اور اس نے ایک ریک میں پڑی ہوئی شراب کی بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھائی، اس کا ڈھکن کھولا اور آگے بڑھ کر اس نے ڈاکٹر اعظم کا منہ ایک ہاتھ سے مخصوص انداز میں بھینچا اور بوتل کا دہانہ اس کے منہ سے لگا دیا۔

بوتل میں موجود شراب ڈاکٹر اعظم کے حلق میں اترنا شروع ہو گئی۔ تھوڑی سی شراب حلق میں انڈیلنے کے بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے اسے ایک طرف رکھا اور پھر ایک کرسی اٹھا کر اس نے ڈاکٹر اعظم کی کرسی کے بالکل سامنے رکھی اور اپنے بیگ میں سے خنجر نکال کر اس نے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ بیگ اس نے کرسی کے بازو سے لٹکا دیا تھا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر اعظم

نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کیا تم نے۔ یہ یہ“۔ ڈاکٹر اعظم نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم تک پہنچنے کے لئے مجھے تین افراد کو ہلاک کرنا پڑا ہے ڈاکٹر اعظم لیکن ان کی ہلاکت بھی رائیگاں گئی ہے۔ یہ تو کیتھرائن کے تم سے تعلقات ایسے تھے کہ مجھے اسے ساتھ لے آنا پڑا ورنہ یہ بھی اپنے فلیٹ میں مردہ پڑی ہوئی ہوتی“...... سسلی نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں ڈاکٹر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کک۔ کیا مطلب۔ کک کک۔ کون ہو تم۔ یہ کیا کہہ رہی ہو“...... ڈاکٹر اعظم نے تین افراد کی ہلاکت کا سن کر کہا۔ وہ اپنے آپ کو رسیوں سے بندھا دیکھ کر انتہائی خوفزدہ نظر آنے لگ گیا تھا۔

”تم نے عیش و عشرت کے لئے مجھے یہاں بلا لیا تھا۔ عیش و عشرت بھی ہو سکتی ہے لیکن پہلے تمہیں میرا ایک کام کرنا ہو گا اور یہ سن لو کہ اگر تم نے انکار کیا تو پھر پہلے تمہارے سامنے اس کیتھرائن کی گردن اس خنجر سے کاٹوں گی اور پھر تمہارے سامنے ملازم کو ذبح کروں گی۔ اس کے بعد تمہارا نمبر آئے گا اور تمہیں ہلاک کرنے سے پہلے میں تم پر ایسا بھیانک تشدد کروں گی کہ تمہاری روح تک کانپ جائے گی“...... سسلی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''کام۔ کیا مطلب۔ کس قسم کا کام''...... ڈاکٹر اعظم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم یہاں اپنی پرائیویٹ اور خفیہ لیبارٹری میں حکومت کے تعاون سے ایک خاص قسم کی ریز پر کام کر رہے ہو جسے تم لوگوں نے کاسپرین ریز کا نام دیا ہوا ہے۔ ان ریز کی خاصیت یہ بتائی گئی ہے کہ اس سے ایک چھوٹا سا آلہ تیار ہو گا جسے آسانی سے اٹھا کر ہر جگہ لے جایا جا سکتا ہے اور اس میں کاسپرین ریز کا خاصا ذخیرہ موجود ہو گا۔ کسی بھی ملک کے میزائل سسٹم کو جام کرنے کے لئے کاسپرین ریز کو تقریباً سو میل دور سے فائر کیا جا سکتا ہے جس سے ایک بگ سرکل بنتا ہے اور اس سرکل میں آنے والا کوئی بھی میزائل مکمل طور پر ناکارہ ہو جائے گا۔ یہ ایسی سرکل ریز ہو گی جسے نہ تو کوئی مشینری چیک کر سکے گی اور نہ ہی ان ریز کو روک سکے گی اور نہ ان کا کوئی توڑ ہے۔ سوائے اس کے کہ اس پورے سسٹم کو تبدیل کیا جائے۔ اس کاسپرین ریز سے چونکہ ہر قسم کے میزائلوں کو ایک سرکل میں روکا جا سکتا ہے اس لئے تم نے اسے سٹاپ سرکل کا نام دیا ہے جسے ایس سی کہا جاتا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ کیا تم اس پر کام کر رہے ہو۔ بولو''...... سسلی نے کہا تو ڈاکٹر اعظم کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''ہاں۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے۔ سوائے چند لوگوں کے اور کسی کو اس کا علم نہیں ہے''...... ڈاکٹر اعظم

نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک پاکیشیائی کمال احمد نامی بھی تمہارا اسسٹنٹ رہا ہے۔ پھر یہ کمال احمد وہ جاب چھوڑ کر کرانس پہنچ گیا اور پھر اس نے وہاں ایک ایسے آدمی سے ان ریز اور تمہارے کام کرنے کے بارے میں ذکر کیا جس کا تعلق حکومت سے تھا۔ اس آدمی نے یہ اطلاع حکومت کرانس تک پہنچا دی۔ چنانچہ ان ریز میں دلچسپی لی گئی اور پھر کمال احمد کو اغوا کر کے اس سے پوری تفصیل معلوم کر لی گئی لیکن یہ کمال احمد تمہاری اس لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا کیونکہ اس نے اس وقت تمہیں اسسٹ کیا تھا جب تم سرکاری لیبارٹری میں کام کر رہے تھے۔ چنانچہ تمہاری تلاش شروع ہو گئی لیکن پاکیشیا میں کرانس کے ایجنٹ تمہاری تلاش میں ناکام رہے۔ اس کے بعد یہ کیس کرانس کی ایک خفیہ ایجنسی زیرو ون کو دے دیا گیا۔ زیرو ون کے چیف نے اپنے ذرائع سے معلوم کیا کہ ایک سائنس دان ڈاکٹر دانیال تمہارے بارے میں جانتا ہے۔ چنانچہ چیف نے یہ کیس میرے ذمہ لگا دیا۔ میں زیرو ون ایجنسی کی فیلڈ لیڈی ایجنٹ ہوں۔ میں نے یہاں آ کر معلوم کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر دانیال بھی کسی خفیہ لیبارٹری میں کام کرتا ہے اس لئے میں نے اس کے باپ کو گھیرا جو کہ وزارت سائنس میں ڈائریکٹر جنرل تھا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر دانیال کسی سائنس کانفرنس کے سلسلے میں ایکریمیا گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی دس پندرہ دنوں بعد ہو گی لیکن ظاہر

ہے ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ میں یہاں بیٹھ کر اس کا انتظار کرتی اس لئے میں نے اس کے باپ شاہد حمید کو گولی مار کر ہلاک کر دیا تا کہ ڈاکٹر دانیال اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر اپنے باپ کی موت کی رسومات میں شامل ہونے کے لئے پاکیشیا پہنچ جائے اور پھر ایسا ہی ہوا۔ ڈاکٹر دانیال آ گیا۔ میں بھی وہاں گئی اور پھر اپنے آدمیوں کے ذریعے میں نے ڈاکٹر دانیال کو اغوا کرا کر اپنے ایک پوائنٹ پر پہنچا کر اس پر تشدد کر کے پوچھ گچھ کی لیکن وہ بھی تمہارے موجودہ پتے سے واقف نہ تھا اس لئے مجبوراً مجھے اسے بھی گولی مارنی پڑی۔ اس طرح میری اب تک کی تمام جدوجہد بے کار گئی لیکن پھر چیف نے ٹپ دی کہ یہاں موجود جاٹرا کارپوریشن سرکاری لیبارٹریز کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ لیبارٹریوں کو بھی سائنسی سامان سپلائی کرتی ہے اس لئے لازماً انہیں تمہاری اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم ہوگا اور ساتھ ہی چیف نے ریکارڈ کیپر کیتھرائن کی ٹپ بھی دے دی۔ کیتھرائن کو میں نے اس کے فلیٹ پر گھیرا۔ اس کے بعد اس نے میرے کہنے پر تمہیں فون کیا جس کے نتیجے میں ہم دونوں تمہاری حویلی پہنچ گئیں اور اس کے بعد اب تک کے حالات تم جانتے ہو۔ یہ ساری تفصیل میں نے تمہیں اس لئے بتا دی ہے کہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ میں نے ہر حالت میں سٹاپ سرکل کا فارمولا لے کر جانا ہے۔ اگر تم یہ فارمولا از خود مجھے دے دو گے تو میں تمہیں اور تمہاری اس لیبارٹری کو نقصان پہنچائے بغیر

واپس چلی جاؤں گی۔ کرانس اور پاکیشیا کی کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے پاکیشیا میں اس آلے کی تیاری سے کرانس کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا لیکن اگر تم نے بہادر بننے کی کوشش کی تو پھر تمہاری لیبارٹری بھی تباہ ہو گی اور تمہارے جسم کا بھی ایک ایک ریشہ علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے گا۔ تمہاری دونوں آنکھیں نکال دی جائیں گی۔ تمہارے دونوں کان کاٹ دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد تم خود سوچو کہ اگر تم زندہ بھی رہے تو تمہارا کیا حشر ہو گا۔ کوئی تم پر تھوکے گا بھی نہیں۔ تمہیں اذیت بھری زندگی گزارنی پڑے گی۔ اب تم سوچ سمجھ کر فیصلہ کرو کہ تم نے کیا کرنا ہے“...... سسلی نے اسے گھورتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”لیکن میرے پاس تو فارمولا نہیں ہے۔ میں تو صرف ان ریز کے ایک خاص شعبے پر کام کر رہا ہوں۔ اس کا فارمولا تو حکومت کے پاس ہو گا۔ میرے پاس نہیں ہے“...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

”جھوٹ بول کر تم اپنا ہی نقصان کرو گے“...... سسلی نے غرا کر کہا۔

”مم مم۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں“...... ڈاکٹر اعظم نے تیز لہجے میں کہا۔

”سوچ لو ڈاکٹر اعظم۔ میں تمہیں آخری چانس دے رہی ہوں۔ اس کے بعد تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گی“...... سسلی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم میری بات کا یقین کرو۔ میں واقعی اس فارمولے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ہوں اور نہ ہی میرے پاس فارمولا موجود ہے"...... ڈاکٹر اعظم نے سر مارتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب تماشا دیکھو"...... سسلی نے کہا اور اٹھ کر وہ مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی اس کمرے سے نکل کر کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہاں ڈاکٹر اعظم کا ملازم بے ہوش اور بندھا ہوا پڑا تھا۔ سسلی نے جھک کر اس کا کالر پکڑا اور پھر وہ اسے گھسیٹتی ہوئی کچن سے نکال کر ایک راہداری میں سے گزار کر اس کمرے میں لے آئی جس میں ڈاکٹر اعظم اور کیتھرائن موجود تھے۔ ملازم کو وہاں چھوڑ کر وہ ایک بار پھر باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھوں میں ایک بڑا سا کین تھا۔ اس کین کو دیکھ کر ڈاکٹر اعظم چونک پڑا کیونکہ وہ کین کیروسین آئل سے بھرا ہوا تھا۔

"اب دیکھو میں کیا کرتی ہوں"...... سسلی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیروسین آئل کے کین کا ڈھکن کھولنا شروع کر دیا۔ ڈھکن کھول کر اس نے ایک طرف اچھالا اور پھر اس نے بے ہوش پڑے ہوئے ملازم کے جسم پر کیروسین آئل انڈیلنا شروع کر دیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہی ہو"...... ڈاکٹر اعظم نے خوف بھرے لہجے میں چیختے ہوئے کہا لیکن سسلی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ جب وہ ملازم کیروسین سے اچھی طرح سے بھیگ گیا تو

سسلی نے کیروسین کا کین کافی فاصلے پر رکھا اور پھر واپس اس ملازم کی طرف آ گئی۔ اس نے اپنی لیڈیز جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک ماچس کی ڈبیہ نکال لی جسے وہ کیروسین آئل کے کین کے ساتھ کچن سے اٹھا لائی تھی۔

"یہ دیکھو"...... سسلی نے ماچس کی ڈبیہ ڈاکٹر اعظم کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"رر۔ رر۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ یہ تم کیا کر رہی ہو"...... ڈاکٹر اعظم نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ صرف تمہارے اس ملازم کو زندہ جلا رہی ہوں"...... سسلی نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ماچس کی ڈبیہ کھول کر ایک دیا سلائی نکالی اور دوسرے لمحے اس نے دیا سلائی سلگائی اور تیزی سے پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ اس سے پہلے کہ ڈاکٹر اعظم کچھ کہتا سسلی نے جلتی ہوئی دیا سلائی ملازم کے بے ہوش پڑے جسم کی طرف اچھال دی۔ دوسرے ہی لمحے ڈاکٹر اعظم کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ اس کے چہرے پر انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اس کا جسم اس طرح کانپ رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔ سسلی نے واقعی ملازم کو آگ لگا دی تھی۔ چونکہ کیروسین آئل ملازم کے سارے جسم پر پھیلا ہوا تھا اس لئے آگ تیزی سے بھڑکی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم

آگ کے شعلوں میں گھر گیا۔ ملازم اگرچہ بے ہوش تھا لیکن آگ لگتے ہی اسے ہوش آ گیا اور اس نے پاگلوں کی طرح چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ وہ بدستور بندھا ہوا تھا۔ اس کا جسم زمین سے اچھل رہا تھا جیسے وہ خود کو رسیوں سے آزاد کر کے خود کو آگ میں جلنے سے بچانا چاہتا ہو لیکن وہ کچھ دیر پھڑکتے رہنے اور چیختے رہنے کے بعد خاموش ہو گیا۔ کمرے میں انسانی گوشت جلنے کی تیز سرانڈ پھیل گئی تھی۔ ڈاکٹر اعظم نے بدستور آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ اس کا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا اور وہ کانپ رہا تھا۔ جبکہ سسلی کچھ فاصلے پر کھڑی بڑی دلچسپی سے ملازم کو آگ میں جلتے دیکھ رہی تھی جیسے یہ اس کے لئے کوئی تماشہ ہو۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر اعظم کی طرف دیکھا۔ ڈاکٹر اعظم کی آنکھیں بند دیکھ کر وہ بری طرح سے بھڑک اٹھی۔ وہ تیزی سے ڈاکٹر اعظم کی طرف بڑھی اور دوسرے لمحے کمرہ چٹاخ کی زوردار آواز کے ساتھ ڈاکٹر اعظم کی تیز چیخ سے گونج اٹھا۔ سسلی نے یکلخت ڈاکٹر اعظم کے چہرے پر تھپڑ مار دیا تھا۔

''آنکھیں کھولو ڈاکٹر اعظم اور جلتے ہوئے انسان کے پھڑکنے کا تماشہ دیکھو۔ ابھی تم نے ایسے اور تماشے بھی دیکھنے ہیں۔ اپنے ملازم کو میرے ہاتھوں جل کر راکھ ہوتا دیکھ کر اب تمہیں میری بات کا یقین آ جانا چاہئے کہ میں جو کہتی ہوں اس پر عمل بھی کرتی ہوں''...... سسلی نے چیختے ہوئے کہا۔ تو کانپتے ہوئے ڈاکٹر اعظم

نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ کیتھرائن چونکہ بے ہوش تھی اس لئے وہ یہ بھیانک اور روح فرسا منظر نہ دیکھ سکی تھی۔ اگر وہ ہوش میں ہوتی تو خوف سے چیخ چیخ کر وہ اب تک یقیناً مر چکی ہوتی۔

ڈاکٹر اعظم کی آنکھیں خوف سے پھٹ سی گئی تھیں جبکہ سسلی اس طرح کھڑی تھی جیسے اسے اس ملازم کو اس انداز میں جلتا اور پھڑکتا دیکھ کر انتہائی مسرت ہو رہی ہو۔ ملازم کافی دیر تڑپنے کے بعد ہلاک ہو گیا تھا۔ چونکہ وہ خاصا صحت مند اور دیہاتی نوجوان تھا اس لئے وہ کافی دیر تک پھڑکتا رہا تھا۔

''دیکھا تم نے ڈاکٹر اعظم۔ انسان جب زندہ جلتا ہے ہے تو کس طرح پھڑکتا اور چیختا ہے۔ اب اس کیتھرائن کی باری ہے لیکن اسے میں ہوش میں لا کر زندہ جلاؤں گی تاکہ یہ ساتھ ساتھ چیخ بھی سکے۔ اس ملازم نے بے ہوشی کی وجہ سے زیادہ چیخیں نہیں ماریں اس لئے مجھے پوری طرح لطف نہیں آیا''...... سسلی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کیروسین آئل کے کین کی طرف بڑھی اور اسے اٹھا کر کیتھرائن کی طرف بڑھ گئی۔

''تت۔ تت انسان نہیں ہو۔ تم انتہائی بے رحم درندہ صفت لڑکی ہو''...... ڈاکٹر اعظم نے کانپتے ہوئے کہا۔

''ابھی تو میں نے درندگی اور سفاکی کی ابتدا کی ہے۔ جب تم میرا اصل روپ دیکھو گے تو تمہاری روح تک کانپ جائے

گی''...... سسلی نے کہا۔

''رک جاؤ۔ فارگاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ ایسا مت کرو۔ رک جاؤ''...... ڈاکٹر اعظم نے خوف کی شدت سے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں ابھی نہیں۔ پہلے ایک تماشہ اور دیکھ لو۔ کیتھرائن کی موت کا تماشہ پھر تم سے بات ہو گی۔ اگر تم فارمولا دینے پر تیار ہو گئے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر تمہاری باری آئے گی''...... سسلی نے کہا تو ڈاکٹر اعظم لرز اٹھا۔ اس نے فوراً اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

''آنکھیں کھولو ڈاکٹر اعظم''...... سسلی نے غرا کر کہا تو ڈاکٹر اعظم نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ بری طرح سے لرز رہا تھا۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔

''گڈ شو۔ اب تم آنکھیں بند نہیں کرو گے ورنہ تمہاری دونوں آنکھیں نکال دوں گی''...... سسلی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے کیتھرائن کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چونکہ گیس فائر ہوئے کافی دیر گزر چکی تھی اس لئے سسلی کو معلوم تھا کہ اس طرح بھی وہ ہوش میں آ جائے گی اور واقعی تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر کیتھرائن چیختی ہوئی ہوش میں آ گئی تو سسلی پیچھے ہٹ گئی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہوا ہے۔ یہ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ۔ یہ''۔ کیتھرائن نے یکلخت حلق کے بل بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی

نظریں سامنے جلتے ہوئے انسانی جسم پر جمی ہوئی تھیں اس کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''اسے میں نے زندہ جلایا ہے''...... سسلی نے کہا تو کیتھرائن کا چہرہ خوف سے بگڑ گیا۔

''جس طرح اس آدمی کو میں نے زندہ جلایا ہے اسی طرح اب میں تمہیں بھی زندہ جلاؤں گی کیونکہ میں ڈاکٹر اعظم کو دکھانا چاہتی ہوں کہ جب انسان کو زندہ جلایا جاتا ہے تو وہ کس قدر اذیت میں مبتلا ہوتا ہے۔ وہ کس طرح سے پھڑکتا اور چیختا ہے۔ اسے تو میں نے بے ہوشی کے عالم میں جلایا تھا اس لئے یہ زیادہ چیخ نہیں سکا لیکن تم ہوش میں ہو اور جب تم زندہ جلو گی تو تمہاری چیخیں بھی ڈاکٹر اعظم سنے گا اور مجھے یقین ہے کہ تمہاری ہولناک اور دردناک چیخیں سن کر ڈاکٹر اعظم کو یقین آ جائے گا کہ درندہ صفتی اور سفاکی کسے کہتے ہیں اور میں اس کی زبان کھلوانے کے لئے کس حد تک جا سکتی ہوں''...... سسلی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کیتھرائن یا ڈاکٹر اعظم کچھ کہتے سسلی بندھی ہوئی کیتھرائن پر اس طرح جھپٹی جیسے بلی کبوتر پر جھپٹتی ہے۔ اس نے کیروسن آئل کا کین اٹھا کر کیتھرائن کے سر پر کیا تو کیتھرائن حلق کے بل چیخنا شروع ہو گئی۔ سسلی اس کے سر پر کیروسن آئل ڈال کر اسے نہلا رہی تھی۔

''بس کرو۔ بس کرو۔ مجھ سے یہ سب نہیں دیکھا جاتا۔ میں

تمہاری ہر بات مان لوں گے۔ اسے مت ہلاک کرو پلیز۔ چھوڑ دو اسے۔ خدا کے لئے چھوڑ دو“...... ڈاکٹر اعظم نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن سسلی جیسے اس کی آواز سن ہی نہ رہی تھی۔ کیتھرائن بھی حلق کے بل چیخ رہی تھی اور بری طرح سے سر مار رہی تھی لیکن بندھی ہونے کی وجہ سے وہ کچھ نہ کر سکتی تھی۔ سسلی نے کین کا سارا کیروسین آئل اس پر الٹ دیا تھا اور کیتھرائن کے جسم کا ایک ایک حصہ کیروسین آئل میں لتھڑ گیا تھا۔

کیروسین آئل کا کین خالی ہوتے ہی سسلی نے اسے ایک طرف اچھال دیا اور ساتھ ہی جیب سے ماچس کی ڈبیہ نکال لی۔

”نن نن۔ نہیں نہیں۔ مجھے مت مارو۔ چھوڑ دو مجھے۔ فار گاڈ سیک تم جو کہو گی میں تمہاری ہر بات مان لوں گی۔ مجھے زندہ رہنے دو۔ پلیز۔ پلیز“...... ماچس کی ڈبیہ دیکھ کر کیتھرائن نے بری طرح سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن سسلی جیسے انتہائی بے رحم جلاد بنی ہوئی تھی۔ وہ نہ ڈاکٹر اعظم کی سن رہی تھی اور نہ ہی اسے کیتھرائن کی کوئی آواز سنائی دے رہی تھی۔ چند لمحے وہ بھوکی شیرنی کی طرح کیتھرائن کی طرف دیکھتی رہی اور پھر اس نے یکلخت ماچس کی ڈبیہ سے دیا سلائی نکال کر جلائی اور اسے کیتھرائن کی طرف اچھال دیا۔ کیتھرائن کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر اعظم کے حلق سے بھی چیخ نکل گئی۔ دیا سلائی کے گرتے ہی کیتھرائن کے جسم پر آگ پھیلتی چلی گئی اور پھر کمرہ یکلخت کیتھرائن اور ڈاکٹر اعظم کی چیخوں

سے تھرا اٹھا۔

کیتھرائن کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر اعظم بھی چیخ رہا تھا جیسے کیتھرائن کے ساتھ اس کا جسم بھی جل رہا ہو۔ کیتھرائن بے چاری ایک منحنی سی لڑکی تھی۔ آگ نے جیسے ہی اسے جلانا شروع کیا اس نے جلد ہی دم توڑ دیا اور پھر اس کا جسم خشک لکڑی کی طرح جلتا چلا گیا۔

”ہونہہ۔ یہ تو انتہائی کمزور ثابت ہوئی ہے۔ دو چار چیخیں بھی نہیں مار سکی۔ اچھا چلو کوئی بات نہیں۔ اب تمہاری باری ہے ڈاکٹر اعظم۔ لیکن میں تمہیں زندہ نہیں جلاؤں گی۔ میں پہلے تمہارے دونوں کان کاٹوں گی۔ پھر ناک کاٹوں گی اس کے بعد میں تمہارے چہرے اور پھر تمہارے سارے جسم پر زخم ہی زخم لگاؤں گی۔ ان زخموں میں نمک اور مرچیں بھروں گی۔ آخر میں تمہاری دونوں آنکھیں نکالوں گی تاکہ تم خود پر ہونے والے تشدد کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو۔ اس کے بعد میں تمہاری ہڈیاں توڑوں گی۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپنے ملازم اور کیتھرائن کی طرح بودے ثابت نہیں ہو گے اور ہر زخم پر درد محسوس کر کے چیخو چلاؤ گے۔ تمہاری چیخیں سن کر مجھے یقیناً لطف آ جائے گا“...... سسلی نے پیچھے ہٹ کر ڈاکٹر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا جس کی نظریں اس طرح کیتھرائن پر جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹتا ہے اس کا چہرہ پتھر کی طرح ہو رہا تھا۔ آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس پر خوف کی

شدت کی وجہ سے سکتہ طاری ہو گیا ہو یا کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر اسے پتھر کے بت میں تبدیل کر دیا ہو۔

''کیا ہوا ڈاکٹر اعظم۔ کیسا رہا۔ اب تم تیار ہو جاؤ''...... سسلی نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر اعظم اس طرح چونکا جیسے کسی خواب سے جاگ گیا ہو اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے انتہائی خوفزدہ سی چیخیں نکلنے لگیں۔ کیتھرائن نے سائیڈ پر رکھا ہوا ہینڈ بیگ اٹھایا اور اس میں سے ایک خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر ڈاکٹر اعظم کی حالت اور زیادہ غیر ہو گئی اور اس کا رنگ ہلدی سے بھی زیادہ زرد پڑ گیا۔

''رر۔ رر۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک میری بات سنو۔ مجھے اس طرح سے ہلاک نہ کرو۔ رک جاؤ''...... ڈاکٹر اعظم نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اس قدر خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم تعاون کرو گے تو بچ سکتے ہو۔ تم اپنی زندگی انجوائے کر سکتے ہو لیکن......'' سسلی نے کہا۔

''مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ فار گاڈ سیک مجھے مت مارو۔ فارمولا لے لو۔ سب کچھ لے لو لیکن مجھے مت مارو۔ مجھے زندہ چھوڑ دو۔ فار گاڈ سیک مجھے زندہ چھوڑ دو''...... ڈاکٹر اعظم نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں رک جاتی ہوں اور اگر تم تعاون کرو گے تو بچ

بھی جاؤ گے اور کسی کو کچھ معلوم بھی نہ ہو گا''...... سسلی نے رکتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ میں تم سے ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تم فارمولا لے لو اور میری جان بخش دو۔ پلیز''...... ڈاکٹر اعظم نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب بتاؤ کہاں ہے فارمولا اور کس شکل میں موجود ہے''...... سسلی نے پوچھا۔

''وہ ایک سرخ ڈائری میں ہے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا ہے''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''کہاں ہے وہ سرخ ڈائری''...... سسلی نے پوچھا۔

''مم مم۔ میری حویلی میں''...... ڈاکٹر اعظم نے اسی طرح خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے کئی درندہ صفت انسان دیکھے تھے لیکن سسلی جیسی نوجوان اور حسین لڑکی نے اس کے سامنے جس درندگی کی انتہا کی تھی اسے دیکھ کر ڈاکٹر اعظم کی حقیقتاً جان نکلی جا رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے سسلی کی بات نہ مانی تو وہ اسے بھی انتہائی بھیانک انداز میں ہلاک کر سکتی ہے۔ فارمولا حاصل کرنے کے لئے وہ اسے ہلاک کرنے سے پہلے نجانے کن کن عذابوں سے گزارتی اس کا اب ڈاکٹر اعظم کو بخوبی اندازہ ہو رہا تھا۔

''اوکے۔ تو پھر سن لو۔ میں تمہیں زندگی بچانے کا ایک آخری

چانس دے دیتی ہوں۔ میں تمہیں اپنے ساتھ حویلی لے جاؤں گی۔ میرے بیگ میں مشین پسٹل موجود ہے۔ وہاں اگر تم نے کسی کو کوئی اشارہ کیا یا مجھے پکڑنے یا مارنے کی کوشش کی تو تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے''...... سسلی نے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں کچھ نہیں کروں گا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں کچھ نہیں کروں گا''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو سسلی نے آگے بڑھ کر اس خنجر سے اس کی رسیاں کاٹنا شروع کر دیں۔ اسے مکمل یقین تھا کہ ڈاکٹر اعظم جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے اس کے بعد وہ واقعی اس کے خلاف کچھ نہ کرے گا اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھی۔ اسے اس بات کا بھی یقین تھا کہ اس نے جس انداز میں ڈاکٹر اعظم کے ملازم اور کیتھرائن کو زندہ جلایا تھا اس سے ڈاکٹر اعظم کے دل میں ایسا خوف بیٹھ گیا تھا کہ وہ اسے دھوکہ دینے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکتا تھا اور اب وہ اسے حویلی لے جا کر آسانی سے فارمولا دے دے گا۔ اس طرح اس کا مشن پورا ہو جاتا اور وہ فارمولا لے کر وہاں سے نکل جاتی۔

عمران نے کار ہوٹل سی روز کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دانش منزل میں موجود تھا کہ جولیا نے صفدر کی رپورٹ کے بارے میں اطلاع دی تھی جس نے یہاں مقیم ایک ایکریمین عورت کے بارے میں بتایا تھا جس کا نام سسلی تھا۔ اس کا قد و قامت بھی اس سسلی سے ملتا جلتا تھا جس کی انہیں تلاش تھی اور پھر عمران نے بطور ایکسٹو جولیا کو اچھا خاصا جھاڑ دیا تھا کہ نامکمل رپورٹ کیوں دی گئی ہے حالانکہ کمرے کی تلاشی سے کنفرم کیا جا سکتا تھا کہ یہی مطلوبہ سسلی ہے یا نہیں پھر جولیا نے رپورٹ دی کہ صفدر نے اس کے کمرے کی تلاشی لی ہے اور کمرے میں موجود سامان میں ایک جدید ساخت کا میک اپ باکس بھی موجود ہے اور وہ لباس بھی موجود ہے جو سسلی نے پہنا ہوا تھا تو عمران سمجھ گیا کہ صفدر اصل سسلی تک پہنچ گیا ہے اس لئے وہ خود دانش منزل سے یہاں آیا تھا

تا کہ مزید آگے بڑھا جا سکے۔

سسلی نے جس انداز میں شاہد حمید، شہروز ثاقب اور ڈاکٹر دانیال کو ہلاک کیا تھا اس نے اسے حیران کر دیا تھا۔ گو ان ہلاکتوں کا کوئی مقصد سامنے نہیں آیا تھا لیکن عمران ایسی سفاک عورت کو مزید چھوٹ نہ دے سکتا تھا۔ عمران جیسے ہی ہال میں داخل ہوا اس نے صفدر کو ایک میز پر اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا تو عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''ارے واہ۔ سیکرٹ سروس کے ممبر اس طرح بڑے بڑے ہوٹلوں میں عیش کرتے پھرتے ہیں۔ ارے۔ اب تو مجھے چیف کے سامنے ہاتھ جوڑنے پڑے تو جوڑ دوں گا کہ وہ مجھے بھی سیکرٹ سروس میں شامل کر لے تا کہ میری بھی حالت کچھ سدھر جائے۔۔ اور کچھ نہیں تو میں آغا سلیمان پاشا کا سابقہ قرض ہی اتارنے میں کامیاب ہو جاؤں'' ...... عمران نے کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''میں یہاں چیف کے حکم پر آیا ہوں۔ لیکن آپ کیسے آئے ہیں'' ...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو تمہاری چیف جولیا ہوئی کیونکہ سیکرٹ سروس کی اصل چیف تو وہی ہے۔ بے چارے چیف کا تو صرف نام ہی ہے۔ بہرحال مجھے تمہارے اس ڈمی چیف نے فون کر کے بتایا ہے کہ اسے اصل چیف یعنی جولیا کی طرف سے رپورٹ ملی ہے کہ صفدر

نے سسلی کو تلاش کر لیا ہے اور میں جا کر صفدر سے مل لوں تا کہ اس سے وہ نسخہ معلوم کیا جا سکے جس کی مدد سے وہ گم شدہ عورتوں کو آسانی سے تلاش کر لیتا ہے تا کہ اگر کبھی جولیا گم ہو جائے تو کم از کم میں اسے تلاش تو کر سکوں'' ...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''جس روز مس جولیا گم ہوئیں اس روز آپ بھی نظر نہیں آئیں گے کیونکہ تنویر آپ کو گولی مارنے کے لئے بے چین رہتا تھا اور جولیا کی گمشدگی کے بعد کیا ہو گا یہ آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں''۔ صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے ویٹر قریب آیا تو عمران نے اسے جوس لانے کا کہہ دیا۔

''میرے خیال میں تم ہال میں اس لئے بیٹھے ہو کہ تمہاری گمشدہ جنت جیسے ہی ہال میں داخل ہو تم اسے پہچان کر اس سے مل سکو'' ...... عمران نے ویٹر کے جاتے ہی کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں آپ کے طنز کو سمجھ گیا ہوں فائر ڈور پر کیپٹن شکیل موجود ہے'' ...... صفدر نے کہا۔

''واہ۔ ایک ہی خاتون کی تلاش کے بعد اس قدر عقلمند ہو گئے ہو کہ اشارے بھی سمجھنے لگ گئے ہو۔ دو چار کے بعد کیا حال ہو گا'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اسی لمحے ویٹر نے جوس کا گلاس لا کر عمران کے سامنے رکھا اور

واپس چلا گیا۔

''اوکے اب یہ بتاؤ کہ میک اپ باکس تم نے چیک کیا تھا یا کیپٹن شکیل نے''...... عمران نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

''میں نے۔ کیوں''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''یہ میک اپ باکس لوکل ہے یا فارن۔ میرا مطلب ہے یہ کسی اور ملک کا بنا ہوا ہے یا یہاں کا بنا ہوا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''مقامی نہیں تھا۔ تھا تو غیر ملکی لیکن میں نے اسے اس نقطہ نظر سے چیک ہی نہیں کیا تھا۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اگر کرانس میڈ ہے تو پھر یہ بات کنفرم ہو جاتی ہے کہ یہ وہی سسلی ہے جس کی ہمیں تلاش ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ واقعی مجھے چیک کرنا چاہئے تھا۔ آئی ایم سوری''۔ صفدر نے کہا۔

''آؤ پھر چیک کر لیں''...... عمران نے جوس کا خالی گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سسلی کے کمرے میں موجود تھے۔ ماسٹر کی کی مدد سے انہوں انتہائی آسانی سے دروازہ کھول لیا تھا۔ پھر صفدر تو دروازے کے قریب رک گیا جبکہ عمران نے کمرے میں موجود سامان کی تلاشی

لینا شروع کر دی۔ میک اپ باکس واقعی کرانس کا بنا ہوا تھا۔ عمران نے الماری میں موجود ایک بڑا سا بیگ چیک کیا اور پھر اس میں موجود ایک چھوٹا سا آلہ دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو بلیک اسٹاپر ہے۔ انتہائی جدید بلیک اسٹاپر جس سے فون کال کو درمیان میں سننے اور ٹیپ ہونے سے روکا جاتا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اسے اٹھائے وہ فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون کو چیک کیا۔ وہ عام فون تھا۔ اس میں میموری سسٹم موجود نہ تھا۔

''آؤ صفدر۔ اب یہاں دیکھنے کے لئے کچھ نہیں رہا۔ مزید یہاں رکنا ٹائم ضائع کرنے کے مترادف ہے''...... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں نیچے ہال میں پہنچ چکے تھے۔

''ایک منٹ۔ تم یہاں رک کر اسے چیک کرو۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے صفدر سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ سائیڈ راہداری کی طرف گیا۔ یہاں کا مینجر اصغر عباس اس کا واقف تھا اور دوست بھی۔ وہ اس کے آفس جا رہا تھا۔

اصغر عباس اپنے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں بیٹھا فون پر کسی سے بات چیت میں مصروف تھا کہ عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ چونکہ اس آفس کا دربان عمران کو اچھی طرح پہچانتا تھا اس لئے اس نے عمران کو نہ روکا تھا۔ اسے دیکھ کر مینجر

اصغر عباس چونک پڑا۔

''اوہ اوہ۔ عمران صاحب آپ اور اس طرح اچانک''...... منیجر نے عمران کو دیکھ کر بے اختیار اٹھتے ہوئے کہا اور اس نے تیزی سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تم تو مجھے دیکھ کر اس طرح گڑبڑائے ہو جیسے میں نے تمہیں کسی گرل فرینڈ سے باتیں کرتے پکڑ لیا ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب''...... اصغر عباس نے کہا۔

''ویسے بے فکر رہو میں تمہاری بیوی کو کوئی رپورٹ نہیں دوں گا''...... عمران نے کہا تو اصغر عباس بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ کی آمد ہمیشہ خطرے کا باعث بنتی ہے اس لئے آدمی فکر مند تو ہو ہی جاتا ہے''...... اصغر عباس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یعنی میں چلتا پھرتا خطرے کا نشان ہوں۔ ٹھیک ہے۔ یہ چلتا پھرتا خطرے کا نشان اب مستقل طور پر تمہارے اس آفس میں گڑا ہوا نظر آئے گا اور کچھ نہیں تو تم مجھ سے ڈرتے تو رہو گے''...... عمران نے کہا تو اصغر عباس بے اختیار ہنس پڑا۔

''تب تو مجھے اپنا آفس کہیں اور شفٹ کرنا پڑے گا۔ اوکے کوئی بات نہیں آپ میرے ساتھ کام کریں گے اس سے بڑھ کر میرے لئے اعزاز کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ یہ آفس آپ

سنبھالیں میں جا رہا ہوں''...... اصغر عباس نے اٹھنے کی ظاہری کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔

''کیا ہوا شیر داد''...... اصغر عباس نے چونک کر پوچھا۔

''ایک مسئلہ ہو گیا ہے صاحب''...... آنے والے نے کہا تو اصغر عباس چونک پڑا۔

''کیسا مسئلہ''...... اصغر عباس نے چونک کر کہا۔

''آپ ایک منٹ الگ میں میری بات سنیں گے''...... شیر داد نے کن انکھیوں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ عمران صاحب''...... اصغر عباس نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اصغر عباس اٹھ کر شیر داد کے پاس گیا تو کچھ دیر دونوں نے آپس میں بات کی اور پھر وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی اصغر عباس واپس اپنی سیٹ پر آ گیا۔

''کیا کہہ رہا تھا۔ میری کوئی شکایت تو نہیں لگا رہا تھا''۔ عمران نے کہا تو اصغر عباس ہنس پڑا۔

''ارے نہیں۔ ایک چھوٹا سا مسئلہ تھا میں نے اسے سمجھا دیا ہے''...... اصغر عباس نے کہا اور پھر اس نے بتا دیا کہ شیر داد کیا مسئلہ لایا تھا اور اس نے اسے کیا ہدایات دی تھیں۔

''واہ۔ تم تو بیٹھے بٹھائے مسائل حل کر دیتے ہو۔ بہت خوب۔ ویسے جس ذہانت سے تم نے یہ مسئلہ حل کیا ہے اس سے لگتا ہے کہ

"تم اب واقعی ماہر ہوٹل منیجر بن چکے ہو"...... عمران نے کہا۔

"اس تعریف کا شکریہ عمران صاحب۔ طویل عرصے سے میں یہی کام کر رہا ہوں اس لئے اب اتنی مہارت تو آ ہی جانی چاہئے تھی۔ بہرحال آپ فرمائیں کیا پینا پسند کریں گے"...... اصغر عباس نے کہا۔

"نہیں برادر۔ یہ مہنگا ترین ہوٹل ہے۔ یہاں پانی کا ایک گلاس بھی پیو تو اس کی قیمت چکانی پڑتی ہے اور آج کل کڑکی کا زمانہ چل رہا ہے۔ تم نے پینے کے لئے کچھ منگوا لیا تو قیمت چکانے کے بدلے تم نے مجھے کچن میں بھیج دینا ہے اور میری زندگی کچن میں برتن صاف کرتے کرتے گزر جائے گی"...... عمران نے کہا تو اصغر عباس پھر ہنس پڑا۔

"بے فکر رہیں۔ میں جو پلاؤں گا اس کی کوئی قیمت نہ ہو گی"...... اصغر عباس نے کہا۔

"ویری گڈ۔ مفت پلانا چاہتے ہو تو کوئی برائی نہیں۔ بے شک دو چار اعلیٰ مشروب کے گلاس پلا دو۔ بڑا عرصہ ہوا ہے نہ جیب میں رقم آئی ہے نہ کوئی مشروب پیا ہے"...... عمران نے کہا تو اصغر عباس ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ چونکہ طویل عرصے سے عمران سے واقف تھا اس لئے وہ عمران کی عادت سے واقف تھا۔ اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کئے اور پھر کسی کو جوس کا گلاس آفس میں بھیجنے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کمرہ نمبر تین سو تیرہ۔ تیسری منزل کی تفصیلات چاہئیں۔ ایک خاتون وہاں رہ رہی ہے اس کے کاغذات وغیرہ"...... عمران نے کہا تو اصغر عباس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔ رابطہ ہونے پر اس نے ہدایات دینا شروع کر دیں۔

"کوئی خاص بات ہے۔ کوئی بڑی مجرمہ رہ رہی ہے وہاں"۔ اصغر عباس نے رسیور رکھتے ہوئے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"کاش وہ مجرمہ ہی ہو"...... عمران نے کہا تو اصغر عباس بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ کو علم نہیں ہے۔ پھر آپ نے کیسے اسے مشکوک سمجھ لیا"...... اصغر عباس نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہیں اپنے آپ سب کچھ فرض کر لینے کی عادت کب سے ہو گئی ہے۔ یہ نمبر اس ہفتے میرا لکی نمبر ہے اور ایک نجومی نے بتایا ہے کہ اس نمبر کے کمرے میں رہنے والے کو بھاری دولت مل سکتی ہے۔ اب تمہارے ہوٹل کے کرائے اس قدر ہائی ہیں کہ مجھ جیسا غریب آدمی تو صرف کمرے کے نمبر سے ہی محظوظ ہو سکتا ہے۔ میں نے سوچا کہ چلو خود کمرہ نہیں لے سکتا تو اس کمرے میں رہنے والے کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لوں تاکہ اس سے دوستی کر کے اسے قائل کر سکوں کہ وہ مجھے ایک ہفتہ اس کمرے میں اپنا

مہمان بنا لے"...... عمران کی زبان رواں ہوگئی تھی اور اصغر عباس اس بار قدرے شرمندہ سے انداز میں ہنس دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں بڑی سی ریڈ کلر ڈائری اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ڈائری پر ہوٹل کا نام درج تھا۔ نوجوان نے ریڈ ڈائری اصغر عباس کے سامنے رکھ دی اور ایک طرف کھڑا ہوگیا۔

"تم جاؤ"...... عمران نے کہا تو نوجوان سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ اس دوران عمران نے ڈائری اٹھا کر اسے کھولا اور اسے غور سے دیکھنے لگا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔

"یہ بتاؤ اصغر عباس کہ ہوٹل کے کسی کمرے سے جو ڈائریکٹ کالز کی جاتی ہیں کیا انہیں ہوٹل ایکس چینج میں ٹیپ کیا جاتا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ ایسا ہم کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ تو مسافروں کے پرائیویٹ معاملات میں مداخلت کے مترادف ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں ہاتھ پیر بچا کر کام کرتا ہوں اور ایسے کاموں سے دور ہی رہتا ہوں"...... اصغر عباس نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ لیکن کیا یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ کس کمرے سے کس کس نمبر پر کال کی گئی ہے۔ میرا مطلب ڈائریکٹ کالوں سے ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ چونکہ ان کالز کا بل چارج کیا جاتا ہے اس لئے یہ

ریکارڈ رکھنا پڑتا ہے"...... اصغر عباس نے کہا۔

"تو پھر معلوم کراؤ کہ جب سے یہ محترمہ سسلی یہاں کمرے میں ٹھہری ہیں اس نے کہاں کہاں اور کس کس نمبر پر کال کی ہے"۔ عمران نے کہا تو اصغر عباس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور کسی کو کمرے کا نمبر بتا کر فون کالز کا ریکارڈ لے آنے کا کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک اور نوجوان ایک اور فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے بھی فائل اصغر عباس کے سامنے رکھ دی تو اصغر عباس نے اسے واپس جانے کے لئے کہا اور وہ نوجوان واپس چلا گیا۔ عمران نے فائل اٹھا کر کھولی تو اس میں دو کاغذ موجود تھے۔ اس میں وہ فون نمبرز، جگہ اور وقت لکھا گیا تھا جہاں جہاں ہوٹل سے کالز کی گئی تھیں۔ عمران نے جیب سے بال پوائنٹ نکالا اور فائل میں موجود چند کالز کے گرد دائرہ ڈالا اور پھر بال پوائنٹ بند کر کے واپس جیب میں رکھ لیا۔

"نمبروں والی ڈائریکٹری ہوٹل والوں کے پاس ہوتی ہے کیا تمہارے پاس بھی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ایک ہے تو سہی"...... اصغر عباس نے جواب دیا اور پھر اٹھ کر اس نے ایک الماری کھولی اور چند لمحوں بعد ایک فون ڈائریکٹری نکال کر اس نے عمران کے ہاتھ میں دے دی۔

عام فون ڈائریکٹری میں ناموں کے لحاظ سے فون نمبرز موجود

ہوتے ہیں لیکن اس ڈائریکٹری میں فون نمبرز ایک ترتیب سے درج
تھے اور ان نمبرز کے آگے پتے وغیرہ لکھے ہوئے تھے۔ چونکہ عمران
نے بہت سے نمبرز چیک کرنے تھے اس لئے اس نے یہ ڈائریکٹری
اصغر عباس سے مانگی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بڑے بڑے ہوٹلوں
کے منیجرز ایسی ڈائریکٹریاں محکمہ سے منگوا کر رکھتے ہیں۔ عمران نے
نمبرز چیک کرنے شروع کر دیئے اور اس نے جس جس نمبر کے گرد
دائرہ لگایا تھا اس کا نام اور پتہ ڈائریکٹری سے چیک کر کے اس
نے ہر فون نمبر کے سامنے لکھنا شروع کر دیا۔
تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائریکٹری بند کی اور پھر غور سے کاغذ کو
دیکھنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ اسے غور سے دیکھتا رہا۔ اس
کے چہرے پر تفکر کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اس نے بال
پوائنٹ نکال کر ایک نمبر پر نشان لگایا اور فائل بند کر کے وہ اٹھ کھڑا
ہوا۔

''اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو میں یہ فائل اپنے ساتھ لے جا رہا
ہوں''...... عمران نے کہا۔

''آپ لے جائیں جناب۔ اصل ریکارڈ تو ہمارے پاس موجود
ہی ہے''...... اصغر عباس نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے اس
کا شکریہ ادا کیا اور پھر فائل تہہ کر کے اس نے اسے جیب میں رکھا
اور آفس سے باہر آ گیا۔ صفدر اسے ہال میں ہی مل گیا تھا۔

''ارے تم ابھی تک یہیں موجود ہو اور کیا ہوا ہے۔ اس طرح

منہ لٹکائے کیوں بیٹھے ہو۔ بہار نہیں آئی ابھی تک''...... عمران نے
کہا۔

''جی نہیں۔ لیکن آپ کہاں غائب ہو گئے تھے''...... صفدر نے
کہا۔

''مجھے شدید پیاس لگ رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ منیجر کے
کمرے میں چل کر بیٹھا جائے۔ اس طرح مفت مشروب پینے کو مل
جائے گا اور ایسا ہی ہوا تھا بلا معاوضہ یخ بستہ اور انتہائی لذیذ
مشروب پینے کو مل گیا''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس
پڑا۔

''اچھا اب تم بیٹھے ہنستے رہو۔ میں چلتا ہوں۔ میں نے جو ڈیوٹی
دینی تھی دے دی۔ اب تم جانو اور تمہارا چیف''...... عمران نے کہا
اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار تیزی سے سڑک پر
دوڑتی ہوئی ایک رہائشی پلازہ کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ سسلی نے
اپنے کمرے سے اس رہائشی پلازہ کے فون پر بات کی تھی اور دیئے
گئے وقت کے مطابق یہ کال کافی دیر تک جاری رہی تھی۔

اب جبکہ یہ سسلی واپس نہ آئی تھی تو عمران کو خیال آیا تھا کہ ہو
سکتا ہے کہ اس نے وہاں کوئی فلیٹ لے لیا ہو اور وہ اس بات کو
چیک کرنے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار پلازہ کے گیٹ
کے قریب جا کر رکی۔ یہ سیکورٹی پلازہ تھا اور یہاں آنے جانے
والوں کو باقاعدہ چیک کیا جاتا اور سیکورٹی پاس لینا پڑتا تھا۔ ایک

طرف استقبالیہ بنا ہوا تھا۔ عمران اس طرف بڑھ گیا۔ استقبالیہ میں چار لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے ایک اپنے سامنے فون رکھے بیٹھی ہوئی تھی جبکہ تین آنے والوں کو معلومات مہیا کرنے میں مصروف تھیں۔

''واہ۔ ایک نہیں چار اکٹھی۔ اسے کہتے ہیں قسمت۔ واہ''۔ عمران نے کاؤنٹر پر جھک کر اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا تو چاروں نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

''جی صاحب۔ کیا فرمایا آپ نے''...... اس کی بات سن کر ایک لڑکی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ میری بات پر آپ کو اس قدر غصہ کیوں آ گیا ہے۔ میں تو معصوم سا اور انتہائی بے ضرر سا آدمی ہوں اور ایسا انسان ظاہر ہے شادی شدہ ہی ہو سکتا ہے۔ میری بیوی نہیں مل رہی ہے اور یہاں میں اسے ہی تلاش کرنے آیا ہوں۔ اسے میری بات پر غصہ آ گیا تھا تو اس نے میرے گال پر تھپڑ جڑ دیا۔ میں نے دوسرا گال آگے کر دیا لیکن اب ظلم دیکھو کہ اس نے دوسرا تھپڑ مارنے کی بجائے الٹا مجھے دھمکی دی کہ وہ اب کوٹھی میں نہیں رہے گی اور اس پلازہ میں فلیٹ لے کر رہے گی تاکہ میں سیکورٹی کی وجہ سے اندر نہ آ سکوں''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو چاروں لڑکیاں بے اختیار ہنس پڑیں۔

''اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے''...... ایک لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ سچ میں یہی بات ہے''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو وہ لڑکیاں ایک بار پھر ہنس پڑیں۔

''اچھا یہ بتائیں کہ کیا نام ہے آپ کی بیگم کا''...... ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سسلی۔ نازک اور حسین سی بیوی ہے اور ایکریمین ہے''۔ عمران نے کہا۔

''سسلی۔ ایکریمین لڑکی۔ لیکن اس پلازہ میں تو کسی سسلی کے نام کوئی فلیٹ نہیں ہے اور نہ ہی حال میں کسی نے لیا ہے''۔ ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان سب لڑکیوں کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ عمران کو انجوائے کر رہی ہیں۔

''ارے۔ وہ ایک نمبر کنجوس ہے۔ وہ بھلا فلیٹ کیوں خریدے گی۔ مجھے بڑی مشکل سے رو پیٹ کر سو پچاس روپے روز دیتی ہے کہ میں آئس کریم کھا سکوں۔ وہ یہاں اپنی کسی سہیلی کے پاس رہ رہی ہے''...... عمران نے کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑی۔

''ارے فائزہ۔ یہ لڑکی وہی سسلی تو نہیں جو کیتھرائن کے فلیٹ میں گئی تھی''...... ایک لڑکی نے کہا تو دوسری لڑکیاں بے اختیار چونک پڑیں۔

''اوہ۔ ہاں۔ وہی ہو سکتی ہے''...... ایک اور لڑکی نے کہا۔

''کیا آپ ہمیں اپنی بیوی کا حلیہ بتا سکتے ہیں''...... دوسری لڑکی

نے پوچھا۔

"بیگمات کا حلیہ تو بین الاقوامی ہوتا ہے۔ خونخوار چہرہ، شعلے برساتی آنکھیں، پیشانی پر غصے کی لکیریں۔ ناک پر غصہ اور غراہٹ بھری آواز"...... عمران نے جواب دینا شروع کیا تو چاروں لڑکیاں بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

"ارے۔ ارے۔ یہ ہنسنے کی بات نہیں ہے۔ یہ شوہر بے چاروں کا بین الاقوامی پرابلم ہے۔ ویسے دوسرے لوگوں کے سامنے اس کا جو حلیہ ہوتا ہے وہ میں بتا دیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سسلی کا حلیہ بتا دیا۔ یہ حلیہ ہوٹل کی ریڈ ڈائری میں موجود سسلی کے فوٹو کو دیکھ کر اس نے بتایا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ وہی خاتون ہے جو کیتھرائن کے فلیٹ میں گئی ہے۔ معلوم کرو فائزہ کہ وہ وہاں موجود ہے یا نہیں"...... ایک لڑکی نے کہا تو فون والی لڑکی، جسے فائزہ کہا گیا تھا نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے لیکن پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"فلیٹ بند ہے۔ شاید مادام کیتھرائن بھی موجود نہیں ہے"۔ لڑکی نے کہا۔

"یہ مادام کیتھرائن کون ہیں اور کیا کرتی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ جاٹرا کارپوریشن میں ریکارڈ کیپر ہیں"...... ایک لڑکی نے کہا۔

"جاٹرا کارپوریشن کیا کرتی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہمیں تفصیل تو معلوم نہیں البتہ اتنا معلوم ہے کہ یہ سائنسی لیبارٹریوں کو سائنسی سامان وغیرہ سپلائی کرتی ہے"...... ایک اور لڑکی نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ سائنسی لیبارٹریوں اور سائنسی سامان کا ذکر آنے کے بعد یہ طے ہو گیا تھا کہ اس کا خیال درست ہے۔ یہ سسلی وہی ہو سکتی ہے کیونکہ اب تک سائنس سے متعلقہ افراد ہی ہلاک ہوئے تھے۔

"آپ مجھے مادام کیتھرائن کے فلیٹ کا پتہ بتا دیں ہو سکتا ہے کہ میری بیوی نے اس کیتھرائن کے پاس سیاسی پناہ لے لی ہو"...... عمران نے کہا تو ایک لڑکی نے نمبر بتا دیا۔ عمران شکریہ ادا کر کے آگے بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس فلیٹ کی بھی تلاش لینی چاہئے۔ شاید وہاں سے کوئی کلیو مل جائے۔ لیکن وہ پلازہ کے پھاٹک کی بجائے آگے بڑھتا چلا گیا۔

اسے ایسے پلازہ کے بارے میں مکمل معلومات ہوتی تھیں۔ ان میں ایسے راستے بہرحال رکھے جاتے تھے جہاں سیکورٹی کی نظروں میں آئے بغیر مخصوص لوگ اندر آ جا سکیں کیونکہ فلیٹ میں رہنے والے افراد اپنے پاس آنے والے خاص ٹائپ کے آدمی یا عورت کو مارک نہیں کرانا چاہتے اس لئے ایسے راستے رکھے جاتے تھے اور تھوڑی سی کوشش کے بعد عمران نے ایسا ایک راستہ ٹریس کر لیا اور

پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس فلیٹ کے اندر پہنچ چکا تھا۔

فلیٹ میں کوئی موجود نہ تھا۔ عمران نے فلیٹ کی مکمل تلاشی لی لیکن اسے کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جو اس کے کام آتی۔ آخر میں وہ فون کی طرف بڑھا اور پھر فون سیٹ کو دیکھ کر اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے۔ یہ جدید فون سیٹ تھا جس میں میموری بھی موجود تھی اور کالیں ٹیپ کرنے کا سسٹم بھی تھا۔ اس نے چیکنگ کی تو گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں ہونے والی کالیں اس میں ٹیپ شدہ موجود تھیں۔ عمران نے مخصوص بٹن دبایا اور پھر اس نے باری باری کالیں سننا شروع کر دیں۔ تقریباً ساری کالیں عام نوعیت کی تھیں البتہ ایک کال کسی ڈاکٹر اعظم کو کی گئی تھی۔

گو اس میں ایسی باتیں کی گئی تھیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ڈاکٹر اعظم انتہائی عیاش طبع آدمی ہے لیکن عمران ڈاکٹر کے لفظ سے چونکا تھا کیونکہ ڈاکٹر اعظم طب کا ڈاکٹر بھی ہو سکتا تھا اور سائنس دان بھی۔ ویسے ابھی تک کے حالات کے مطابق عمران کو یقین تھا کہ یہ کوئی سائنس دان ہی ہو سکتا ہے اور یہ سسلی اور کیتھرائن دونوں اسے ملنے ہی گئی تھیں۔

اس نے میموری اور ٹیپ آف کر کے فون آن کیا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے اور اس نے انکوائری آپریٹر کو بتایا کہ وہ پولیس آفس سے بول رہا ہے اور پھر اس نے اس نمبر کے بارے میں پوچھا کہ وہ نمبر کہاں نصب ہے

جس پر ڈاکٹر اعظم سے بات ہوئی تھی۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''جناب۔ یہ نمبر مضافاتی قصبے راحیل آباد میں ڈاکٹر اعظم کے نام سے ان کی حویلی میں نصب ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از ٹاپ سیکرٹ''...... عمران نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر اعظم سے بات کرائیں۔ میں وزارت سائنس سے ڈاکٹر جہانگیر بول رہا ہوں''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''جج۔ جناب۔ وہ حویلی میں موجود نہیں ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''جہاں بھی ہوں وہاں میری بات کراؤ۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ جناب۔ وہ اپنی باغ والی کوٹھی میں ہیں اور وہاں فون نہیں ہے اور نہ ہم میں سے کوئی وہاں جا سکتا ہے''...... دوسری طرف

سے کہا گیا۔

''کیا ان کے ساتھ دو خواتین بھی موجود ہیں جو دارالحکومت سے آئی ہیں۔ سچ بتانا ورنہ تمہارا انجام برا ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں جناب۔ وہ بھی ان کے ساتھ موجود ہیں''...... جواب ملا۔

''اوکے۔ ان میں کسی سے میری بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''وہ۔ وہ بھی جناب ان کے ساتھ ہیں۔ یہاں نہیں ہیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اب یہ بات طے ہو چکی تھی کہ سسلی اور کیتھرائن اس ڈاکٹر اعظم کے پاس راحیل آباد گئی ہیں لیکن کیوں۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ان کے پیچھے راحیل آباد جائے گا تاکہ اس سارے سلسلہ کو حتمی طور پر ختم کیا جا سکے اور معلوم کیا جا سکے کہ آخر سسلی کرنا کیا چاہتی ہے اور اسے آخر پاکیشیا میں ایسا کون سا مشن درپیش ہے جس کے لئے وہ اپنے پیچھے لاشوں کے ڈھیر لگاتی چلی جا رہی ہے۔

سسلی کا چہرہ مسرت کی شدت سے دمک رہا تھا۔ اس وقت وہ راحیل آباد کی حویلی میں ڈاکٹر اعظم کے ساتھ اس کی خفیہ لیبارٹری میں موجود تھی۔ وہ ڈاکٹر اعظم کو موت کا خوف دلا کر گن پوائنٹ پر اس باغ والی کوٹھی سے کار میں واپس حویلی لے آئی تھی اور پھر ڈاکٹر اعظم نے یہاں واقعی کسی کو اشارہ نہ کیا اور اسے لے کر سیدھا لیبارٹری کے اندر چلا گیا۔

وہاں جا کر اس نے ایک خفیہ سیف میں سے ایک سرخ رنگ کی ڈائری نکال کر سسلی کو دے دی۔ سسلی نے ڈائری کھول کر اسے ایک نظر دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی کیونکہ وہ اصل فارمولے تک پہنچ چکی تھی اور اب فارمولے والی سرخ ڈائری اس کے ہاتھوں میں تھی۔ جسے کھول کر وہ غور سے چیک کر رہی تھی۔

''میں نے تمہیں اصل فارمولا دے دیا ہے۔ اب تو تم میری

جان بخش دو گی نا''...... ڈاکٹر اعظم نے اس کی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ابھی تک اس کی نظروں کے سامنے وہ مناظر موجود تھے کہ سسلی نے کس سفاکی اور بے رحمی سے اس کے ملازم اور کیتھرائن کو زندہ جلایا تھا۔

''ہاں''...... سسلی نے کہا۔

''تو پھر اب تم جاؤ یہاں سے۔ میں نے تمہارا کام کر دیا ہے''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''ہاں۔ تمہارا بے حد شکریہ ڈاکٹر اعظم۔ اب تم زندہ رہو گے۔ بے فکر رہو لیکن مجھے یہاں سے جانے سے پہلے چند فون کرنے ہیں۔ کہاں ہے فون''...... سسلی نے ڈائری اپنے بیگ میں رکھتے ہوئے کہا۔

''ساتھ والے کمرے میں ہے''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''آؤ۔ میرے ساتھ''...... سسلی نے کہا تو ڈاکٹر اعظم دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سسلی اس کے پیچھے تھی اور پھر ساتھ والے کمرے میں پہنچتے ہی اس نے بے ہوش کر دینے والی گیس والا پین نکال لیا اور دوسرے لمحے جیسے ہی پین کی نوک سے گیس نکل کر ڈاکٹر اعظم کے چہرے سے ٹکرائی وہ لڑکھڑاتا ہوا گرا اور ساکت ہو گیا۔ سسلی کچھ دیر خاموش کھڑی رہی۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے سی روز ہوٹل کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سی روز ہوٹل''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

''کمرہ نمبر تین سو پانچ میں مسٹر جیکب ہیں۔ میری ان سے بات کرائیں''...... سسلی نے کہا۔

''آپ کون ہیں''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''میرا نام سسلی ہے''...... سسلی نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ جیکب بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد جیکب کی آواز سنائی دی۔

''سسلی بول رہی ہوں جیکب''...... سسلی نے کہا۔

''اوہ۔ مادام آپ۔ کہاں سے بول رہی ہیں''...... جیکب نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو سسلی بے اختیار چونک پڑی۔

''کیوں۔ کیا بات ہے۔ تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو''...... سسلی نے کہا۔

''مادام آپ جس نمبر سے بول رہی ہیں وہ نمبر بتا دیں۔ میں باہر کسی پبلک فون بوتھ سے کال کروں گا۔ انتہائی سیریس مسئلہ ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سسلی نے اسے یہاں کا نمبر بتا کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر ہوا کیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سسلی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... سسلی نے نام بتانے کی بجائے صرف یس کہنے پر

ہی اکتفا کیا تھا۔

''جیکب بول رہا ہوں مادام''...... دوسری طرف سے جیکب کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ اب بولو۔ کیا ہوا ہے۔ کیوں پریشان ہو''...... سسلی نے کہا۔

''مادام۔ ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ آپ کا یہاں انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کے کمرے میں گھس کر وہاں کی تلاشی بھی لی ہے اور ان میں سے ایک آدمی ہوٹل کے منیجر کے آفس میں بھی کافی دیر رہا ہے اور اسے آپ کے کاغذات بھی دکھائے گئے ہیں اور آپ کی فون کالز کی تفصیل بھی اسے بتائی گئی ہے وہ سب یہاں آپ کے منتظر ہیں''...... جیکب نے جواب دیا۔

''اوہ۔ ویری سیڈ۔ تم پر تو شک نہیں ہوا انہیں''...... سسلی نے کہا۔

''نو مادام۔ میں نے کسی معاملے میں مداخلت ہی نہیں کی مجھے صرف آپ کی فکر تھی کیونکہ ہال میں بھی ایک آدمی موجود ہے۔ فائر ڈور والی سائیڈ پر بھی جبکہ منیجر سے ملنے والا آدمی کار میں بیٹھ کر چلا گیا ہے۔ یہ لوگ آپ کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں''...... جیکب نے کہا۔

''ہونہہ۔ سنو۔ میں نے فارمولا حاصل کر لیا ہے اور اس وقت راحیل آباد سے بول رہی ہوں۔ تم ایسا کرو کہ فوراً ائیرپورٹ جاؤ۔

وہاں ہمسایہ ملک کافرستان کے لئے کوئی چھوٹا طیارہ چارٹرڈ کراؤ لیکن جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ میرے پاس کاغذات کا تیسرا سیٹ موجود ہے کلاریا کے نام کا اور سپیشل میک اپ باکس بھی ہے۔ میں کلاریا کے میک اپ میں براہ راست ائیرپورٹ پہنچوں گی تاکہ ہم فوری طور پر یہاں سے نکل سکیں''...... سسلی نے کہا۔

''یس مادام۔ یہ بہتر رہے گا۔ آپ ائیرپورٹ پہنچ جائیں۔ آپ کے پہنچنے تک طیارہ چارٹرڈ بھی ہو جائے گا اور فلائنگ کے لئے تیار بھی ہو جائے گا''...... جیکب نے کہا تو سسلی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گئی جس کے ساتھ ملحقہ واش روم تھا۔ پھر جب وہ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہاں سے نکلی تو سوائے لباس کے اس کا چہرہ اور بال سب کچھ بدل چکا تھا۔

وہ اب ایکریمیا نژاد تھی۔ پھر وہ تیزی سے مڑ کر اس کمرے میں آئی جہاں ڈاکٹر اعظم بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے مشین پسٹل کی مدد سے اس کو ہلاک کیا اور پھر لیبارٹری سے نکل کر اوپر کی طرف جانے والے راستے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ایک چھوٹا سا کیپسول نکال کر مٹھی میں بند کر لیا تھا۔ یہ انتہائی زوداثر گیس سے بھرا ہوا کیپسول تھا جو خاصی وسیع رینج میں کام کرتا تھا۔ چنانچہ باہر آ کر اس نے اپنا سانس روکا اور پھر اس کیپسول کو پوری قوت سے فرش پر دے مارا۔ چند لمحوں بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا اور

پھر زور زور سے سانس لینا شروع کر دیا۔

اس گیس میں یہی خصوصیت تھی کہ یہ گیس فوری اثر بھی کرتی تھی لیکن اس کے اثرات کا وقفہ بھی بے حد کم تھا۔ حویلی میں چونکہ کافی افراد تھے اس لئے اس نے سب کو ہلاک کرنے کا پلان بدل دیا تھا اور پھر کیتھرائن کی کار لے کر وہ اس حویلی سے نکلی اور تیزی سے اس سڑک کی طرف بڑھتی چلی گئی جو اس گاؤں کو مین روڈ سے ملاتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ مین روڈ پر پہنچ گئی اور پھر اس نے کار کا رخ دارالحکومت کی طرف کر دیا۔

اس سڑک پر خاصی ٹریفک تھی اس لئے اب وہ اطمینان سے کار چلاتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ ائیرپورٹ پر پہنچ گئی۔ پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اتری اور آگے بڑھنے لگی۔ ڈائری اس کے بیگ میں موجود تھی۔ پھر جلد ہی اسے جیکب نظر آ گیا۔ وہ ایک کاؤنٹر کے قریب کھڑا تھا۔ وہ چونکہ سسلی کا کلاریا والا میک اپ پہچانتا تھا اس لئے وہ سسلی کو دیکھ کر چونک پڑا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

''ہیلو جیکب''...... سسلی نے کہا۔

''یس مادام۔ آپ بخیریت پہنچ گئی ہیں''...... جیکب نے کہا۔

''ہاں۔ کیا ہوا۔ طیارہ فلائٹ کے لئے تیار ہے یا نہیں''۔ سسلی نے کہا۔

''طیارہ چارٹرڈ تو ہو چکا ہے لیکن ابھی ہمیں انتظار کرنا پڑے گا''...... جیکب نے کہا۔

''کیوں''...... سسلی نے چونک کر پوچھا۔

''چارٹرڈ طیارے کو اُڑان بھرنے کے لئے مخصوص وقت کی ضرورت ہوتی ہے مادام۔ ابھی فلائٹ میں ایک گھنٹہ مزید لگے گا''...... جیکب نے کہا۔

''اوہ۔ اتنی دیر۔ ہمیں فوری یہاں سے نکلنا ہے''...... سسلی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''یہاں کا نظام بے حد سست ہے مادام اس لئے مجبوری ہے۔ بہرحال آپ کا یہ میک اپ کوئی نہیں پہچانتا پھر آپ اور میں کبھی ایک ساتھ نہیں دیکھے گئے اور میں باقاعدہ کمرہ چھوڑ کر آیا ہوں اس لئے آپ بے فکر رہیں البتہ اپ آپنے کاغذات مجھے دے دیں تا کہ میں ان کی چیکنگ کرا کر کلیئرنس لے آؤں ورنہ مزید دیر ہو جائے گی''...... جیکب نے کہا تو سسلی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بیگ میں سے کاغذات کا پیکٹ نکال کر جیکب کی طرف بڑھا دیا۔

''آپ ریسٹورنٹ میں بیٹھیں میں بس تھوڑی ہی دیر میں واپس آ جاؤں گا''...... جیکب نے کہا اور سسلی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ریسٹورنٹ کی طرف بڑھ گئی۔

اس ریسٹورنٹ کے دو حصے تھے۔ ایک حصہ مقامی افراد کے لئے

اور دوسرا غیر ملکیوں کے لئے۔ وہ اس حصے کی طرف بڑھ گئی جو غیر ملکیوں کے لئے مخصوص تھا کیونکہ اس حصے میں شراب سرو کی جاتی تھی جبکہ مقامی افراد والے حصے میں اس کی ممانعت تھی اور وہ اس وقت اپنے اعصاب نارمل رکھنے کے لئے شراب کی شدید طلب محسوس کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جیکب بھی آ گیا اور اس نے کاغذات سسلی کو واپس کر دیئے اور پھر وہ دونوں وہاں بیٹھے شراب پیتے رہے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد انہیں چارٹرڈ طیارے کی روانگی کے بارے میں اطلاع مل گئی تو وہ دونوں اٹھ کر ائیرپورٹ کے اس حصے کی طرف بڑھ گئے جو چارٹرڈ طیارے کے لئے مخصوص تھا۔ اب ان دونوں کے چہروں پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا طیارہ ہوا میں پرواز کر رہا تھا اور ویٹرس انہیں شراب پیش کر رہی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد طیارہ کافرستان کے بین الاقوامی ائیرپورٹ پر لینڈ کر گیا اور پھر ضروری چیکنگ کے بعد وہ ائیرپورٹ سے باہر آ گئے۔

''آپ یہیں ٹھہریں مادام۔ میں ٹیکسی لے آتا ہوں''...... جیکب نے سسلی سے کہا۔

''نہیں۔ فی الحال ہمیں احتیاط کی ضرورت ہے۔ ٹیکسی میں سفر کرنے کی بجائے ہم بس کے ذریعے جائیں گے''...... سسلی نے کہا۔

''بس کے ذریعے۔ کیوں۔ اب تو کوئی خطرہ نہیں ہے مادام''...... جیکب نے کہا۔

''جب تک یہ ڈائری میرے پاس موجود ہے خطرہ بہرحال موجود رہے گا اور ہمیں ابھی ہر ممکنہ خطرے سے بھی بچنے کی ضرورت ہے''...... سسلی نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو جیکب نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بس میں سوار شہر کے اندر داخل ہو گئے۔

مین مارکیٹ کے سٹاپ پر دونوں بس سے اترے اور سسلی ایک انٹرنیشنل کوریئر سروس کے آفس کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے سروس سے ہی ایک مخصوص لفافہ لے کر بیگ سے فارمولے کی سرخ ڈائری نکال کر اس لفافے میں ڈالی اور اسے مخصوص انداز میں پیک کرنے کے بعد اسے کرانس میں چیف کے خفیہ پتے پر بھجوا دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر ان دونوں نے ٹیکسی لی اور ایک بڑے ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے۔ مسلسل بھاگ دوڑ اور ہر قسم کی رکاوٹوں کو عبور کرتی ہوئی آخر کار وہ اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

میں ہاتھ رکھا اور پھر وہ ہاتھ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس کا ہاتھ خون آلود تھا۔

''گھبراؤ نہیں۔ معمولی سا کٹ ہے۔ تمہیں ہوش میں لانے کے لئے یہ کٹ میں نے لگایا ہے۔ نیچے لیبارٹری میں ایک آدمی کو ہلاک کیا گیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ اور بتاؤ کہ وہ کون ہے''۔ عمران نے کہا۔

''لیبارٹری میں۔ لیبارٹری میں تو ڈاکٹر اعظم گئے تھے ایک غیر ملکی عورت کے ساتھ''...... اس آدمی نے عمران کی بات سن کر خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میرا نام کلیم اللہ ہے جناب''...... اس آدمی نے کہا۔

''آؤ میرے ساتھ۔ آؤ جلدی کرو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ کلیم اللہ کو ساتھ لے کر نیچے گیا تو کلیم اللہ نے تصدیق کر دی کہ ہلاک ہونے والا ڈاکٹر اعظم ہے۔

''اس عورت کا حلیہ کیا تھا جو ڈاکٹر اعظم کے ساتھ لیبارٹری میں آئی تھی''...... عمران نے پوچھا تو کلیم اللہ نے حلیہ بتا دیا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ سسلی ہی تھی۔ عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ یہ سسلی ضرورت سے زیادہ بے رحم، جلاد اور سفاک معلوم ہو رہی تھی جو قدم قدم پر لاشیں چھوڑتی چلی جا رہی تھی۔

''دوسری عورت کہاں ہے۔ یہاں تو دو عورتیں آئی تھیں''۔

عمران نے کہا۔

''ہاں جناب دو عورتیں آئی تھیں۔ دونوں غیر ملکی لڑکیاں تھیں۔ ڈاکٹر صاحب ان دونوں کو ساتھ لے کر باغ والی کوٹھی میں چلے گئے تھے پھر ڈاکٹر صاحب ایک عورت کے ساتھ یہاں واپس آئے اور سیدھے لیبارٹری میں چلے گئے اور پھر جناب میں بے ہوش ہو گیا اور اب آپ کے سامنے مجھے ہوش آیا ہے''...... کلیم اللہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ڈاکٹر اعظم کے پاس کار نہیں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہے جناب۔ وہ اسی کار میں تو باغ والی کوٹھی میں گئے تھے''...... کلیم اللہ نے کہا۔

''اور یہ عورتیں کس کار میں آئی تھیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نیلے رنگ کی کار تھی جناب۔ چمکتے ہوئے نیلے رنگ کی نئے ماڈل کی کار تھی مینڈک کی شکل والی جناب''...... کلیم اللہ نے جواب دیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ اس نے چمکتے ہوئے نیلے رنگ کی نئی ماڈل کی سٹارلٹ کار کو مین روڈ پر دارالحکومت کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ ماڈل چونکہ ابھی حال ہی میں آیا تھا اس لئے اس ماڈل کی کاریں بے حد کم تھیں اور واقعی اس کا ڈیزائن ایسا تھا جیسے کار کی بجائے کوئی بڑا سا مینڈک ہو۔ لیکن اسے یاد تھا کہ اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی ایکریمیا نژاد عورت موجود تھی اور کار میں وہ اکیلی تھی۔

"اس کار کا نمبر کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں نے تو نہیں دیکھا تھا جناب"...... کلیم اللہ نے کہا۔

"یہاں فون ہے اوپر۔ نیچے لیبارٹری میں تو ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ہے جناب لیکن جناب باقی ملازم ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور پھر ڈاکٹر صاحب کو قتل کر دیا گیا ہے جناب آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے اور کس نے کیا ہے یہ سب"۔ کلیم اللہ نے کہا۔

"پولیس کیس ہے۔ فون کہاں ہے۔ مجھے بتاؤ تاکہ میں کال کر کے پولیس کو بلا لوں"...... عمران نے کہا تو کلیم اللہ اسے ایک اور کمرے میں لے آیا۔ یہاں فون موجود تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے کلیم اللہ کو باہر ٹھہرنے کا کہہ دیا تھا۔ ایسے معاملات میں وہ سیل فون پر بات کرنے سے اجتناب کرتا تھا۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہوٹل سی روز سے رہائشی پلازہ جانے اور پھر وہاں سے راحیل آباد میں ڈاکٹر اعظم کی حویلی پہنچنے اور پھر یہاں کے حالات کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ عورت سسلی اس ڈاکٹر اعظم کے پیچھے لگی ہوئی تھی"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ آپ ہوٹل سی روز میں موجود صفدر سے معلوم کر لیں کہ سسلی واپس پہنچی ہے یا نہیں۔ اسے اب تک وہاں پہنچ جانا چاہئے اور سرداور سے معلوم کریں کہ ڈاکٹر اعظم کی کیا اہمیت ہے۔ اس نے یہاں شہر سے دور گاؤں میں کیوں لیبارٹری بنائی ہوئی تھی۔ وہ کس فارمولے پر کام کر رہا تھا تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ آخر اس پوری واردات کے پیچھے اصل مقصد کیا تھا تو ہم مزید کارروائی عمل میں لا سکیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں معلوم کرتا ہوں اور پھر تمہارے سیل فون پر کال کر کے تمہیں بتاتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور کمرے سے باہر آیا تو کلیم اللہ غائب ہو چکا تھا۔ شاید وہ خوف کی وجہ سے حویلی سے ہی بھاگ گیا تھا۔ عمران کے لئے اب یہاں ٹھہرنا فضول تھا اس لئے اس نے اپنی کار نکالی اور پھر حویلی سے نکل کر واپس دارالحکومت کی طرف بڑھ گیا۔

اچانک عمران کو خیال آیا کہ کہیں یہ سسلی ہوٹل سی روز جانے کی بجائے ایئر پورٹ پر نہ چلی گئی ہو کیونکہ جس تیزی سے اور مہارت سے یہ عورت کام کر رہی تھی اور جس طرح وہ میک اپ بدلنے میں مہارت کا مظاہرہ کر رہی تھی اس سے اسے خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ہے تو لامحالہ وہ فوری طور پر

ملک سے نکلنے کی کوشش کرے گی۔ چنانچہ اس نے کار ائیر پورٹ کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دی۔

البتہ ائیر پورٹ پہنچنے سے پہلے اس نے سائیڈ پر کار روک کر ٹرانسمیٹر پر دوبارہ بلیک زیرو کو کال کیا تو بلیک زیرو نے اسے بتایا کہ سسلی ابھی ہوٹل واپس نہیں پہنچی اور سرداور نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر اعظم کسی شعاعی ہتھیار کے فارمولے پر کام کر رہا تھا اور حکومت نے اس ہتھیار کو خفیہ رکھنے کی وجہ سے اسے خفیہ لیبارٹری میں کام کرنے کی اجازت دی تھی لیکن انہیں بھی اس ہتھیار یا فارمولے کے بارے میں تفصیل کا علم نہیں تھا۔

عمران نے کال کرنے کے بعد کار آگے بڑھائی اور پھر ائیر پورٹ پہنچ گیا۔ پارکنگ میں اس نے کار روکی تو دوسرے لمحے پارکنگ میں موجود نئے ماڈل کی سٹارلٹ کار دیکھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ کار دیکھ کر اسے اپنا خیال درست محسوس ہوا تھا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر ائیر پورٹ کی طرف بڑھ گیا۔

اب وہ اپنے ذہن میں اس کار کو چلانے والی کا حلیہ کلیئر کر رہا تھا کیونکہ اس نے اسے سرسری طور پر دیکھا تھا لیکن بہرحال اس سرسری نظر میں ہی اس کے مخصوص خدوخال یاد رہ گئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہو گیا کہ اس حلیئے کی عورت جس کا نام کلاریا تھا ایک آدمی کے ساتھ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان

گئی ہے اور طیارہ کافرستان میں لینڈ بھی کر چکا ہے تو عمران سمجھ گیا کہ وہ بہرحال فارمولا لے گئی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف لکیر ہی پیٹتی رہ گئی ہے۔ اس نے پارکنگ سے اپنی کار نکالی اور پھر دانش منزل کی طرف بڑھنے لگا تاکہ ان کے بارے میں ناٹران کو تفصیل بتا کر ان کی چیکنگ کرا سکے۔ اب ظاہر ہے وہ اس کے سوا فوری طور پر اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔ سسلی نے جس تیزی اور مہارت سے اپنا مشن مکمل کیا تھا اس کی تیزی اور ذہانت پر عمران بھی اس کا معتقد ہو گیا تھا۔

سسلی کے چہرے پر بدستور کامیابی کی مسکراہٹ تھی۔ وہ بے حد خوش تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ایک راہداری سے گزر کر ایک اور دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ دروازہ بند تھا۔ سسلی نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا اور سسلی اندر داخل ہوگئی۔ یہ زیرو ون ایجنسی کے چیف کراسٹو کا آفس تھا۔ کراسٹو ادھیڑ عمر آدمی تھا اور ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔

''آؤ۔ آؤ سسلی۔ کم اِن''...... ادھیڑ عمر کراسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا تو سسلی تیزی سے آگے بڑھ آئی۔

''بیٹھو۔ تم اپنے مشن میں کامیاب لوٹی ہو اس لئے میری طرف سے مبارک باد قبول کرو''...... کراسٹو نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ چیف۔ یہ سب آپ کی تربیت کا نتیجہ ہے اسی لئے

میں ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہوئی ہوں''...... سسلی نے جواب دیا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

''تم نے اس مشن کی جو تحریری رپورٹ بھیجی ہے اسے پڑھ کر مجھے تمہاری کارکردگی اور صلاحیتوں کا صحیح معنوں میں احساس ہوا ہے لیکن تم نے اس میں جیکب کے حوالے سے ملٹری انٹیلی جنس کے اس ہوٹل میں تمہارا انتظار کرنے کی جو بات لکھی ہے اس نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے''...... چیف نے کہا۔

''تشویش کیسی چیف۔ وہ لوگ اب بھی شاید وہاں میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ کرتے رہیں۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ویسے میں میک اپ میں تھی اور میری میک اپ میں مہارت کے بارے میں آپ بھی جانتے ہیں۔ ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے اور معاملہ ختم اب میں واپس پہنچ گئی ہوں وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور نہ ہی مجھ تک پہنچ سکیں گے''...... سسلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ معاملہ تو واقعی ختم ہو گیا اور تم نے مشن بھی مکمل کر لیا ہے لیکن ابھی اس معاملے کو لاسٹ ٹچ دینا باقی ہے''...... چیف نے کہا تو سسلی بے اختیار چونک پڑی۔

''لاسٹ ٹچ۔ کیا۔ کیا مطلب چیف۔ میں کچھ سمجھی نہیں''۔ سسلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے تمہیں اور تمہارے ساتھی جیکب کو پاکیشیا سیکرٹ سروس

سے محفوظ رکھنا ہے اور اس کے لئے مجھے خاص کام کرنا ہو گا"۔

چیف نے کہا تو سسلی اس طرح حیرت بھری نظروں سے چیف کو دیکھنے لگی جیسے اسے سمجھ نہ آرہی ہو کہ چیف کو کیا ہو گیا ہے اور چیف اس کے اس انداز کو دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتی ہو"...... چیف نے کہا۔

"سنا ہوا تو ہے کہ بڑی فعال سروس ہے۔ بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے"...... سسلی نے کہا۔

"ہمارا خیال یہی ہے کہ دفاعی اور سائنسی معاملات ملٹری انٹیلی جنس کے تحت ہوتے ہیں اس لئے میں نے پاکیشیا میں اپنے خاص ایجنٹوں کو اس معاملے میں معلومات حاصل کرنے کے احکامات دیئے تھے کیونکہ میں جاننا چاہتا تھا کہ تمہارے فارمولا لے آنے کے بعد وہاں کیا ہوا ہے اور مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق ملٹری انٹیلی جنس تو سرے سے اس معاملے میں حرکت میں آئی ہی نہیں ہے البتہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایجنٹ علی عمران اس معاملے میں حرکت میں دیکھا گیا ہے اور تم نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ ہوٹل سی روز میں تمہارے کمرے کی تلاشی لی گئی تو وہاں سے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق یہ تلاشی لینے والا یہی علی عمران تھا اس لئے لازمی بات ہے کہ یہ معاملہ پاکیشیا

سیکرٹ سروس کو ریفر ہو چکا ہے اور یقینی بات ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کی واپسی کے لئے کام کرے گی اور وہ یہاں آئے گی اور اگر اس نے تمہیں یا جیکب کو ٹریس کر لیا تو پھر وہ زیرو ون ایجنسی تک پہنچ جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہ فارمولا واپس حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ زیرو ون ایجنسی کے خلاف کارروائی بھی کرے اس لئے میں نے اس فارمولا بھی بچانا ہے اور زیرو ون ایجنسی کے ساتھ ساتھ تمہیں اور جیکب کو بھی"...... چیف نے کہا۔

"لیکن چیف انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کارروائی زیرو ون ایجنسی کی ہے اور وہ میرا اور جیکب کا کیسے سراغ لگا سکتے ہیں۔ جیکب یہاں سے میک اپ میں گیا تھا اور واپس یہاں پہنچنے تک وہ میک اپ میں ہی رہا۔ میں نے بھی میک اپ تبدیل کئے اور پھر وہاں سے ہم کافرستان پہنچ گئے۔ کافرستان سے بھی ہم سیدھے کرانس نہیں آئے اور وہاں میں نے کوئی ایسا آدمی زندہ نہیں چھوڑا جو یہ بتا سکے کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے اس لئے انہیں تو کرانس کے بارے میں بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ آپ تو خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں"...... سسلی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے سسلی۔ ہمیں پاکیشیا میں یہ مشن اس بنا پر دیا گیا تھا کہ زیرو ون ایجنسی کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے اور تمہارے اور جیکب کے بارے میں بھی وہاں کوئی نہیں جانتا

لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس علی عمران کے بارے میں یہی بتایا جاتا ہے کہ وہ ناممکن کو بھی ممکن بنا لیتا ہے اور جو معلومات جتنی زیادہ ان سے چھپائی جائیں وہ کسی نہ کسی طرح ان تک پہنچ جاتی ہیں اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ حفظ ماتقدم کے طور پر تمہیں اور جیکب دونوں کو ایکریمیا بھجوا دیا جائے اور تم وہاں جا کر طویل چھٹیاں گزارو اور جب معاملات سیٹ ہو جائیں تو تم واپس آ جانا۔ اس طرح وہ چاہے لاکھ ٹکریں ماریں وہ نہ فارمولے تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہی زیرو ون تک''...... چیف نے کہا۔

''اگر یہ بات ہے چیف تو پھر آپ جیکب کو بے شک ایکریمیا بھجوا دیں لیکن مجھے پاکیشیا جانے کی اجازت دیں''...... سسلی نے کہا تو چیف بے اختیار چونک پڑا۔

''پاکیشیا۔ کیا۔ کیا مطلب''...... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ لوگ یہاں آئیں گے اور میں وہاں ہوں گی پھر وہ کس طرح مجھ تک پہنچ سکتے ہیں اور مجھے پاکیشیا کا حسن بھی بے حد پسند آیا ہے میں وہاں واقعی کچھ روز تفریح میں گزارنا چاہتی ہوں''۔ سسلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے بڑی عجیب بات کی ہے مگر تمہاری بات میں بہرحال وزن ہے لیکن......'' چیف نے کہا۔

''چیف۔ آپ مجھ پر اعتماد کریں''...... سسلی نے کہا۔

''تم زیرو ون ایجنسی کی سب سے ذہین اور فعال ایجنٹ ہو اس لئے تو میں تم پر اعتماد کرتا ہوں لیکن مجھے تمہاری عادت کا بھی علم ہے۔ تم نے وہاں جا کر لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام شروع کر دینا ہے اور اس طرح سارے معاملات اوپن ہو جائیں گے''...... چیف نے کہا۔

''اوہ نہیں چیف۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ ایسا نہیں کروں گی۔ البتہ ایک بات کی اجازت آپ کو دینا ہو گی کہ اگر میں وہاں اس عمران سے دوستی کر لوں تو آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو گا''...... سسلی نے کہا۔

''تمہیں اپنے بارے میں ضرورت سے زیادہ خوش فہمی ہے سسلی۔ عمران بے حد ہوشیار ایجنٹ ہے۔ تم جیسے ہی اس سے ٹکراؤ گی وہ اصل بات سمجھ جائے گا''...... چیف نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''چیف آپ مجھ پر اعتماد کریں۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا اور میں تو دوستی کی بات کر رہی ہوں۔ ضروری نہیں کہ ٹکراؤں''...... سسلی نے کہا۔

''نہیں سوری۔ تمہیں بھی جیکب کے ساتھ ایکریمیا جانا ہو گا۔ میں کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتا۔ اٹ از مائی آرڈر اور تمہیں میرا آرڈر ماننا ہی پڑے گا۔ اٹ از فائنل''...... چیف کا لہجہ مزید سخت ہو گیا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... سسلی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جیکب کو ساتھ لے کو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ایکریمیا روانہ ہو جاؤ اور سپیشل ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا۔ میرا تم سے سپیشل ٹرانسمیٹر پر رابطہ رہے گا۔ تمہارے اور جیکب کی تفریح کے تمام اخراجات زیرو ون ایجنسی ادا کرے گی"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ تھینک یو"...... سسلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی تو چیف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور سسلی سلام کر کے مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ چیف کراسٹو کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا۔

"چائے لاؤں آپ کے لئے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں۔ لے آؤ"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اٹھ کر کچن کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے کی دو پیالیاں لے آیا۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے میز پر رکھ دی اور دوسری پیالی لے کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ناٹران کی کوئی رپورٹ آئی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں"...... بلیک زیرو نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس لڑکی کا جو حلیہ آپ نے بتایا تھا وہ حلیہ میں نے اسے بتا دیا تھا۔ اس نے رپورٹ دی ہے کہ اس حلیئے کی لڑکی کا نام کلاریا

بتایا گیا اور وہ ایک جیکب نامی آدمی کے ساتھ کافرستان کے دارالحکومت کے ہوٹل گرین لائٹ میں ٹھہری تھی اور پھر دوسرے روز یہ دونوں کرانس کی فلائٹ سے روانہ ہو گئے۔ رپورٹ کے مطابق اس لڑکی نے ہوٹل کے کمرے سے دو بار کرانس کال کی ہے۔ گو گفتگو تو معلوم نہیں ہوسکی لیکن وہ فون نمبر معلوم ہو گیا ہے جس نمبر پر اس نے دونوں بار کال کی ہے۔ ناٹران نے اس فون نمبر کو چیک کرایا ہے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق یہ نمبر کرانس دارالحکومت میں ایک کلب کا ہے جس کا نام کراس کلب ہے''...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کراس کلب۔ وہ تو انتہائی گھٹیا ٹائپ کا کلب ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ لیکن اسی کا نمبر سامنے آیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عجیب سی صورتحال ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اس ساری کارروائی کا اصل مقصد سامنے آیا ہے یا نہیں''۔ بلیک زیرو نے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

''صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے کہ ڈاکٹر اعظم کسی شعاعی دفاعی ہتھیار کے فارمولے پر کام کر رہا تھا۔ یہ فارمولا بھی اس کی اپنی ایجاد تھا اور اس نے اس فارمولے کو سرکاری لیبارٹری میں مکمل

کرنے کے لئے وزارت سائنس سے رابطہ کیا تھا لیکن وزارت سائنس کی خصوصی کمیٹی نے اس فارمولے کو ناقابل عمل قرار دے دیا جس پر اس فارمولے کو سرداور کے پاس بھیجا گیا۔ سرداور نے اس پر رپورٹ دی کہ فی الوقت تو یہ فارمولا ناقابل عمل ہے لیکن اگر اس پر مزید تحقیق کی جائے اور اس کی خامیاں دور کی جائیں تو یہ قابل عمل ہوسکتا ہے جس پر حکومت نے ڈاکٹر اعظم کو فارمولا یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اس کی خامیاں دور کرے۔ اس کے بعد ڈاکٹر اعظم نے حکومت سے رابطہ نہیں کیا۔ اب پہلی بار ڈاکٹر اعظم کی لاش سامنے آئی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ اس نے اپنے گاؤں میں اپنی حویلی کے نیچے اپنی ذاتی لیبارٹری بنا رکھی تھی اور اس میں وہ یقیناً اس فارمولے پر کام کر رہا ہو گا۔ میں نے سرداور سے بات کی تو انہوں نے مجھے ساری تفصیل بتائی تو میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ خود ڈاکٹر اعظم کی لیبارٹری میں جا کر چیکنگ کریں شاید فارمولا یا اس کی کوئی کاپی وہاں سے مل جائے یا پھر یہ معلوم ہو سکے کہ ڈاکٹر اعظم اس فارمولے پر کس حد تک کام کر چکا تھا۔ سرداور نے وہاں جانے کی حامی بھر لی لیکن انہوں نے حکم دے دیا کہ میں بھی ان کے ساتھ چلوں۔ چنانچہ میں انہیں ساتھ لے کر ایک بار پھر وہاں گیا۔ وہاں پولیس پہنچی ہوئی تھی اور پھر مجھے وہاں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر اعظم کی باغ والی کوٹھی میں وہ غیر ملکی لڑکی کیتھرائن اور ڈاکٹر اعظم کے اس کوٹھی پر رہنے والے ملازم کی لاشیں ملی ہیں۔ ان

دونوں کو باندھ کر نہایت بے رحمی سے زندہ جلایا گیا ہے۔ ان کی لاشیں دیکھ کر یقین ہی نہیں آتا کہ کوئی عورت اس قدر سفاکی، بے رحمی اور درندگی کا مظاہرہ بھی کر سکتی ہے۔ بہرحال سرداور نے وہاں جو چیکنگ کی تو ایسے شواہد مل گئے جس سے پتہ چلتا تھا کہ ڈاکٹر اعظم اس فارمولے کی خامیاں دور کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کی ایک ذاتی ڈائری بھی ملی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر اعظم اکثر کرانس آتا جاتا رہتا تھا اور وہاں اس نے سائنس دانوں کی ایک محفل میں اس فارمولے کے بارے میں تفصیل بھی بتائی تھی جس پر حکومت کرانس نے اسے باقاعدہ آفر کی کہ وہ اس فارمولے سمیت کرانس شفٹ ہو جائے۔ اسے ہر قسم کی سہولیات مہیا کی جائیں گی لیکن ڈاکٹر اعظم نے فوری طور پر اقرار نہ کیا اور واپس آ گیا۔ اس نے ڈائری میں لکھا تھا کہ وہ اس فارمولے پر ازخود تحقیق کر کے اسے کرانس کی بجائے ایکریمیا کو فروخت کر دے گا۔ اس ڈائری سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر اعظم انتہائی عیاش فطرت آدمی تھا اور وہ سائنس دان ہونے کے ساتھ ساتھ لیڈی کلر بھی مشہور تھا''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر یقیناً اسی عیاشی کے چکر میں وہ ہلاک بھی ہو گیا۔ ظاہر ہے کیتھرائن اور سسلی دونوں غیر ملکی لڑکیاں تھیں''...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ اگر آپ کو اس فارمولے میں دلچسپی ہے تو پھر یہ فارمولا تو واپس لانا ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ڈاکٹر اعظم کی ڈائری کے مطابق انہوں نے فارمولا سرخ رنگ کی ایک ڈائری میں تحریر کیا تھا۔ اور اب مسئلہ یہ ہے کہ اس فارمولے کی وہاں کاپیاں کرا لی گئی ہوں گی۔ اس صورت میں یہ فارمولا واپس لانے کا ہمیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جو بھی ہے سسلی نے جس بے رحمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اعظم سے فارمولا حاصل کیا تھا۔ یہ فارمولا پاکیشیا میں واپس آنا چاہئے۔ چاہے اس کی کاپی ہی سہی۔ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر اعظم کے فارمولے میں سرداور کوئی مثبت تبدیلی لا کر اسے مزید بہتر بنا دیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی سوچ رہا ہوں کہ اب کیا کیا جائے''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں فون کیا ہے"...... عمران نے چونک کر اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"صاحب۔ سرداور کا فون آیا ہے۔ وہ آپ سے کوئی اہم بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کر لیتا ہوں بات"...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے سرداور کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سرداور کی آواز سنائی دی۔

"جناب میں علی عمران عرض کر رہا ہوں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ اور مؤدب لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ چونکہ طویل عرصے سے عمران کے ساتھ تھا اس لئے وہ اب عمران سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران اب اسی سنجیدہ اور مؤدب انداز میں سرداور کو زچ کرے گا اس لئے وہ بے اختیار مسکرا دیا تھا۔

"کیا مطلب۔ کیا سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی سے فون کر رہے ہو"...... دوسری طرف سے سرداور نے چونک کر پوچھا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ آج پہلی بار مجھے احساس ہوا ہے کہ آپ کو حکومت نے سر کا خطاب کیوں دیا ہے تاکہ آپ کی بے پناہ ذہانت

سے کہیں ایک سر تڑخ نہ جائے۔ جس طرح ان دنوں ہمارے ملک میں لوگ بجلی کے دو دو میٹر لگوا لیتے ہیں تاکہ ٹیکسز اور چارجز وغیرہ آدھے رہ جائیں اور بل مجموعی طور پر کم آئے۔ آپ نے یہ بات کر کے واقعی ثابت کر دیا ہے کہ اگر دوسرا سر آپ کو نہ دیا جاتا تو اب تک پاکیشیا آپ جیسی اہم ہستی سے محروم ہو چکا ہوتا اور یہ ملک کے لئے اتنا بڑا المیہ ہوتا جس کی تلافی نہ ہو سکتی تھی"...... عمران کی زبان یکلخت رواں ہو گئی۔

"تمہاری ان باتوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا پہلا اندازہ غلط تھا ورنہ جس طرح مؤدبانہ انداز میں تم نے ابتداء میں بات کی تھی میں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ تم اپنے ڈیڈی اور اماں بی کے ساتھ بیٹھے ہوئے فون کر رہے ہو۔ لیکن جب میرا اندازہ ہی غلط ہے تو پھر میرے اندر ذہانت کہاں سے آ گئی"...... سرداور نے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلیں، اگر آپ میری بات کو تسلیم نہیں کرتے تو اسی طرح سہی کہ حکومت نے آپ کو دوسرا بھرا ہوا سر دے دیا ہے تاکہ لیول برابر ہو جائے"...... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران کی اس بات کا مطلب ہے کہ سرداور کا اپنا سر خالی ہے اس لئے دوسرا بھرا ہوا سر ملنے سے دونوں آدھے آدھے بھر گئے ہیں۔

"تمہاری ذہانت کے سامنے واقعی کسی کا چراغ نہیں جل سکتا۔

بہرحال میں نے تمہیں اس لئے فون کیا تھا کہ تمہیں بتا سکوں کہ میں دوبارہ ڈاکٹر اعظم کی لیبارٹری میں گیا تھا کیونکہ اس کی جو ذاتی ڈائری مجھے ملی تھی اس سے یہ معلوم ہوا تھا کہ فارمولے پر کی جانے والی جدید تحقیقات کے بارے میں وہ باقاعدگی سے نوٹس تیار کر کے وہاں کسی خفیہ سیف میں رکھتا رہتا تھا۔ اس نے اس سیف کے بارے میں تفصیلات درج کی تھیں۔ چنانچہ میں نے جا کر وہ سیف تلاش کی۔ اس میں واقعی وہ نوٹس موجود ہیں لیکن اصل فارمولا موجود نہیں ہے۔ اس فارمولے کی ڈائری مجرم لے گئے ہیں اور اب صورتحال یہ ہے کہ اگر اصل فارمولا نہ ملے تو یہ نوٹس ہمارے لئے بے کار ہیں اور جو لوگ فارمولا لے گئے ہیں ان کے لئے ان نوٹس کے بغیر فارمولا بے کار ہے"...... سرداور نے کہا۔

"وہ اس پر اپنے طور پر تحقیق کر کے خامیاں دور کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ کام سائنس دانوں کا ہے اور سائنس دان ہر ملک میں موجود ہوتے ہیں بلکہ دھڑلے سے ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن میں نے پہلے اس فارمولے کو اچھی طرح چیک کیا تھا۔ اس فارمولے میں ایسی بنیادی خامیاں تھیں جنہیں صرف اس فارمولے کا خالق ہی محنت کر کے دور کر سکتا تھا۔ ان خامیوں کو دور کرنا دوسرے سائنس دانوں کے بس کا روگ نہیں ہو گا اور ان نوٹس کو پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ڈاکٹر اعظم واقعی اس مضمون میں بے حد ماہر تھا۔ اس

نے جس انداز میں دن رات کام کر کے اس فارمولے کی خامیاں دور کی ہیں وہ واقعی قابل داد ہے اور اس سے ایسا شعاعی ہتھیار وجود میں آسکتا ہے جو پاکیشیا کے دفاع کے لئے انتہائی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے"...... سرداور نے کہا۔

"تو اب آپ کیا چاہتے ہیں جناب یہ بتائیں"...... عمران نے کہا۔

"سمجھ دار کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور میرا خیال ہے کہ تم سمجھدار ہو اور سمجھ سکتے ہو کہ میں کیا چاہتا ہوں"...... دوسری طرف سے سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مقصد ہے کہ میری سمجھداری اسی میں ہے کہ میں اس فارمولے کو واپس پاکیشیا لے آؤں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں یہی چاہتا ہوں"...... سرداور نے کہا۔

"لیکن جناب یہ تو سوچیں کہ اس فارمولے کی نجانے اب تک کتنی کاپیاں ہو چکی ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

"ہوتی رہیں۔ اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہمیں اصل فارمولا یا اس کی کوئی کاپی مل جائے تو ہمارا کام ہو جائے گا۔ کرانس کے ساتھ ساتھ ہم بھی ایک دفاعی سرکل بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے جس سے ہمارا ملک مزید مضبوط اور مستحکم ہونے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے بیرونی حملوں سے محفوظ ہو جائے گا"۔ سرداور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں چیف صاحب تک دست بدست آپ کی درخواست پہنچا دیتا ہوں۔ فیصلہ تو بہرحال چیف صاحب نے ہی کرنا ہے اگر انہوں نے اجازت دے دی تو میں فارمولا لا کر آپ کے ہاتھ پر رکھ دوں گا لیکن اس کے لئے میری ایک شرط ہو گی''...... عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''کون سی شرط''...... سرداور نے چونک کر کہا۔

''آپ کو پرائم منسٹر یا پھر صدر صاحب سے درخواست کر کے چیف کی شادی کرانی ہو گی''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''چیف کی شادی۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... سرداور نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ نے کہا تھا کہ سمجھ دار کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اب آپ میں سمجھ داری کی کمی ہے تو چلیں کوئی بات نہیں میں سمجھا دیتا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے یہ بہت بڑا المیہ بنا ہوا ہے کہ اس کے جتنے بھی ممبران ہیں جو مستقل بنیاد پر کام کر رہے ہیں یا فری لانسر کے طور پر سب کے سب کنوارے ہی ہیں اور انتہائی خفیہ ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ چیف بھی ہماری ہی کشتی میں سوار ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ بھی کنوارے ہیں۔ اب جب تک چیف کی شادی نہ ہو جائے اس وقت تک بھلا ممبران شادی کرنے کا

کیسے سوچ سکتے ہیں۔ ایک بار چیف کی شادی ہو جائے تو پھر سب ممبران وِد فری لانسر چیف اور میڈم چیف کا گھیراؤ کر سکتے ہیں کہ آپ شادی کرا سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں''...... عمران کی زبان ایک بار چلنے پر آئی تو پھر نان اسٹاپ چلتی ہی چلی گئی۔

''اب تم اوور ہو رہے ہو اور سنو۔ فارمولے کے لئے اپنے چیف صاحب کو سفارش کر دینا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہاری سفارش رد نہیں کریں گے''...... سرداور نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ توبہ کریں۔ سفارش کا نام ہی نہ لیں۔ چیف صاحب سفارش کے لفظ سے ہی غصے سے پاگل ہو جاتے ہیں۔ البتہ انہیں پاکیشیا کے مفادات کی بات بنا کر بتائی جائے گی ورنہ ان کا کہنا ہے کہ سیکرٹ سروس میں وزارتِ سفارش شامل ہو گئی تو پھر سیکرٹ سروس کا ٹھکانہ کوئی مقبرہ ہی ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''کہتے تو ٹھیک ہیں۔ بہرحال جو کچھ بھی پاکیشیا کے مفادات کے سلسلے میں کر سکتا ہوں وہ میں نے کر دیا ہے۔ آگے تم جانو اور تمہارے چیف''...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''سرداور کو اگر معلوم ہو جائے کہ وہ چیف سے ہی بات کر رہے تھے تو میرا خیال ہے کہ وہ آپ کو حکم ہی دے دیں کہ جاؤ اور ابھی جا کر فارمولا واپس لے آؤ''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا

اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ٹھیک کہا تم نے۔ اسی چکر میں تو سارا رعب پڑا ہوا ہے ورنہ مجھے کس نے اہمیت دینی ہے۔ بہرحال اب فارمولا واقعی واپس لانا ہوگا چاہے اس کے لئے کچھ بھی کرنا پڑے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رچرڈ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی کرانس میں سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کی آواز سنائی دی۔ یہ چونکہ اس کا خصوصی نمبر تھا اس لئے اس سے براہ راست بات ہو رہی تھی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''ایک لڑکی جس کا نام سسلی ہے اور وہ کرانس کی کسی ایجنسی کی ایجنٹ ہے اسے ٹریس کرنا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے مختصر سا پس منظر اور سسلی کے قدوقامت کے بارے میں تفصیل بتا دی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس سسلی نے کافرستان سے کرانس کے کراس کلب کے فون پر دو بار گفتگو کی ہے۔

''چیف۔ کیا وہ اکیلی تھی یا اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا''۔ رچرڈ نے کہا۔

''ایک آدمی جس کا نام جیکب بتایا گیا ہے وہ اس کے ساتھ پاکیشیا سے کافرستان گیا تھا۔ اس جیکب کے بارے میں مزید تفصیل

معلوم نہیں ہو سکی بہرحال میں اس کا حلیہ بھی تمہیں بتا دیتا ہوں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیکب کا حلیہ بھی اسے بتا دیا۔

''یس چیف۔ میں معلومات حاصل کر کے آپ کو ایک گھنٹے بعد رپورٹ دیتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔ پھر ایک گھنٹے تک وہ مختلف باتیں کرتے رہے لیکن رچرڈ کا فون نہ آیا۔ البتہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''رچرڈ بول رہا ہوں چیف کرانس سے''...... دوسری طرف سے رچرڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''چیف۔ کرانس میں سسلی اور جیکب نہایت عام سے نام ہیں اس لئے ان کے بارے میں تو علم نہیں ہو سکا لیکن یہ معلوم ہوا ہے کہ کراس کلب کے اسسٹنٹ مینجر ہوگر کو چار روز پہلے کافرستان سے دو کالیں وصول ہوئی تھیں لیکن ہوگر کلب کی طرف سے کسی بزنس ٹور کے سلسلے میں ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ میں نے کرانس کی تمام سرکاری ایجنسیوں سے معلومات حاصل کی ہیں لیکن کسی ایجنسی میں بھی سسلی نام کی کوئی لیڈی ایجنٹ موجود نہیں ہے اور نہ ہی جیکب کے بارے میں پتہ چل سکا ہے''...... رچرڈ نے کہا۔

''جبکہ تم ابھی کہہ رہے تھے سسلی اور جیکب عام سے نام ہیں۔ پھر تو ایسے نام تمام ایجنسیوں میں موجود ہونے چاہئیں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ہونے تو چاہئیں چیف۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ ویسے یہ دونوں نام یہاں کرانس میں انتہائی عام سے نام ہیں لیکن ان ناموں کے سیکرٹ ایجنٹس کسی ایجنسی میں نہیں ہیں۔ میں نے اس بارے میں تمام معلومات حاصل کر لی ہیں اور میں آپ کو مصدقہ رپورٹ دے رہا ہوں''...... رچرڈ نے کہا۔

''اوکے۔ تو پھر تم کرانس کے اعلیٰ حکام سے معلوم کرو کہ پاکیشیا سے حاصل کیا ہوا شعاعی ہتھیار کا فارمولا کس لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ میں معلومات حاصل کرنے کا کام شروع کر دیتا ہوں۔ اس بار امید ہے کام بن جائے گا''...... رچرڈ نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں نے ڈاج دینے کے لئے کرانس فون کئے ہوں یا کرانس کی فلائٹ پر گئے ہوں یا پھر سسلی اور جیکب ان کے کوڈ نام ہوں اور ہمیں ڈاج دینے کے لئے استعمال کئے گئے ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ اگر وہ صرف پاکیشیا میں یہ نام رکھتے تب ایسا سوچا جا سکتا تھا لیکن کافرستان میں انہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں تھا وہاں

بھی یہ دونوں نام سامنے آئے ہیں مجھے نہیں لگتا کہ یہ نام ہمیں ڈاج دینے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... جولیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرانس کی ایک لیڈی ایجنٹ پاکیشیا سے ایک اہم سائنسی فارمولا اڑا کر لے گئی ہے اور اس نے یہاں ہمارے ایک سائنس دان کے ساتھ ساتھ کئی بے گناہ افراد کو بھی ہلاک کیا ہے۔ یہ فارمولا پاکیشیا کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ فارمولا کرانس سے واپس لایا جائے اور فارمولا لے جانے والوں کو بھی ایسی سزا دی جائے کہ آئندہ وہ پاکیشیا کا رخ کرنے کی جرأت نہ کریں خاص طور پر سسلی نے یہاں جو قتل و غارت کیا ہے اسے اس کی سزا ضرور ملنی چاہئے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کو الرٹ کر دو تاکہ وہ مشن پر کام

کرنے کے لئے تیار رہیں۔ عمران اس مشن میں تمہیں لیڈ کرے گا اور وہ تم سے خود ہی رابطہ کر لے گا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یس سر۔ ہولڈ کریں سر''...... دوسری طرف سے پی اے نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں جناب''...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''سر سلطان کرانس کے چیف سیکرٹری سے سرکاری طور پر شدید احتجاج کریں کہ ان کی ایک لیڈی ایجنٹ نے یہاں ہمارے ایک سائنس دان کو ہلاک کیا ہے اور سائنسی فارمولا لے گئی ہے جبکہ کرانس اور پاکیشیا کے درمیان دوستانہ تعلقات ہیں۔ انہیں کہیں کہ وہ یہ فارمولا واپس کر دیں ورنہ پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس مشن اس پر کام کرے گی۔ اس کے بعد کرانس کو کوئی شکایت نہیں ہونی چاہئے اور جو جواب وہ دیں وہ آپ مجھے بتائیں گے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی بات کرتا ہوں سر''...... دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ آپ نے کیا کیا۔ اس طرح تو وہ الرٹ ہو جائیں گے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی میں چاہتا ہوں کہ وہ الرٹ ہو جائیں۔ ظاہر ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سن کر وہ اس ایجنسی کو اور اس لیبارٹری کو کیمو فلاج کرنے کے لئے انتظامات کریں گے اور اس طرح ہمیں آگے بڑھنے کا راستہ مل جائے گا ورنہ واقعی سسلی اور جیکب دو عام سے نام ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اب تم ہمارے کرانس جانے کے انتظامات کرو تب تک میں ایک دو ضروری کام نپٹا کر آتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن وہ سر سلطان کی رپورٹ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم سن لینا۔ ایکسٹو تم ہو میں نہیں۔ میں تو ڈمی کے طور پر بھی خود کو کسی کے سامنے ایکسٹو نہیں کہہ سکتا''...... عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جسے نہایت خوبصورتی سے دفتری انداز میں سجایا گیا تھا۔ دفتر میں قیمتی فرنیچر کے ساتھ ہر قسم کا سامان انتہائی دیدہ زیب اور قیمتی تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ ادھیڑ عمر آدمی کرانس کا چیف سیکرٹری لارڈ بوفمین تھا۔

لارڈ بوفمین فون پر کسی سے بات کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے رسیور پر ہاتھ رکھا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

''یس۔ کم اِن''...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور زیرو ون ایجنسی کا چیف کراسٹو اندر داخل ہوا۔ اندر آتے ہی اس نے لارڈ بوفمین کو سلام کیا۔ لارڈ بوفمین نے فون پر کچھ کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''آؤ بیٹھو''...... لارڈ بوفمین نے چیف کراسٹو سے مخاطب ہو کر کہا تو کراسٹو خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے پر لارڈ

بوفمین نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اپنے پرسنل سیکرٹری کو اپنا آفس محفوظ کرنے کا کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد سامنے دروازے پر موجود سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا تو چیف سیکرٹری لارڈ بوفمین کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''مسٹر کراسٹو''...... لارڈ بوفمین نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... کراسٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ کرانس کی نئی ایجنسی زیرو ون کے چیف ہیں''...... چیف سیکرٹری نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... کراسٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ آپ کے ایجنٹوں نے پاکیشیا میں کارروائی کی ہے جس کے نتیجے میں وہ وہاں سے کوئی ایس سی سائنسی فارمولا بھی لے آئے تھے اور انہوں نے وہاں کسی سائنس دان کو بھی ہلاک کیا ہے''...... چیف سیکرٹری نے پہلے کی طرح انتہائی سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... کراسٹو نے کہا۔

''کس کے حکم پر آپ نے یہ کارروائی کی ہے''...... چیف سیکرٹری کے لہجے میں سختی کا عنصر مزید بڑھ گیا تھا۔

''ہماری ایجنسی ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے تحت ہے جناب۔ انہوں نے ہی ہمیں یہ ٹارگٹ دیا تھا''...... کراسٹو نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"کیا آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں"...... کراسٹو نے کہا۔

"تو کیا آپ کا خیال ہے کہ پاکیشیا اپنے فارمولے اور سائنس دان کی ہلاکت پر خاموش بیٹھا رہے گا"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ لوگ لازماً اس فارمولے کے پیچھے آئیں گے"...... کراسٹو نے کہا۔

"تو پھر کیا آپ کی ایجنسی ان کے ہاتھوں اپنے آپ کو اور اس لیبارٹری کو بچا سکے گی جس لیبارٹری میں یہ فارمولا بھیجا گیا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔ اس کا لہجہ بدستور انتہائی سرد تھا۔

"یس سر۔ میں نے اسی لئے پہلے سے انتظامات کر لئے ہیں۔ ہمارے ایجنسی کے دو ایجنٹ جن میں ایک عورت ہے سسلی اور اس کا ماتحت جیکب ہے۔ انہوں نے یہ مشن مکمل کیا ہے۔ سسلی اور جیکب دونوں مسلسل میک اپ میں رہے ہیں۔ میں نے کراس کلب کے اسسٹنٹ منیجر ہوگر کے ذریعے کالیں وصول کرنے والا سسٹم پاکیشیا کے اس مشن کے لئے اختیار کیا تھا تاکہ کسی طور پر بھی ہماری ایجنسی ٹریس نہ ہو سکے۔ سسلی اور جیکب کو میں نے ایکریمیا طویل رخصت پر بھجوا دیا ہے۔ ہوگر کو بھی ایکریمیا بھجوا دیا گیا ہے اور ہماری ایجنسی اس قدر خفیہ ہے کہ یہاں سوائے ڈیفنس سیکرٹری

صاحب کے اور کوئی بھی اس بارے میں نہیں جانتا۔ مخبری کرنے والی ایجنسیاں بھی ہماری ایجنسی سے واقف نہیں ہیں اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آ کر کچھ حاصل نہ کر سکے گی"...... کراسٹو نے کہا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر یہاں آئی تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے گی"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ سو فیصد یقین ہے"...... کراسٹو نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو چیف سیکرٹری نے ایک بار پھر انٹر کام کا رسیور اٹھا کر دو نمبر پریس کئے اور پھر کمرے کے حفاظتی انتظامات مکمل کرنے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تو کیا میں پاکیشیا کو سرکاری طور پر مطلع کر دوں کہ ہماری کسی ایجنسی نے پاکیشیا میں کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ نہ وہاں کسی سائنس دان کو ہلاک کیا ہے اور نہ ہی وہاں سے کوئی فارمولا حاصل کیا گیا ہے کیونکہ پاکیشیا کی وزارت خارجہ اس سلسلے میں سفارتی سطح پر خاصا شور مچا رہی ہے"...... لارڈ بوفمین نے کہا۔

"یس سر۔ آپ انہیں مطمئن کر دیں۔ ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا"...... کراسٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پاکیشیا کو سرکاری طور پر جواب دے دیتا ہوں۔ اس کے بعد اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کی ایجنسی کا

سراغ لگا کر آپ کے خلاف کوئی کارروائی کرے گی تو پھر یہ سب کچھ آپ کی اپنی ذمہ داری ہوگی''...... چیف سیکرٹری نے کہا تو اسی لمحے دروازے پر جلتا ہوا سرخ بلب بجھ گیا۔

''یس سر۔ لیکن سر اگر اسے گستاخی نہ سمجھا جائے تو میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں''...... کراسٹو نے کہا تو چیف سیکرٹری صاحب بے اختیار چونک پڑے۔

''ہاں۔ ہاں۔ بتائیں کیا بات ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''جناب۔ حکومتیں غیر ملکی ایجنٹوں سے خوفزدہ نہیں ہوا کرتیں۔ اگر حکومت کرانس پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اس طرح خوفزدہ ہو جائے گی تو پھر کل وہ کوئی ایسی فرمائش کر دیں گے جسے پورا کرنا حکومت کے بس میں نہیں ہو گا۔ آپ انہیں صفائی پیش کرنے کی بجائے صرف اتنا کہہ دیں کہ حکومت کرانس اپنے ملک کے مفادات کے لئے جو مناسب سمجھتی ہے وہ کرتی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بات کی کسی صورت اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ کرانس کے مفادات کے خلاف کوئی کام کرے اور اگر اس کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کرانس میں کوئی کارروائی کی تو اس انجام کی ذمہ داری حکومت کرانس پر نہیں ہوگی۔ آپ یقین کریں کہ ہم اس سروس سے باآسانی نمٹ بھی سکتے ہیں۔ وہ لوگ مافوق الفطرت نہیں ہیں کہ آپ ان سے اس قدر خوفزدہ ہونا شروع کر دیں جائیں''...... کراسٹو نے کہا تو چیف سیکرٹری اسے اس طرح دیکھنے

لگے جیسے ان کے سامنے دنیا کا نواں عجوبہ بیٹھا ہو۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

''بہت خوب۔ مجھے آپ کی بات سن کر بے حد مسرت ہو رہی ہے ورنہ اس سے پہلے میں نے جب بھی کسی سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بات کی ہے اس نے خوف کا ہی اظہار کیا ہے۔ آپ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے اس اعتماد سے بات کی ہے۔ گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو۔ میں آپ کی جرأت پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اگر آپ نے انہیں ختم کر دیا تو آپ کو نہ صرف کرانس کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا بلکہ کرانس کی قومی سلامتی کے امور کا انچارج بھی آپ کو بنا دیا جائے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ چیف سیکرٹری لارڈ بوفمین کا وعدہ''۔ چیف سیکرٹری نے کہا تو کراسٹو کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

''سر آپ واقعی عظیم ظرف کے مالک ہیں۔ آپ نے جس طرح نہ صرف میری گستاخی کو نظر انداز کر دیا ہے بلکہ میری حوصلہ افزائی بھی کی ہے یہ واقعی قابل تحسین بات ہے۔ اگر آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرانا چاہتے ہیں تو آپ مجھے فری ہینڈ دے دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ لوگ کسی صورت بھی بچ کر [illegible] نہ جائیں گے۔ ان کے لئے میں کرانس کی سرزمین اتنی تنگ کر دوں گا کہ وہ جس طرف بھی قدم بڑھائیں گے ان کے سامنے

موت ہی کھڑی ہو گی جس سے بچنا ان کے لئے ناممکن ہو جائے
گا''...... کراسٹو نے کہا۔
''فری ہینڈ سے آپ کا کیا مطلب ہے''...... چیف سیکرٹری نے
پوچھا۔
''آپ مجھے سپیشل ریڈ کارڈ جاری کر دیں تاکہ میں کرانس کی
تمام ایجنسیوں سے ضرورت پڑنے پر کام لے سکوں۔ ان لوگوں
کے خاتمے کے بعد میں یہ کارڈ واپس کر دوں گا''...... کراسٹو نے
کہا۔
''ہونہہ۔ ریڈ کارڈ کا مطلب جانتے ہیں آپ''...... لارڈ بوفمین
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
''یس سر۔ اس کارڈ سے میرے اختیارات صدر مملکت کے برا
ہو جائیں گے اور میں ہر سیاہ و سفید کا مالک بن جاؤں گا لیکن آپ
فکر نہ کریں۔ میں اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھاؤں گا
آپ کارڈ پر بلیک سرکل بنا دیں تاکہ اس کارڈ کو میں صرف عمرا
اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کے لئے استعمال ک
سکوں''...... کراسٹو نے کہا۔
''بلیک سرکل۔ اوہ۔ یہ ٹھیک ہے اور یہ ضروری بھی ہے۔ آ
جائیں۔ ڈیفنس سیکرٹری کے ذریعے آپ کو سپیشل بلیک سرکل والا ر
کارڈ مل جائے گا''...... چیف سیکرٹری نے کہا تو کراسٹو کے چہ
پر انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ فوراً اٹھا، اس نے لا

بوفمین کو سلام کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس چلا گیا۔
''اگر تم اس عمران کا ہی خاتمہ کر دو تو حکومت کرانس تمہیں سر
آنکھوں پر بٹھائے گی کراسٹو۔ صرف اس آدمی کے خوف کی وجہ
سے کرانس حکومت پاکیشیا سے دوستانہ تعلقات رکھنے پر مجبور ہو جاتی
ہے ورنہ پاکیشیا کی ہمارے سامنے کوئی اہمیت نہیں ہے اور ہم بھی
پاکیشیا مخالفوں کی طرح پاکیشیا کا خاتمہ چاہتے ہیں جو ایٹمی پاور بن
کر تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے اور اب ہم سے اس
کی ترقی بھی دیکھی نہیں جا رہی ہے''...... چیف سیکرٹری نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور
اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

عمران نے کار ٹرن کی اور پھر وہ کار اس سڑک پر لے آیا جہاں
ایک کمرشل پلازہ میں جولیا کا فلیٹ تھا۔ عمران نے کار پلازہ کی
مخصوص پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ لفٹ کے ذریعے
چوتھی منزل پر پہنچ گیا جہاں جولیا کا فلیٹ تھا۔ عمران نے کال بیل کا
بٹن پریس کیا اور پھر ایک سائیڈ پر ہٹ کر اس طرح کھڑا ہو گیا
جیسے اسے خطرہ ہو کہ ابھی دروازہ کھلے گا اور جولیا دروازہ کھولتے ہی
اس کی گردن دبوچ لے گی۔

''کون ہے''...... ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''دکھی مراد آبادی''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا ہی تھا کہ
کٹک کی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ جولیا نے ڈور فون
آف کر دیا ہے اس لئے وہ خاموش ہو گیا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ
کھلا۔

''آؤ''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف کو ہٹ

گئی۔ عمران نے پہلے تو اپنی آنکھیں سرچ لائٹس کے انداز میں
گھمائیں کیونکہ اس کے خیال کے مطابق جولیا کا ردعمل اس کے
فقرے کے بعد ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا جیسا اس نے ظاہر کیا ہے۔
اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی خاص موڈ میں ہے۔ عمران سر جھکائے
اور کاندھے لٹکائے اس طرح چلتا ہوا ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا جیسے
اس سے چلنا دوبھر ہو رہا ہو۔

''بیٹھو''...... جولیا نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا تو عمران
بڑے فرنبردارانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اس کا چہرہ اسی طرح
لٹکا ہوا تھا۔ آنکھوں سے مخصوص چمک غائب تھی۔ اس کے چہرے
پر ایسے تاثرات تھے جیسے کوئی جواری اپنی زندگی کی آخری بازی بھی
ہار چکا ہو اور اب سوائے خودکشی کے اس کے پاس اور کوئی چارہ کار
نہ ہو۔

جولیا تیزی سے مڑی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد
وہ ٹرے میں چائے کی دو پیالیاں رکھے واپس آئی۔ اس نے ایک
پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھا کر اس نے ٹرے
تپائی پر رکھ دی۔

''گڈ شو تمہیں اس حالت میں دیکھ کر مجھے خوشی ہو رہی
ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ میں غمزدہ، ستم زدہ اور دکھ درد کی تصویر بنا
ہوا ہوں اور تم کہہ رہی ہو کہ مجھے اس حال میں دیکھ کر تمہیں خوشی

ہو رہی ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہو رہی ہے کہ تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم خودکشی کرنے کا فیصلہ کر چکے ہو۔ تو پھر کب خودکشی کر رہے ہو''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خودکشی کرنے تو آیا ہوں لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں خودکشی کروں تو کیسے کروں۔ خود کو پھندے سے لٹکاتا ہوں تو گردن لمبی ہو جانے کا ڈر ہے، گولی مارتا ہوں تو درد ہوتا ہے اور خنجر سے گلا کاٹتا ہوں تو یہ خوف رہتا ہے کہ سارا خون ضائع ہو جائے گا۔ پھر سوچا کہ کسی اونچی جگہ سے چھلانگ لگا دوں لیکن اس سے میرے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔ اس لئے تم سے پوچھنے آیا ہوں کہ تمہارے پاس خودکشی کرنے کا کوئی آسان طریقہ ہے تو بتا دو جس میں درد بھی نہ ہو اور جان بھی نکل جائے''۔ عمران نے اسی طرح انتہائی غمزدہ سے لہجے میں کہا۔

''لیکن خودکشی کے لئے تم نے میرے فلیٹ کا انتخاب کیوں کیا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران کے چہرے پر ہلکی سی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ہاں۔ اس لئے کہ پوری سیکرٹ سروس میں تمہارا فلیٹ ہی چوتھی منزل پر ہے۔ باقی سب کے فلیٹ آٹھویں یا دسویں منزل پر ہیں اور اتنی بلندی سے نیچے گرنے کے بعد جسم کی ایک ہڈی بھی باقی نہیں بچتی جبکہ چوتھی منزل سے نیچے گرنے کے بعد زندہ بچنے کا

چانس مل سکتا ہے۔ صرف ایک دو ہڈیاں ہی ٹوٹیں گی''...... عمران نے کہا۔

''بکواس مت کرو۔ سوائے بکواس کے تمہیں اور آتا ہی کیا ہے۔ نانسنس''...... جولیا نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران نے جو وجہ بتائی تھی وہ جولیا کے خیال میں الٹ تھی۔

''یقین کرو۔ مجھے خودکشی کرنی آتی ہے۔ دس بار پہلے بھی کر چکا ہوں اور اب تو اس کام میں اس قدر ایکسپرٹ ہو چکا ہوں کہ سوچتا ہوں کہ خودکشی سکھانے کے لئے ٹریننگ سکول کھول لوں۔ ان دنوں سکولوں، کالجوں بلکہ یونیورسٹیوں کے دھندے میں بڑا پیسہ ملتا ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔

''چیف نے کہا تھا کہ تم ٹیم لے کر کرانس جا رہے ہو لیکن تم نے کوئی بات ہی نہیں کی جبکہ میں تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل سب مشن کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ اب بتاؤ ہم نے کب روانہ ہونا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہی تو بنیادی مسئلہ ہے۔ اسی لئے خودکشی کرنے آیا ہوں''...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... جولیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے چیف کو کہہ دیا ہے کہ اس بار میں صرف جولیا کو

ساتھ لے جاؤں گا۔ اب بھلا تم خود سوچو کہ کیا لطف اس انجمن کا جس میں تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل جیسے خرانٹ افراد بھی موجود ہوں لیکن چیف نے حکم دے دیا ہے کہ نہیں یہ تینوں بھی ساتھ جائیں گے اور تم جانتی ہو کہ میرے اندر خالص چنگیزی خون ہے اس لئے میں بھی اپنی ضد پر اڑ گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ چیف نے فائنل فیصلہ سنا دیا ہے کہ اگر میں کل تک ٹیم لے کر نہ گیا تو کل رات قبر میں ہی آئے گی اس لئے اب آخری راستہ یہی رہ گیا ہے کہ میں خودکشی کر لوں اور اسی لئے میں یہاں آیا ہوں کہ تم سے خودکشی کا آسان طریقہ پوچھ سکوں''...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

''نانسنس۔ اب تمہیں مذاق کرنے کا سلیقہ بھی بھول گیا ہے۔ یہ کیا احمقانہ مذاق ہے۔ نانسنس''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ مذاق نہیں ہے۔ میں بہرحال اگر جاؤں گا تو صرف تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا۔ ٹیم کو لے کر نہیں جاؤں گا چاہے کل رات قبر میں ہی رہنا پڑے یا بستر پر۔ یہ میرا آخری اور حتمی فیصلہ ہے۔ میں نے کہہ دیا ہے بس''...... عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ اس طرح عمران کو دیکھ رہی تھی کہ جیسے اندازہ کر رہی ہو کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سنجیدگی سے کہہ رہا ہے یا اداکاری کر رہا ہے جبکہ عمران منہ لٹکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''کیا تم سنجیدہ ہو''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اگر خودکشی کرنا تمہاری نظر میں غیر سنجیدہ بات ہے تو پھر جیسا تم سمجھو میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... عمران نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

''لیکن تم نے یہ احمقانہ فیصلہ آخر کیا ہی کیوں ہے۔ پہلے بھی تو ٹیم ساتھ جاتی ہے''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''اسی لئے تو میں نہیں چاہتا کہ ٹیم ساتھ جائے۔ پہلے کیا ہو سکا ہے جواب ہو گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا ہو گا اب۔ کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ وہ کورٹ شپ۔ وہ۔ وہ۔ کیا کہتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ شادی سے پہلے ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے اور''...... عمران نے رک رک کر کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو تم مجھ سے کورٹ شپ کرنا چاہتے ہو''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تو نہیں کرنا چاہتا لیکن''...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ۔ وہ۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ کورٹ شپ کے بعد ہونے والی شادیاں کامیاب ہوتی ہیں بشرطیکہ ہوں''۔

عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''تو تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اب میں اپنے منہ سے کیا کہوں۔ میں تو ایک معصوم سا انسان ہوں۔ تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں یہ سوچ کر ہی مجھے تو شرم آنا شروع ہو جاتی ہے لیکن تم بہرحال سمجھدار ہو''...... عمران نے واقعی ایسے لہجے میں کہا جیسے شرم سے اس سے بولا بھی نہ جا رہا ہو۔

''منہ دھو رکھو۔ اب میں تمہاری چکنی چپڑی باتوں میں نہیں آؤں گی اور نہ ہی تم مجھ سے ایسی باتیں کیا کرو۔ سمجھے تم''...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کک کک۔ کیا۔ یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو''...... عمران نے چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم انتہائی بے رحم اور پتھر دل انسان ہو۔ اگر میں یہ کہوں کہ تمہارے سینے میں دل نہیں پتھر ہے تو یہ غلط نہ ہو گا اس لئے میں کسی پتھر دل انسان سے شادی کے بارے میں سوچوں بھی کیوں اور خبردار اگر آئندہ تمہارے منہ سے ایسی کوئی بات بھی نکلی''...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک۔ کون سی بات''...... عمران نے قدرے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''یہی شادی کی بات۔ اور کیا''...... جولیا نے کاٹ کھانے

والے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اللہ تیرا شکر ہے ورنہ میں تو ڈر ہی گیا تھا''...... عمران نے اس طرح طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے وہ کسی بہت بڑی آفت سے بال بال بچا ہو۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ اس میں شکر کی کیا بات ہے''...... جولیا نے نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

''میں سمجھا کہ تم وہ تین بار کہتے ہیں نا۔ قبول ہے، قبول ہے کہ الفاظ پر پابندی لگا رہی ہو''...... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر کچھ کہنے کی بجائے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف۔ عمران میرے فلیٹ پر آیا ہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ وہ ٹیم کو ساتھ لے کر مشن پر نہیں جانا چاہتا۔ وہ صرف مجھے ساتھ لے جانا چاہتا ہے۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ آپ اس بار عمران کو اس مشن سے ڈراپ کر دیں۔ ٹیم کو میں خود لیڈ کروں گی اور یہ مشن ہم خود ہی مکمل کر لیں گے''...... جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''تو تمہارا خیال ہے کہ میں عمران کو صرف ٹرسٹی کے طور پر ٹیم کا لیڈر بنا کر بھیجتا ہوں''...... ایکسٹو کے لہجے میں یکلخت سرد مہری عود

آئی تھی۔

''وہ۔ وہ۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا چیف۔ لیکن اب وہ ناقابل برداشت ہوتا جا رہا ہے''...... جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جس روز مجھے محسوس ہوا کہ وہ واقعی اب ناقابل برداشت ہو چکا ہے وہ روز اس کی زندگی کا آخری روز ہو گا میں اسے تمہارے ہی ہاتھوں گولی مرواؤں گا''...... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''اے کاش۔ تم ہی انسان بن جاؤ''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اور اے کاش کہ تم میری منکوحہ بن جاؤ''...... عمران نے کہا تو جولیا منہ بناتی ہوئی اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اب جولیا جھلاہٹ کی انتہا پر پہنچ چکی ہے۔ تھوڑی دیر بعد جولیا واپس آئی تو اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔

''صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو یہیں کال کر لو تاکہ انہیں بھی تفصیلات بتائی جا سکیں۔ پہلے ہی کافی وقت ضائع ہو چکا ہے ہمیں جلد سے جلد روانہ ہونا ہے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''تم آخر کیوں ایسی باتیں کرتے ہو۔ سچ بتاؤ کیا تمہیں

دوسروں کو رلانے میں لطف آتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں واقعی خودکشی کرنے کی نیت سے آیا تھا لیکن چیف نے جس انداز میں میری تعریف کی ہے اس سے واقعی مجھے صحیح معنوں میں اپنی اہمیت کا احساس ہوا ہے اس لئے اب میں اکیلا بھی اس مشن پر کام کر سکتا ہوں لیکن میں نے سوچا کہ چلو تمہیں بھی تفریح کرا دوں۔ سرکاری خرچہ ہے میرا کیا جاتا ہے۔ مشن کے بہانے میں بھی دنیا دیکھ لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب ہم مشن پر نہیں جائیں گے۔ چلو اٹھو۔ نکلو یہاں سے اور جاؤ اکیلے۔ بے شک چیف ہمیں گولی مار دے۔ اب ہم تمہارے ساتھ نہیں جائیں گے اگر کوئی اور جاتا ہے تو جائے لیکن میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی''...... جولیا نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔ مت جاؤ۔ میں اکیلا چلا جاتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا چند لمحے خاموش بیٹھی عمران کو واپس جاتا دیکھتی رہی۔

''آ جاؤ واپس۔ پلیز آ جاؤ''...... اچانک جولیا نے انتہائی ملتجانہ لہجے میں کہا تو عمران واپس مڑا۔

''سوچ لو۔ پھر سے بھگانا ہے تو ابھی بتا دو''...... عمران نے کہا۔

''بیٹھو۔ میں فون کرتی ہوں ساتھیوں کو''...... جولیا نے کہا اور

رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا جبکہ عمران اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے اسے کسی بات کی فکر ہی نہ ہو۔

''جولیا بول رہی ہوں صفدر۔ تم تنویر اور کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر میرے فلیٹ پر آ جاؤ۔ یہاں عمران موجود ہے اور وہ ہمیں بھی مشن پر ساتھ لے جانا چاہتا ہے اس لئے تم فوراً پہنچ جاؤ''۔ جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کیا تم اپنے ہاتھوں کی بنی ہوئی چائے نہیں پلواؤ گی''۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری۔ چائے میں تمہیں پہلے ہی پلوا چکی ہوں مزید نہیں پلا سکتی''...... جولیا نے کھا جانے والے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اتنا غصہ۔ بس تھوڑا سا غصہ ٹھیک ہے۔ زیادہ غصے میں معاملہ بگڑ جاتا ہے کیونکہ اتنا غصہ منوحہ۔ ممکوحہ۔ اوہ نہیں وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں یاد آیا منکوحہ۔ منکوحہ ہی اتنا غصہ کر سکتی ہیں اور تم ابھی غیر شادی شدہ ہو میری طرح''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خاموش رہو۔ فضول باتیں مت کرو''...... جولیا واقعی اس وقت غصے کی انتہا پر تھی اور عمران اس طرح کان دبا کر خاموش ہو گیا جیسے اس نے قسم کھا لی ہو کہ اب نہیں بولے گا اور پھر تقریباً بیس منٹ کے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو جولیا اٹھی اور بیرونی دروازے

کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر اندر داخل ہوئے۔

''السلام علیکم عمران صاحب''...... صفدر نے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاۃ۔ جیتے رہو۔ پھولو پھلو بلکہ وہ بڑی بوڑھیاں کیا کہتی ہیں دودھوں نہاؤں پوتوں پھلو''...... عمران نے بڑی بوڑھیوں کے انداز میں کہا تو وہ ہنس پڑے۔

''کیا بات ہے۔ مس جولیا کا چہرہ دیکھ کر لگتا ہے کہ آپ ایک دوسرے سے لڑ چکے ہیں''...... صفدر نے کہا تو تنویر اور کیپٹن شکیل دونوں چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

''میں کیا اور میری بساط کیا کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف مس جولیانا فٹز واٹر سے لڑنے کی ہمت بھی کروں۔ یہ تو چیف کی مہربانی ہے کہ وہ مجھ جیسے کرائے کے آدمی کو اہمیت دیتا ہے تاکہ سلیمان کا چولہا جلتا رہے''...... عمران نے کہا۔

''ارے۔ ارے اس کا مطلب ہے کہ معاملات نازک موڑ اختیار کر چکے ہیں۔ کیا ہوا ہے''...... صفدر ے چونک کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''مس جولیانا فٹز واٹر نے میرا پتہ کاٹنے کی پوری کوشش کی۔ اس نے میرے سامنے چیف کو فون کر کے کہا کہ عمران کو لیڈر بنا

ر ساتھ بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم لوگ اکیلے مشن مکمل کر لیں گے لیکن چیف نے انکار کر دیا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ مس جولیا ایسی بات کرے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میری بات پر یقین نہیں ہے تو بے شک اپنی ڈپٹی چیف سے پوچھ لو۔ میری تو ویسے بھی کوئی حیثیت نہیں۔ کوئی میری بات کو سچ مانتا ہی کب ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جولیا ٹرے میں چار پیالیاں چائے کی رکھے اندر داخل ہوئی۔ اس نے ایک ایک پیالی صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کے سامنے رکھی اور چوتھی پیالی اپنے سامنے رکھ کر بیٹھ گئی۔

''ارے کیا ہوا۔ کیا عمران صاحب کو چائے نہیں دیں گی آپ''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ میں رواج کے مطابق ایک پیالی چائے اسے پہلے پلا چکی ہوں اور بس۔ اب اسے مزید چائے نہیں مل سکتی۔ اسے چائے پینے کا اتنا ہی شوق ہے تو یہ خود کچن میں جائے اور اپنے لئے چائے بنا لائے''...... جولیا نے روکھے لہجے میں کہا۔

''تو پھر میں بھی چائے نہیں پیتا''...... اچانک تنویر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پیالی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیوں''...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

''یہ بداخلاقی ہے کہ ہم چائے پیتے رہیں اور عمران بیٹھا ہمارے

منہ دیکھتا رہے''...... تنویر نے کہا۔

''لیکن جس قدر بداخلاقی کا مظاہرہ یہ کرتا ہے اس پر تمہیں غصہ نہیں آتا۔ اس نے ہم سب کو کھلونا سمجھ رکھا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہم سب احمق ہیں۔ اس کی نظروں میں ہماری حیثیت کٹھ پتلیوں کی سی ہے''...... جولیا بے اختیار پھٹ پڑی۔

''آخر ہوا کیا ہے مس جولیا۔ آپ نے پہلے تو کبھی اس قدر غصے کا مظاہرہ نہیں کیا پھر آج کیوں''...... صفدر نے کہا۔

''اس کا کہنا ہے کہ یہ ہمیں ازراہ ہمدردی ساتھ لے جانا چاہتا ہے ورنہ اکیلا بھی مشن مکمل کر سکتا ہے۔ پوچھو اس سے کہا ہے اس نے ایسا یا نہیں''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مس جولیا۔ آپ بہت بڑے ظرف کی مالک ہیں۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ پہلے تو آپ اس طرح جھلاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتی تھیں۔ عمران صاحب کی تو ایسی باتیں کرنے کی عادت ہے''۔ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

''بس میں نے اب تک بہت برداشت کر لیا ہے۔ اب یہ شخص مجھ سے مزید برداشت نہیں ہوتا اور نہ ہی میں اسے اب برداشت کروں گی۔ سن لے یہ کان کھول کر''...... جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''سن لیا تم نے تنویر۔ اب بتاؤ''...... عمران نے ایسے انداز میں کہا جیسے جولیا نے یہ فقرہ عمران کی بجائے تنویر کے لئے کہا ہو۔

"تم بکواس کرنے سے باز آ جاؤ تو کم از کم ایسی بے عزتی سے تو بچ جاؤ گے۔ تمہاری بکواس ہی سب کو بری لگتی ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بے عزتی۔ ارے واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میری واقعی عزت ہے کیونکہ بے عزتی تو اس کی ہوتی ہے جس کی کوئی عزت ہو"۔ عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کے اس انداز پر جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم سے بڑا ڈھیٹ اس دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ ہے۔ بالکل ہے۔ مجھ سے بھی بڑا ہے اور یہاں اس کمرے میں ہی موجود ہے جو میری وجہ سے چائے نہیں پیتا۔ اب تم بتاؤ کہ مجھ سے بڑا ہوا یا نہیں"...... عمران نے کہا تو کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم چائے پیو تنویر۔ میں لے آتی ہوں اس کے لئے بھی"۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران صاحب آپ اب سنجیدگی سے اس معاملے پر غور کریں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ اب مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے کہ واقعی اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کرنا پڑے گا"...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"یہ کیپٹن شکیل بھی اب عمران کی طرح اپنے آپ کو پراسرار بنانے کے چکر میں لگ گیا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں تنویر۔ کوئی خاص بات ہے۔ کیپٹن شکیل پلیز تم بتاؤ"...... صفدر نے کہا۔

"صفدر، مس جولیا کی جھلاہٹ اور غصہ بہت بڑھ گیا ہے اور تم تو بہرحال سمجھدار ہو کہ ایسی کیفیت اس وقت ہوتی ہے جب انسان فرسٹریشن کا شکار ہو جاتا ہے اور مس جولیا فرسٹریشن کا شکار ہو سکتی ہیں اور اس کا نتیجہ تم بہرحال مجھ سے زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہو"...... کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کا حل کیا ہو سکتا ہے"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تنویر یہاں موجود ہے۔ مسئلہ چیف کو رضامند کرنا ہے۔ وہ میرے ذمے"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم۔ تم۔ یہ تم کہہ رہے ہو"...... تنویر نے چونک کر ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کے اس جواب پر انتہائی حیرت ہوئی ہو جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیئے۔

"تمہیں معلوم ہے کہ اماں بی کے کیسے نظریات ہیں اور میں بہرحال اماں بی کی بات رد نہیں کر سکتا اور جولیا کی موجودہ کیفیت

کی وجہ سے ایسا کرنا ضروری ہو گیا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تو تم خیرات میں یہ کام کرنا چاہتے ہو۔ نانسنس۔ تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا''...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جولیا واپس آئی تو اس نے چائے کا فلاسک اور پیالیاں ٹرے میں رکھی ہوئی تھیں۔

''مجھے کچھ دیر ہو گئی کیونکہ چائے نئے سرے سے بنانی پڑی ہے''...... جولیا نے قریب آ کر معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''واہ۔ اسے کہتے ہیں ہمدردی اور خلوص کہ تنویر نے چائے نہیں پی تو اس کے لئے تازہ چائے بنائی گئی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تنویر کے لئے تو میں وہ کچھ بھی کر سکتی ہوں جو تم سوچ بھی نہیں سکتے''...... جولیا نے کہا۔

''اب بتاؤ تنویر۔ اب کیا کہو گے''...... عمران نے ایسے فاتحانہ لہجے میں کہا جیسے اس نے تنویر سے کوئی شرط جیت لی ہو۔

''بکواس مت کرو۔ تم دوسروں کو احمق سمجھتے ہو''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ تنویر نے کہا ہے کہ وہ مشن پر کام نہیں کرنا چاہتا کیونکہ

جولیا نے انکار کر دیا ہے''...... عمران نے فوراً ہی کہا۔

''میں واقعی انکار کر دیتی لیکن چیف اور پاکیشیا کے مفادات کی وجہ سے مجھے ہار ماننا پڑی۔ بہرحال تنویر تمہاری طرح احمق نہیں ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس بار مشن کیا ہے''...... صفدر نے عمران اور تنویر کے بولنے سے پہلے ہی موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

''مشن ہو تو بتاؤں''...... عمران نے کہا تو جولیا سمیت سب چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ جب چیف نے کہا ہے کہ ہم مشن کے لئے کرانس جانے کے لئے تیار رہیں تو پھر مشن کیسے نہیں ہوگا''۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف تو بس بیٹھے بیٹھے حکم صادر کر دیتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اب ہم خود ہی ٹکریں مارتے رہیں گے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آخر ہوا کیا ہے۔ آپ کچھ بتائیں تو سہی۔ ہمیں تو کسی بات کا علم ہی نہیں ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران نے شاہد حمید اور شہروز ثاقب کی ہلاکت سے لے کر راحیل آباد میں ڈاکٹر اعظم اور پھر سلی اور اس کے ساتھی جیکب کے کافرستان پہنچنے تک کی روئیداد سنا دی اور پھر وہ مزید تفصیل بتانے لگا۔

''چیف کے کافرستان میں فارن ایجنٹ ناٹران نے جو معلومات

مہیا کی ہیں ان کے مطابق یہ لڑکی سسلی اور اس کا ساتھی جیکب دونوں کرانس چلے گئے ہیں اور جس ہوٹل میں وہ رہے ہیں وہاں سے انہوں نے کرانس کے ایک کلب جسے کراس کلب کہا جاتا ہے کے نمبروں پر کال کی ہے۔ اس پر چیف نے کرانس میں اپنے فارن ایجنٹ کو ان دونوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا تو اس ایجنٹ نے بتایا کہ کراس کلب عام سے غنڈوں اور بدمعاشوں کا کلب ہے اور جس نمبر پر اس لڑکی نے کال کی ہے وہ کراس کلب کے اسسٹنٹ مینجر ہوگر کا نمبر ہے اور ہوگر بزنس ٹور پر ایکریمیا گیا ہوا ہے اور سسلی اور جیکب دونوں کرانس کے عام سے نام ہیں۔ چونکہ ان کے اصل حلیئے معلوم نہیں ہیں اس لئے ان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ پھر چیف نے مخبری کرنے والی تمام تنظیموں سے معلومات حاصل کیں لیکن کوئی بھی سسلی اور جیکب سے واقف نہیں ہے۔ کرانس کی تمام سرکاری تنظیموں میں بھی اس نام کے کوئی ایجنٹ موجود نہیں ہیں''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ ان کے نام کچھ اور ہوں۔ یہ نام انہوں نے ڈاج دینے کے لئے رکھے ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہوسکتا ہے لیکن اب انہیں ٹریس کیسے کیا جائے جبکہ چیف نے حکم دے دیا ہے کہ نہ صرف انہیں ٹریس کیا جائے بلکہ وہ فارمولا بھی واپس لایا جائے۔ اب تم خود بتاؤ کہ یہ کیسا مشن ہے

جس کی کوئی کل ہی نہیں ہے بلکہ مجھے تو اس مشن کا کوئی سر پیر ہی دکھائی نہیں دیتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس فارمولے کی تو وہاں کاپیاں کر لی گئی ہوں گی۔ پھر''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''سرداور نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر اعظم نے اس فارمولے پر مزید تحقیقات کر کے اس کی خامیاں دور کر دی تھیں اور ان خامیوں کو دور کرنے والی ریسرچ نوٹس کی فائل اس نے ایک خفیہ سیف میں رکھی ہوئی تھی۔ اس طرح خامیوں والا اصل فارمولا تو وہ لڑکی سسلی لے گئی جبکہ خامیاں دور کرنے والے ریسرچ نوٹس کے کاغذات سرداور کو مل گئے۔ اب مسئلہ یہ پیدا ہوگیا ہے کہ بغیر اصل فارمولے کے ان خامیوں کو دور کرنے والے ریسرچ نوٹس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا اور جو لوگ یہ اصل فارمولا لے گئے ہیں وہ بھی اس سے کوئی فوری فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ان خامیوں کو سرداور جیسے سائنسدان بھی دور نہ کر سکتے تھے۔ یہ اس ڈاکٹر اعظم کا ہی کام تھا کیونکہ فارمولا اس کی اپنی تخلیق تھا۔ چنانچہ چیف نے حکم دے دیا ہے کہ یہ فارمولا واپس لایا جائے چاہے اس کی ہزاروں کاپیاں ہی کیوں نہ ہو چکی ہوں''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے لیکن کرانس کے ساتھ تو پاکیشیا کے انتہائی قریبی دوستانہ تعلقات ہیں پھر کرانس نے یہ حرکت کیوں کی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ابھی تو صرف ناٹران کی رپورٹ ہے کہ یہ ایجنٹ کافرستان سے کرانس گئے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کرانس سے آگے کسی اور ملک چلے گئے ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ایکسٹو''...... ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ یس چیف۔ حکم''...... جولیا نے یکلخت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران یہاں موجود ہے''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس چیف''...... جولیا نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا کر اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود ہمراہ ممبران حاضران جولیا از فلیٹ بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور لے کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سرسلطان کو فون کرو انہوں نے تمہیں کوئی ضروری بات بتانی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''اتنے بھاری بھرکم تعارف کے باوجود اتنا مختصر حکم''...... عمران

نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا میری بات عالی جناب سیکرٹری صاحب سے بات ہو سکتی ہے''...... عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ ایک منٹ میں بات کراتا ہوں''۔ دوسری طرف سے پی اے کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ایک منٹ سے نہیں۔ میری سر سلطان سے بات کراؤ''۔ عمران نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''سرسلطان کہا کریں جناب۔ بغیر سر کے سلطان کیسے ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے سر ہو گا تو تاج سلطانی بھی اس پر رکھا جائے گا اور جب تک تاج سلطانی نہ ہو تو سلطانی وزارت بے محکمہ بن کر رہ جاتی ہے''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''لگتا ہے تمہاری زبان کو روکنے کے لئے پارلیمنٹ میں اب کوئی خاص قانون سازی کرنا پڑے گی''...... سرسلطان نے غصیلے

لہجے میں کہا۔

"یعنی قانون زبان بندی۔ واہ۔ کیا شعر ہے کسی مشہور شاعر کا کہ......" عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہونے لگی لیکن دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔

"ارے۔ ارے۔ یعنی خود ہی اس قانون پر عمل شروع کر دیا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کریڈل دبا دیا۔

"یہ تم سرسلطان جیسے آفیسر کے ساتھ بھی اس قسم کی فضول باتیں کیوں کرتے ہو۔ نانسنس۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انچارج بھی ہیں"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہوں گے۔ میرا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق میں تو ایک مرنجان مرنج، حقیر فقیر سا آدمی ہوں جس کی دم بھی کٹی ہوئی ہے جبکہ تم سب کے ساتھ سیکرٹ سروس کی دم جڑی ہوئی ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بار پھر پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ یہ تمہارے صاحب کو ادھوری بات کرنے کا کیا شوق ہے۔ ادھر بات شروع کرو اور فون بند کر دیتے ہیں کیا ان کے پیٹ میں درد ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان سے کہو کہ وہ

کسی حکیم کے پاس جا کر دوا لیں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"صاحب آج بے حد مصروف ہیں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"اوہ۔ اگر اتنے مصروف ہیں تو پھر اس کا مطلب ہے کہ مجھے اب انہیں ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد فون کرنا پڑے گا۔ پھر ہی شاید ان سے میری بات ہو سکے گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایک منٹ میں کراتا ہوں بات"...... پی اے نے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"جناب۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو فون کروں۔ میں ان کے حکم کی تعمیل میں فون کر رہا ہوں"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے چیف کو بتایا نہیں کہ تم مجھے کس کس طرح تنگ کرتے ہو۔ زچ آ جاتا ہوں میں تمہاری باتوں سے"...... سرسلطان نے کہا۔

"بتایا تھا جناب۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ چونکہ آج کل صرف صبح کی سیر کرتے ہیں ورزش نہیں کرتے اس لئے آپ کو تنگ کر کے سمارٹ رکھا جائے تا کہ پولیس والوں کی طرح آپ کی توند نہ نکل آئے"...... عمران کی زبان ایک بار پھر پٹڑی سے اترنے لگی

تھی۔

''تم واقعی شیطان ہو۔ بہرحال میں نے چیف کو بتایا ہے کہ چیف سیکرٹری کرانس نے سرکاری طور پر بھی یہی جواب دیا ہے اور مجھے فون کر کے بھی انہوں نے ذاتی طور پر یہی بتایا ہے کہ فارمولے کے حصول کے پیچھے کرانس نہیں ہے۔ کرانس دوست ممالک کے خلاف اس قسم کی کارروائی نہیں کرتا''...... سرسلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کے علاوہ بھی انہوں نے کوئی بات کی ہے''...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''ہاں۔ انہوں نے ذاتی طور پر مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں ان کی طرف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو یقین دلا دوں کہ کرانس اس سلسلے میں ملوث نہیں ہے اور اس کے باوجود اگر انہوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کرانس بھجوایا تو اسے دوستانہ تعلقات کی خلاف ورزی سمجھا جائے گا''...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ نے چیف کو بتایا ہے''...... عمران نے اس سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں اور انہوں نے کہا ہے کہ وہ تمہیں کال کر کے کہہ دیتے ہیں کہ تم مجھ سے براہ راست بات کر لو۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ عمران کو لیڈر بنا کر کرانس کا مشن اس کے ذمے لگا چکے ہیں اس

لئے اب فیصلہ عمران نے خود کرنا ہے۔ اس لئے اب تم خود سوچو کہ تمہیں کیا کرنا ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا تو جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ چیف اس قدر اصول پسند بھی ہو سکتا ہے۔

''تو پھر آپ کا کیا حکم ہے۔ آپ بھی بہرحال پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انچارج ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں صرف انتظامی انچارج ہوں اور کچھ نہیں''...... سرسلطان نے کہا۔

''چلیں جناب۔ انتظامی انچارج ہی سہی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چیف سیکرٹری لارڈ بوفمین کا لہجہ کچھ بدلا بدلا سا لگ رہا تھا اس لئے میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بات کسی خاص مقصد کے پیش نظر کی ہے اس لئے تمہیں وہاں جانا چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر کرانس اس معاملے میں ملوث نہیں ہے تو پھر تم بھی اس کے خلاف کچھ نہیں کرو گے اور اگر وہ ملوث ہے تو پھر پاکیشیا کے مفادات کے سامنے لارڈ بوفمین کیا میں اپنے آپ کو بھی کسی بھی صورت میں معاف نہیں کر سکتا''...... سرسلطان نے انتہائی گھمبیر لہجے میں کہا۔

''ویری گڈ۔ آپ واقعی سلطان ہیں۔ وہ بھی بڑے سر والے سر

سلطان۔ آج مجھے یقین ہو گیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو لارڈ بوفمین کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا بلکہ اب وہ آپ کے سامنے شرمندہ ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''حیرت ہے چیف نے خود فیصلہ کرنے کی بجائے ساری بات تم پر ڈال دی ہے لیکن کیوں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ میری اہمیت کو جانتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہمیں بہرحال کرانس جانا ہو گا۔ وہاں جا کر معلوم ہو گا کہ سسلی اور جیکب کون ہیں اور فارمولا کہاں پہنچ چکا ہے۔ اس کے بعد ہی بات مزید آگے بڑھ سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ان کا پتہ کیسے چلے گا''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''ظاہر ہے اس کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے پڑیں گے۔ ہاتھ پاؤں مارے بغیر تو دنیا کا کوئی کام نہیں ہوتا''...... عمران نے کہا تو ان سب نے طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کرانس کی زیرو ون ایجنسی کا چیف کراسٹو اپنے خصوصی آفس میں موجود تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سن کر اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔

''یس۔ کم اِن''...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور سسلی مخصوص انداز میں مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ سسلی کو دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ سسلی میز کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔

''بیٹھو''...... کراسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ آپ نے مجھے اچانک کال کر کے واپس آنے کا کہا تو مجھے بے حد حیرت ہوئی۔ کیا ہوا ہے۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مسئلہ ختم ہو گیا ہے کیا وہ لوگ ناکام ہو کر واپس چلے گئے ہیں''۔ سسلی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ابھی تو وہ لوگ یہاں پہنچے ہی نہیں''...... کراسٹو نے

کہا۔

''اوہ۔ تو پھر آپ نے مجھے اور جیکب کو ایکریمیا سے واپس کیوں بلا لیا ہے''...... سسلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیونکہ اب صورتحال تبدیل ہو چکی ہے سسلی ڈیئر۔ اب تمہارا آؤٹ آف سکرین رہنا ضروری نہیں ہے''...... کراسٹو نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب چیف۔ آپ تو زبردست سسپنس سے کام لے رہے ہیں۔ آخر بات کیا ہے''...... سسلی نے کہا تو کراسٹو بے اختیار مسکرا دیا۔

''چیف سیکرٹری لارڈ بوفمین نے مجھے کال کیا تھا۔ چونکہ میں نے یہ مشن ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے حکم پر مکمل کیا تھا اس لئے چیف سیکرٹری صاحب کو اس کا علم نہ تھا لیکن پاکیشیا کے اعلیٰ حکام نے ان سے رابطہ کیا اور انہیں کہا کہ کرانس نے پاکیشیا کے خلاف یہ مشن مکمل کیا ہے جبکہ پاکیشیا اور کرانس کے درمیان انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں جس پر میں نے انہیں بتایا کہ یہ مشن ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے حکم پر مکمل کیا گیا ہے کیونکہ ہماری ایجنسی ان کے تحت ہے جس پر چیف سیکرٹری نے کہا کہ اب جب پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آ کر ہماری ایجنسی کے خلاف کام کرے گی اور اس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دے گی تو پھر کیا ہوگا۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بے حد مرعوب تھے۔ لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ ہماری ایجنسی کے بارے میں کوئی نہیں جانتا اور ہمارے ایجنٹوں نے اس انداز میں

کام کیا ہے کہ کسی طرح بھی انہیں معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ کام کرانس کا ہے اور اس کے باوجود بھی اگر وہ لوگ کرانس آئے تو ہم ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور پھر کرانس اتنا چھوٹا اور کمزور ملک بھی نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہو کر اپنے قومی مفادات کو بھی نظر انداز کر دے تو انہوں نے میری بات تسلیم کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ وہ پاکیشیا حکام کو کہہ دیں گے کہ کرانس اس معاملے میں ملوث نہیں ہے۔ اس طرح ہمیں ایک لحاظ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کی سرکاری اجازت حاصل ہو گئی ہے اور اسی لئے میں نے تمہیں، جیکب اور ہوگر تینوں کو واپس کال کر لیا ہے۔ اب تم نے محتاط رہنا ہے۔ میں نے پاکیشیا میں ایسے انتظامات کر دیئے ہیں کہ اگر علی عمران وہاں سے روانہ ہوا تو مجھے اطلاع مل جائے گی اور مجھے یقین ہے کہ اول تو وہ یہاں آ کر تمہیں اور مجھے ٹریس ہی نہ کر سکے گا اور اگر کر بھی لے تو پھر اس کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے''...... کراسٹو نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ویری گڈ باس۔ آپ نے واقعی بہت اچھا کام کیا ہے۔ اب آپ بے فکر ہو جائیں اگر یہ لوگ ہم سے ٹکرائے تو ان کی موت سو فیصد یقینی ہو گی''...... سسلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے ازخود ان کے پیچھے نہیں جانا۔ میں یہاں اس کی اپنے طور پر نگرانی کراؤں گا۔ اگر مجھے ایسے شواہد ملے کہ وہ تم تک یا مجھ

تک پہنچنے والا ہے تو پھر ہم سامنے آئیں گے ورنہ نہیں''...... کراسٹو نے کہا۔

''باس۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا ٹارگٹ ہم نہیں ہوں گے۔ فارمولا ہو گا اس لئے وہ فارمولا ٹریس کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ بات بہرحال آپ جانتے ہوں گے کہ فارمولا کہاں ہے''...... سسلی نے کہا۔

''میں نے پہلے ہی یہ بات سوچ رکھی ہے۔ فارمولا یہاں کرانس میں نہیں ہے بلکہ کولڈ لینڈ میں ہے اور وہاں کرانس کی انتہائی خفیہ لیبارٹری میں ہے جس کا علم کولڈ لینڈ والوں کو بھی نہیں ہے اس لئے فارمولے کے بارے میں مجھے کوئی فکر نہیں ہے''۔ کراسٹو نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ پھر واقعی وہ لوگ خود ہی ٹکریں مار کر واپس چلے جائیں گے''...... سسلی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کراسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر چیف سے جانے کی اجازت لے کر سسلی اٹھی، اس نے چیف کو سلام کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتی آفس سے باہر آ گئی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی گولڈن کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گولڈن کلب کی وسیع پارکنگ میں اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی مین ہال کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ گولڈن

کلب کے قوی ہیکل مالک ڈیف کے آفس میں داخل ہو رہی تھی۔

''اوہ۔ سسلی تم اور اس طرح اچانک۔ آؤ۔ آؤ''...... قوی ہیکل ڈیف نے اسے آتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہو گیا۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن اس کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ بھرپور جوان ہو۔

''میں خاص طور پر تمہیں پاس آئی ہوں ڈیف''...... سسلی نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحہ کرنے کے بعد وہ سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

''اچھا۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... ڈیف نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بہت اچھی طرح جانتے ہو''...... سسلی نے کہا تو ڈیف بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ لیکن تمہارا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے''...... ڈیف نے کہا۔

''پہلے تم بتاؤ کہ تم ان کے بارے میں کتنا جانتے ہو''...... سسلی نے کہا۔

''میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا البتہ اس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور وہ میرا گہرا دوست ہے''...... ڈیف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہ بتا دو کہ اگر علی عمران یہاں کرانس میں کسی مشن پر آئے تو وہ تم سے رابطہ کرے گا یا نہیں''...... سسلی نے کہا۔

''یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے لیکن تم مجھے پہلے بتاؤ کہ تمہارا ان سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے اور کھل کر بات کرو۔ تم نے ان کا نام لے کر مجھے انتہائی تشویش میں مبتلا کر دیا ہے''...... ڈیف نے کہا تو سسلی بے اختیار ہنس پڑی۔

''میں نے پاکیشیا میں ایک سرکاری مشن مکمل کرتے ہوئے ایک سائنسی فارمولا حاصل کیا ہے اور میں نے سنا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں اس فارمولے کی واپسی کے لئے آ رہی ہے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ انہیں کس طرح یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ میرا تعلق کرانس سے ہے حالانکہ میرا وہاں ان سے ٹکراؤ بھی نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے کرانس کا نام کہیں لیا ہے''...... سسلی نے کہا۔

''یہ ان کے لئے معمولی کام ہے سسلی۔ یہ شکر کرو کہ تمہارا وہاں ان سے ٹکراؤ نہیں ہوا ورنہ تم وہاں اپنا مشن پورا نہ کر سکتی تھی بلکہ تم شاید اتنی آسانی سے واپس بھی نہ آ سکتی تھی''...... ڈیف نے کہا۔

''بہرحال وہ مجھے تو کسی صورت بھی ٹریس نہیں کر سکتے۔ البتہ مجھے صرف ایک فکر ہے اور اسی فکر کے تحت میں تمہارے پاس آئی ہوں''...... سسلی نے کہا۔

''وہ کیا''...... ڈیف نے چونک کر پوچھا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ میرا تعلق زیرو ون ایجنسی سے ہے اور زیرو ون کا چیف کراسٹو ہے''...... سسلی نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے لیکن''...... ڈیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ فارمولا جو میں پاکیشیا سے لے آئی تھی وہ میں نے چیف کراسٹو کے حوالے کر دیا تھا اور چیف نے وہ فارمولا آگے کسی لیبارٹری میں پہنچا دیا تھا۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کو واپس حاصل کرنے آ رہی ہے اور لازمی بات ہے کہ اگر انہوں نے اس بات کا کھوج لگا لیا کہ فارمولا کراسٹو کو پہنچا دیا گیا ہے تو وہ چیف کراسٹو کو پریشان کرنے کی کوشش کریں گے''...... سسلی نے کہا۔

''لازمی بات ہے اور وہ اس کا کھوج بھی لگا لیں گے۔ تم اس بات کو حتمی اور یقینی سمجھو''...... ڈیف نے کہا۔

''اور یہی بات میں چیف کراسٹو سے کہہ نہیں سکتی کیونکہ وہ میری بات پر یقین نہیں کرے گا''...... سسلی نے کہا۔

''تو تم کیا چاہتی ہو''...... ڈیف نے پوچھا۔

''میں چاہتی ہوں کہ چیف کراسٹو انڈر گراؤنڈ ہو جائے لیکن ظاہر ہے مجھ میں یہ کہنے کی ہمت نہیں ہے''...... سسلی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہ بہرحال چیف ہے اور تم اس کی ماتحت اور

مجھے اس کی فطرت اور طبیعت کا بھی بخوبی علم ہے۔ اگر تم کہو تو میں اس سے کروں بات۔ ہو سکتا ہے کہ وہ میری بات مان لے کیونکہ وہ بھی میرا دوست ہے''...... ڈیف نے کہا۔

''نہیں۔ اس طرح وہ مجھ سے بدظن ہو جائے گا اور میں چیف کو خود سے بدظن نہیں کرنا چاہتی ہوں''...... سسلی نے کہا۔

''تو پھر تم مجھے بتاؤ کہ کیا چاہتی ہو۔ میں تمہاری ہر طرح سے مدد کرنا چاہتا ہوں''..... ڈیف نے کہا۔

''شکریہ ڈیف۔ اسی بنا پر تو میں تمہارے پاس آئی ہوں اور میں نے کھل کر ساری بات کر دی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اس عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ صرف ان کی تعریفیں ہی سن رہی ہوں یا میں نے لوگوں کو ان سے خوفزدہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے حتیٰ کہ چیف نے مجھے بتایا ہے کہ کرانس کے چیف سیکرٹری لارڈ بوفمین بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بے حد خوفزدہ ہیں۔ وہ تو یہ سن کر ہی گھبرا گئے تھے کہ زیرو دن ایجنسی نے یہ فارمولا پاکیشیا سے حاصل کیا ہے۔ یہ تو چیف کراسٹو نے انہیں حوصلہ دلایا تو انہوں نے ان کے خلاف کارروائی کی اجازت دے دی ہے''...... سسلی نے کہا۔

''وہ لوگ ہیں ہی ایسے۔ بہرحال تم اپنی بات کرو''...... ڈیف نے کہا۔

''میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ جب یہ لوگ یہاں پہنچیں مجھے

ان کی نشاندہی کر دی جائے''...... سسلی نے کہا۔

''یہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ عمران کرانس آئے گا تو لامحالہ مجھ سے رابطہ کرے گا''...... ڈیف نے کہا۔

''اوہ۔ کیا واقعی''...... سسلی نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ لیکن تم اس کے خلاف کیا کرو گی''...... ڈیف نے کہا۔

''میں نے ان کا خاتمہ کرنا ہے''...... سسلی نے کہا تو ڈیف بے اختیار ہنس پڑا۔

''کیوں اپنی جان کی دشمن ہو رہی ہو سسلی۔ وہ لوگ واقعی انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر تم میرا مشورہ مانو تو اپنے چیف کی خفیہ نگرانی کراؤ اور جب وہ تمہارے چیف کے سر پر پہنچ جائیں تو تم بھی حرکت میں آ جانا۔ پھر وہی ہو گا جو قدرت کو منظور ہو گا''۔ ڈیف نے کہا۔

''کیا تم مجھے نشاندہی نہیں کر سکتے''...... سسلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کر سکتا ہوں۔ لیکن سوچ لو پھر اس کی ساری ذمہ داری تمہاری اپنی ہو گی''...... ڈیف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ میں ساری ذمہ داری لینے کو تیار ہوں لیکن یہ بتاؤ کہ وہ تم سے کیوں لازمی ملے گا''...... سسلی نے کہا۔

''وہ میرا اس دور کا دوست ہے جب وہ اور میں اکٹھے آکسفورڈ

میں پڑھتے تھے۔ پھر میں ہوٹل بزنس میں آ گیا۔ اب وہ جب بھی کرانس آتا ہے مجھ سے ضرور ملتا ہے۔ میری شادی میں بھی شریک ہوا تھا اور تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میری بیوی ماریا اس کی اس قدر فین ہے کہ اگر عمران ماریا کو کہہ دے کہ میرے خلاف طلاق کا دعویٰ کر دے تو وہ ایک لمحہ سوچے بغیر دعویٰ دائر کر دے گی"۔ ڈیف نے کہا۔

"کیوں۔ وجہ"...... سسلی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ عمران ایسی باتیں کرنے کا ماہر ہے کہ تم اسے جادوگر کہہ سکتی ہو۔ اگر تم اس سے ایک بار دوستانہ انداز میں مل لو تو تمہارا بھی حشر ماریا جیسا ہی ہو گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دوں کہ عمران عورتوں کے معاملے میں انتہائی سنگدل واقع ہوا ہے۔ وہ صرف فلرٹ کرتا ہے وہ بھی صرف زبانی باتوں کی حد تک لیکن عورتیں اس کی انہی باتوں سے ہی پاگل ہو جاتی ہیں"...... ڈیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے اس سے دوستانہ انداز میں ملوا دینا"۔ سسلی نے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ تم اس سے دوستی کر کے اس پر اچانک فائر کھول دو گی تو یہ بات ذہن سے نکال دو۔ وہ لاکھوں آنکھیں رکھنے والے کیڑے کی طرح ہے اور ایک لمحے کے کروڑویں حصے میں دفاع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس جیسا تیز اور خطرناک انسان شاید ہی اس روئے زمین پر کہیں موجود ہو"...... ڈیف نے

سنجیدگی سے کہا۔

"میں اس سے واقعی دوستی کروں گی البتہ میں اس کا خاتمہ اس وقت کروں گی جب وہ چیف یا فارمولے کے خلاف واقعی خطرہ بن جائے گا۔ اس سے پہلے نہیں"...... سسلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہو جائے گا لیکن تمہارا نام اور تمہارا تعارف کیا ہو گا۔ یہ مجھے پہلے بتا دو"...... ڈیف نے کہا۔

"نام یہی سسلی بتا دینا۔ اس نام کا اسے تو علم ہی نہیں ہو گا اور اگر ہو گا بھی سہی تو پھر کیا ہو جائے گا۔ اچھا ہے وہ خود ہی کھل کر سامنے آ جائے گا اور کام تمہیں معلوم ہے کہ میں انٹرنیشنل میگزین کی کرائم رپورٹر ہوں"...... سسلی نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ بے فکر رہو لیکن آخری بار کہہ دوں کہ تم نے انتہائی محتاط رہنا ہے۔ یوں سمجھو کہ تم ڈائریکٹ آگ کے دریا میں چھلانگ لگا رہی ہو جس میں چھلانگ لگاتے ہی تم جل کر بھسم ہو سکتی ہو"...... ڈیف نے کہا تو سسلی بے اختیار ہنس پڑی۔

"تمہیں ابھی میری صلاحیتوں کا علم نہیں ہے ڈیف۔ بہرحال وقت سب کچھ بتا دے گا"...... سسلی نے کہا۔

"او کے۔ اب بات چیت ختم۔ اب میں تمہارے لئے شراب منگواؤں"...... ڈیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ضرور"...... سسلی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ڈیف نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر آرڈر دینا شروع کر دیا اور سسلی نے

اپنے کاندھے سے لٹکا ہوا ہینڈ بیگ اتار کر ایک طرف رکھا اور اس طرح اطمینان سے بیٹھ گئی جیسے اب اس نے کافی دیر تک یہاں بیٹھنے کا ارادہ کر لیا ہو جبکہ ڈیف اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ سسلی جس طرح عمران کو ہلاک کرنے کا سوچ رہی ہے اس کا الٹ ہی ہو گا۔ سسلی نے اگر عمران سے ٹکرانے کی کوشش کی تو پھر اس کا اپنا بچاؤ مشکل ہو جائے گا اور آخر کار وہ عمران کے ہاتھوں ماری جائے گی لیکن وہ سسلی کی فطرت جانتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس نے سسلی کے سامنے ایسی کوئی بات کہہ دی تو سسلی اسے بھی ہلاک کرنے میں ایک لمحے کی دیر نہ لگائے گی اس لئے اس نے اپنی اس سوچ کو اپنے ذہن تک ہی محدود رکھا تھا۔ اس کے سوا وہ کچھ کر بھی تو نہیں سکتا تھا۔

کراسٹو اپنے آفس میں بیٹھا مخصوص دفتری کاموں میں مصروف تھا کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کراسٹو بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... کراسٹو نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”ہوگر بول رہا ہوں جناب۔ کراس کلب سے“...... دوسری طرف سے ہوگر کی آواز سنائی دی۔

”تم ایکریمیا سے واپس آگئے ہو“...... کراسٹو نے چونک کر پوچھا۔

”یس سر۔ میں نے آفس میں اپنی آمد کی رپورٹ کر دی تھی“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہونہہ۔ پھر کال کیوں کیا ہے“...... کراسٹو نے کہا۔

”چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں رپورٹ دینی ہے“...... ہوگر نے کہا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سن کر کراسٹو

بے اختیار چونک پڑا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس''...... کراسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم ہر طرف انتہائی شد و مد سے سلی کو تلاش کرتی پھر رہی ہے''...... ہوگر نے جواب دیا تو کراسٹو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم اور سلی کو تلاش کر رہی ہے۔ کیا مطلب''...... کراسٹو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں اپنی واپسی کی آفس میں رپورٹ کر کے جیسے ہی کراس کلب اپنے آفس میں پہنچا تو چار پاکیشیائی مرد اور ایک سوئس نژاد عورت میرے آفس میں پہنچ گئے۔ مرد اپنے انداز اور قدوقامت سے ہی تربیت یافتہ ایجنٹ لگتے تھے۔ سوئس نژاد عورت شاید ان کی لیڈر تھی۔ بہرحال انہوں نے مجھ سے سلی کے بارے میں پوچھ گچھ شروع کر دی۔ ان کا انداز بے حد جارحانہ تھا جس سے میں سمجھ گیا کہ اگر میں نے انکار کیا تو وہ مجھ پر تشدد کر کے معلومات حاصل کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے اس لئے طے شدہ ون ون پلان کے تحت میں نے انہیں سٹار کلب کے مارگ کی طرف ریفر کر دیا ہے اور سلی کو سٹار گروپ کا ممبر بتایا۔ میں نے ان کے کہنے پر مارگ کو فون کر کے کنفرمیشن بھی کرا دی اور مارگ کو طے شدہ ون ون پلان کے مطابق میں نے بات کرنے سے پہلے ہی دو بار ہیلو کہا جس سے وہ بھی سمجھ گیا کہ میں اسے ون ون پلان

کی جانب اشارہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے معاملہ اوکے کر دیا اور یہ سب میرے آفس سے نکل کر سٹار کلب کی طرف چلے گئے۔ میں نے ان کے جانے کے بعد اپنے آفس کی تلاشی لی لیکن وہاں کوئی ڈکٹا فون موجود نہ تھا۔ اس کے باوجود میں نے مارگ کو فون نہیں کیا۔ ابھی تھوڑی دیر بعد پہلے مارگ کا فون آیا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ یہ لوگ اس پارٹی کے بارے میں جاننے پر بضد تھے جس نے سلی کو اس فارمولے کے حصول کا مشن دیا تھا۔ وہاں بھی ان کا انداز بے حد جارحانہ تھا اس لئے مارگ نے بھی ون ون پلان پر عمل کرتے ہوئے انہیں زیرو گروپ کا حوالہ دے دیا اور پھر زیرو گروپ کے چیف سانگ ہو سے فون پر بات کر کے انہیں کنفرم کرا دیا کہ یہ پارٹی زیرو گروپ تھی۔ جس پر یہ ایجنٹ فائٹ کلب چیف سانگ ہو کے پاس پہنچ گئے جس نے انہیں کنفرم کرا دیا کہ انہوں نے یہ فارمولا ایکریمیا کے ٹاور سینڈیکیٹ کے لئے حاصل کیا تھا اور ٹاور سینڈیکیٹ کو فارمولا بھجوا دیا گیا ہے اور اس نے ایکریمیا میں کوبرا ہوٹل کے مینجر ہیومنگ کو فون کر کے یہ بات پلان کے مطابق کنفرم کرا دی۔ اس طرح یہ لوگ پوری طرح مطمئن ہو گئے کہ فارمولا کرانس میں موجود نہیں ہے بلکہ فارمولے کی ڈائری ایکریمیا کے ٹاور سینڈیکیٹ کو بھجوا دی گئی ہے''...... ہوگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ تو پھر''...... کراسٹو نے کہا۔

''باس۔ جیرٹ ان کی نگرانی کرا رہا ہے اور اس نے رپورٹ دی ہے کہ ابھی یہ لوگ کرانس میں ہی موجود ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ جلد ہی ایکریمیا جا کر ٹاور سینڈیکیٹ سے ٹکرائیں گے اور آپ جانتے ہیں کہ ٹاور سینڈیکیٹ ان کا خاتمہ آسانی سے کر سکتا ہے''...... ہوگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ پوری طرح مطمئن ہو چکے ہیں یا نہیں''...... کراسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ وہ پوری طرح مطمئن ہو چکے ہیں۔ آپ نے خود ہی ایسا فول پروف پلان بنایا تھا کہ اس کے بعد ان کا سو فیصد مطمئن ہو جانا یقینی تھا اور ایسا ہی ہوا ہے''...... ہوگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جیرٹ ان کی نگرانی کس انداز میں کرا رہا ہے''...... کراسٹو نے پوچھا۔

''اوپن سیٹلائٹ کی مدد سے جسے چیک ہی نہیں کیا جا سکتا''...... ہوگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور سسلی کہاں ہے''...... کراسٹو نے پوچھا۔

''اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے باس۔ مجھ سے ابھی تک اس نے کوئی رابطہ نہیں کیا''...... ہوگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ پھر بھی انتہائی محتاط رہنا۔ یہ لوگ انتہائی

شاطر ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ تم لوگوں کو چکر دے کر اصل بات تک پہنچ جائیں''...... کراسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں چیف۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کے باوجود ہم بہرحال اس وقت تک انتہائی محتاط رہیں گے جب تک یہ لوگ کرانس سے چلے نہیں جاتے''...... ہوگر نے جواب دیا۔

''او کے۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے اطلاع دے دینا''۔ کراسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سٹار کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مارگ سے بات کراؤ۔ میں کراسٹو بول رہا ہوں''...... کراسٹو نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ مارگ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سٹار کلب کے مارگ کی آواز سنائی دی۔

''کراسٹو بول رہا ہوں''...... کراسٹو نے کہا۔

''اوہ ایک منٹ سر''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ کراسٹو سمجھ گیا کہ وہ فون لائن کو محفوظ کر رہا ہو گا۔

''ہیلو سر۔ اب فون لائن محفوظ ہے''...... چند لمحوں بعد مارگ کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

"مجھے ابھی ہوگر نے رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارے پاس پہنچی ہے اور تم نے انہیں مطمئن کر کے بھیج دیا ہے۔ کیا یہ رپورٹ درست ہے"...... کراسٹو نے کہا۔

"یس سر۔ بالکل درست ہے۔ ہوگر نے مجھے مخصوص اشارہ کر دیا تھا اس لئے میں نے ون ون پلان پر عمل کیا اور وہ لوگ مطمئن ہو کر چلے گئے۔ میں نے انہیں پلان کے مطابق چیف سانگ ہو کی ٹپ دی تھی"...... مارگ نے کہا۔

"اوکے۔ پھر بھی تم نے محتاط رہنا ہے۔ جب تک یہ لوگ کرانس میں موجود ہیں خطرہ بہرحال موجود رہے گا"...... کراسٹو نے کہا۔

"یس سر۔ ویسے آپ اگر مجھے خصوصی طور پر حکم نہ دیتے تو ان کا خاتمہ بے حد آسان تھا۔ ان کی لاشیں بھی غائب کر دی جاتیں"...... مارگ نے کہا۔

"تمہیں ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ ویسے بھی ان چند افراد کے خاتمے سے کسی ملک کی سیکرٹ سروس ختم نہیں ہو جاتی۔ اس لئے تم ایسا سوچنا بھی مت۔ بدمعاشی اور غنڈہ گردی سے سیکرٹ ایجنٹوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا"...... کراسٹو نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آئی ایم سوری سر۔ بہرحال میں نے انہیں ہر طرح سے مطمئن کر دیا ہے"...... مارگ نے کہا۔

"اوکے"...... کراسٹو نے کہا اور اس نے ایک بار پھر کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"فائٹ کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کراسٹو بول رہا ہوں۔ چیف سانگ ہو سے بات کراؤ"۔ کراسٹو نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ چیف سانگ ہو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور خاصی کرخت آواز سنائی دی۔

"کراسٹو بول رہا ہوں"...... کراسٹو نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سانگ ہو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تم نے ہر لحاظ سے مطمئن کر دیا ہے"...... کراسٹو نے کہا۔

"یس سر۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے انہیں ناور سنڈیکیٹ کی ٹپ دے دی تھی اور ناور سنڈیکیٹ کے جیومنگ کو آپ کی ہدایت کے مطابق سپیشل کوڈ میں فون بھی کر دیا تھا۔ اس طرح وہ لوگ ہر لحاظ سے مطمئن ہو گئے تھے"...... چیف سانگ ہو نے کہا۔

''اوکے۔ گڈ شو۔ تمہارا معاوضہ تمہیں پہنچ جائے گا''...... کرسٹو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''تھینک یو سر۔ ہم تو بہرحال آپ کے خادم ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرسٹو نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چکر دینے کے لئے یہ سارا سیٹ اپ کیا تھا۔

ہوگر تو بہرحال زیرو ون کا ہی آدمی تھا البتہ اس نے مارگ، چیف سانگ ہو اور ہیومنگ تینوں کو زیرو ون ایجنسی کی طرف سے باقاعدہ ہائر کیا تھا۔ چونکہ زیرو ون ایجنسی سرکاری ادارہ تھا اس لئے اس نے انہیں اس کام کے لئے باقاعدہ بھاری معاوضہ بھی ادا کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے اس پلان کے تحت معاملات اب صحیح رخ پر چلے گئے تھے۔

اسے یقین تھا کہ اس کا ون ون پلان کامیاب رہے گا اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس لامحالہ ٹاور سینڈیکیٹ کے پیچھے ایکریمیا جا کر کام کرے گی اور ہیومنگ نے اسے بتایا تھا کہ ٹاور سینڈیکیٹ خود ہی ان سے نمٹ لے گی۔ گو اسے معلوم تھا کہ غنڈے اور بدمعاش سیکرٹ ایجنٹوں کا کسی طور بھی مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن چونکہ وہ ٹاور سینڈیکیٹ کے بارے میں کافی کچھ جانتا تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ یہ لوگ بہرحال ان کے لئے آسان ٹارگٹ ثابت نہیں ہوں

گے اور پھر جو کچھ بھی ہوگا ایکریمیا میں ہی ہوگا۔ کرانس میں نہیں ہوگا۔ یہی بات اس کے لئے باعث اطمینان تھی۔ ابھی وہ بیٹھا اس معاملے پر سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو وہ چونک اٹھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرسٹو نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''سسلی بول رہی ہوں چیف''...... دوسری طرف سے سسلی کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ تم کہاں سے بات کر رہی ہو سسلی''...... کرسٹو نے چونک کر پوچھا۔

''شارک کلب سے چیف''...... سسلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس تم تک تو نہیں پہنچی''...... کرسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

''نہیں چیف۔ البتہ میں نے ہوگر کو فون کیا تو اس نے مجھے ساری تفصیل بتائی ہے لیکن چیف کیا اس طرح چھپ کر بیٹھنے سے مسئلہ حل ہو جائے گا''...... سسلی نے کہا۔

''ہم نے انہیں ڈی ٹریک کر دیا ہے سسلی۔ اب وہ ایکریمیا میں دھکے کھاتے پھریں گے اور یہی ہماری کامیابی ہے''...... کرسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ اگر اجازت دیں تو میں ان سے مل کر ان کی مزید تسلی

کرا دوں''...... سسلی نے کہا۔

''مزید تسلی۔ کیا مطلب''...... کراسٹو نے چونک کر پوچھا۔

''میں ان سے مل کر انہیں بتا دیتی ہوں کہ میرا تعلق سٹار گروپ سے ہے اور مارگ کے حکم پر میں نے پاکیشیا سے فارمولا حاصل کیا اور اسے دے دیا اس طرح وہ پوری طرح مطمئن ہو جائیں گے''...... سسلی نے کہا۔

''تم احمق ہو سسلی۔ میں تو سمجھتا تھا کہ تم عقلمند ہو لیکن تم نے یہ بات کر کے مجھے مایوس کر دیا ہے''...... کراسٹو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ چیف۔ کیا مطلب۔ میں تو انہیں پوری طرح مطمئن کرنے کے لئے ایسا کہہ رہی ہوں''...... سسلی نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے فارمولے کے حصول کے لئے اپنی عادت کے مطابق پاکیشیا میں یقیناً قتل و غارت کی ہو گی''...... کراسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ بہرحال ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے''...... سسلی نے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے سائنس دانوں کی قاتلہ کو دوست سمجھ کر چھوڑ دے گی اور دوسری بات یہ کہ [illegible] بتائے ہوئے ون ون پلان کے مطابق تم اور جیکب چھٹیاں

منانے ایکریمیا گئے ہوئے ہو اور میرا تم سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ اس کے بعد اگر تم خود ان کے پاس پہنچ جاتی ہو تو پھر وہ تمہاری گردن دبا کر تم سے سب کچھ اگلوا لیں گے''...... کراسٹو نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ اس بات کا تو مجھے واقعی خیال ہی نہ رہا تھا''...... سسلی نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسی ہی غلطیوں سے ماسٹر پلان بھی ناکام ہو جاتے ہیں۔ تم نے کسی صورت بھی ان کے سامنے نہیں آنا۔ یہ میرا حکم ہے سمجھی تم''...... کراسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ میں سمجھ گئی ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''جیکب کو بھی اطلاع کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان سے ٹکرا جائے''...... کراسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ میں کہہ دوں گی''...... سسلی نے کہا اور کراسٹو نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک تکدر کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے سسلی کی حماقت پر واقعی غصہ آ رہا تھا کہ وہ عمران سے مل کر خود کو موت کے حوالے کرنے کا سوچ رہی ہے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہوٹل روز ولا کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ وہ ابھی فائٹ کلب کے چیف سانگ ہو سے مل کر واپس آئے تھے اور چیف سانگ ہو سے انہوں نے جو کچھ معلوم کیا تھا اور وہ بات کنفرم بھی کرا دی گئی تھی اس کے مطابق فارمولا کرانس میں نہیں بلکہ ایکریمیا بھجوایا گیا تھا اور ٹاور سینڈیکیٹ نے ایک طویل چکر چلا کر فارمولا پاکیشیا سے اس لڑکی سسلی کی مدد سے حاصل کیا تھا اور نہ صرف فارمولا ایکریمیا پہنچ چکا تھا بلکہ سسلی اور اس کا ساتھی جیکب جو کرانس کے سٹار گروپ کے رکن تھے چھٹیاں منانے ایکریمیا گئے ہوئے تھے۔

اس لئے اب جولیا اور تنویر کی رائے تھی کہ انہیں فوری طور پر ایکریمیا پہنچ کر اس ٹاور سینڈیکیٹ سے فارمولے کی واپسی کے مشن پر کام کرنا چاہئے لیکن صفدر گومگو کی کیفیت کا شکار تھا۔ وہ جولیا اور تنویر کا ہم خیال بھی تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ شکوک میں بھی

مبتلا تھا جبکہ کیپٹن شکیل اور عمران دونوں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اب تک ہونے والی گفتگو میں سرے سے کوئی حصہ ہی نہ لیا تھا۔

"کیپٹن شکیل۔ تمہارا کیا خیال ہے"...... اچانک جولیا نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس جولیا۔ ہو سکتا ہے کہ میری رائے سے آپ کو اتفاق نہ ہو لیکن تمام حالات کا اچھی طرح تجزیہ کرنے پر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہمیں دانستہ ڈی ٹریک کیا جا رہا ہے"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا اور تنویر کے ساتھ ساتھ صفدر بھی چونک پڑا۔

"وہ کیسے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کراس کلب سے لے کر فائٹ کلب تک جو واقعات پیش آئے ہیں اور جس طرح آسانی سے معاملات کو آگے بڑھایا گیا ہے یہ انداز مصنوعی معلوم ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان لوگوں نے پہلے سے ہی سب کچھ طے کر رکھا تھا کہ جیسے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس ان سے رابطہ کرے یہ معاملات کو اس انداز میں آگے بڑھا دیں تاکہ ہم ڈی ٹریک ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ یہی بات میرے لاشعور میں تھی لیکن میں اس کی شعوری طور پر وضاحت نہ کر پا رہا تھا۔ واقعی یہ سب کچھ مجھے بھی مصنوعی

لگ رہا ہے''...... صفدر نے فوراً ہی کیپٹن شکیل کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''یہ سب کچھ تمہیں اس لئے مصنوعی لگ رہا ہے کہ ہمیں کسی جگہ ہاتھ پاؤں نہیں ہلانے پڑتے۔ یہ کرانس کے لوگ دولت کے پجاری ہیں انہوں نے دولت لے لی اور معاملات اوپن کر دیئے۔ اگر یہی باتیں ہم ان کی گردن پر پیر رکھ کر معلوم کرتے تو تمہیں یہ سب کچھ مصنوعی نہ لگتا''...... تنویر نے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

''میں نے تو صرف اپنی رائے کا اظہار کیا ہے ضروری نہیں کہ یہ صحیح ہو۔ یہ غلط بھی ہو سکتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم خاموش بیٹھے ہوئے ہو۔ تم بتاؤ''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں اپنی عادتیں تبدیل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اس لئے مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ مجھے تم بس حکم دیتی رہو اور میں اس پر عمل کرتا رہوں گا''...... عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے کراس کلب کے ہوگر کو خاص طور پر کہا تھا کہ جس طرح تم ایکریمیا سے واپس پہنچ گئے ہو اسی طرح سسلی بھی پہنچ جائے گی۔ اس بات کا کیا مطلب تھا''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شاید پہلے بھی عمران سے یہ بات پوچھ چکا تھا لیکن عمران نے اسے ٹال دیا تھا۔

''ہوگر اس تنظیم کا رکن ہے جس تنظیم کے ارکان سسلی اور جیکب ہیں۔ اگر پلان کے تحت ہوگر واپس آ سکتا ہے تو سسلی اور جیکب بھی آ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''پلان کے تحت۔ کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جس طرح کیپٹن شکیل عمران کی بات کی تائید کرتا رہتا ہے اسی طرح اب یہ کیپٹن شکیل کی بات کی تائید کرے گا۔ دونوں ایک دوسرے کو سپورٹ کرتے ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم بتاؤ عمران۔ تم نے طے شدہ پلان کے الفاظ کیوں کہے ہیں۔ کیا واقعی کیپٹن شکیل کا خیال درست ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کیپٹن شکیل کے خیال کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ تم ایک بات بتاؤ کہ اگر ہوگر نہ ملتا تو ہم آگے کیسے بڑھتے۔ کیا پھر بھی تم مارگ اور چیف سانگ ہو تک پہنچ پاتے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ سٹار گروپ نے باقاعدہ پلاننگ کی ہے۔ لیکن کیوں''...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

''کوئی سٹار گروپ نہیں ہے۔ اصل گروپ یا تنظیم کوئی اور ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیسے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''معلوم تو مجھے اور بھی بہت کچھ ہے لیکن میں اپنی عادتیں تبدیل کر رہا ہوں اس لئے مجھ سے کچھ نہ پوچھو''...... عمران نے کہا۔

''میں تمہارا چوکھٹا ہی تبدیل کر دوں گی۔ سمجھے۔ تم نے یہ نیا انداز اپنا لیا ہے ہمیں خراب کرنے کا جبکہ لیڈر تم خود ہو اور سب کچھ تمہیں خود ہی سوچنا چاہئے''...... جولیا نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس کیس میں تو لیڈر تنویر ہے۔ میں تو بس جواب دہ ہوں۔ مجھے تم بس حکم دیتے رہو۔ میں تعمیل کرتا رہوں گا۔ تم نے میری فرمانبرداری تو دیکھی ہو گی کہ میں تمہارے ساتھ ساتھ رہا ہوں لیکن میں نے کسی معاملے میں ایک بار بھی مداخلت نہیں کی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر تم ناراض ہو گئے ہو تو آئی ایم سوری''...... تنویر نے فوراً ہی اپنی فطرت کے مطابق واضح انداز میں معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''اب بولو۔ اب تو تمہیں شرم آ جانی چاہئے''...... جولیا نے پہلے کی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''شرم تو صرف اس وقت آ سکتی ہے جب منہ پر سہرا موجود ہو اور سہرے کی لڑیوں کے درمیان سے دلہن کو دیکھے جانے کا سکوپ بن رہا ہو''...... عمران نے کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج

اٹھا۔

''تم جیسا ڈھیٹ بھی سہرا باندھے گا۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے''...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تنویر اجازت دے تو میں اسی وقت سہرا باندھ سکتا ہوں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن سہرا باندھ کر کیا کرو گے۔ جب صفدر ہی تمہارا کام نہیں کرے گا''...... تنویر بھی شاید موڈ میں تھا اس لئے اس نے ناراض ہونے کی بجائے ایسی بات کر دی۔

''ارے۔ وہ تو تمہارے خوف سے خطبہ نکاح یاد نہیں کرتا ورنہ ایک ہی سانس میں وہ خطبہ نکاح ازبر کر لے۔ کیوں صفدر''۔ عمران نے کہا۔

''تمہاری یہ عادت تبدیل ہونی چاہئے کہ جہاں کام کی بات ہو رہی ہو تم اپنی فضولیات شروع کر دیتے ہو''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''اصل کام کی بات تو یہی ہے۔ باقی تو سب کہانیاں ہیں''۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''عمران صاحب میرا خیال ہے کہ اس مشن میں آپ دانستہ دلچسپی نہیں لے رہے۔ شاید چیف نے اس بار چیک نہ دینے کا کہہ دیا ہے''...... اچانک صفدر نے کہا۔

''ارے ارے۔ کیوں بدشگونی کی بات کرتے ہو۔ تمہاری شکل اچھی ہے تو بات بھی اچھی ہی منہ سے نکالا کرو''...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تم واقعی دلچسپی نہیں لے رہے۔ مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی''...... جولیا نے کہا۔

''تنویر کی موجودگی میں دلچسپی لیتے ہوئے خوف آتا ہے''۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

''تمہاری تان آخر مجھ پر ہی آ کر کیوں ٹوٹتی ہے''...... تنویر نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سنو۔ اگر تم کام کرنا چاہتے ہو تو بتا دو ورنہ میں واقعی چیف سے بات کر کے کوئی اور لائحہ عمل طے کر لوں گی''...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''اور لائحہ عمل۔ وہ کیا۔ تمہارا مطلب کہیں تنویر سے تو نہیں ہے''...... عمران نے اس طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے جولیا کے اس فقرے نے اس پر قیامت توڑ دی ہو۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ فارمولا کرانس میں ہی ہے۔ ہمیں چیف سیکرٹری کو گھیرنا چاہئے''...... اس سے پہلے کہ جولیا یا تنویر کوئی بات کرتے کیپٹن شکیل بول پڑا۔

''چیف سیکرٹری بے چارے کو علم ہی نہ ہو گا ورنہ چیف سیکرٹری

لارڈ بوفمین جتنا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ڈرتا ہے اتنا تو تمہارا چیف بھی تم سے نہ ڈرتا ہو گا۔ یہ کسی اور سیکرٹری کی کارروائی ہے لیکن ہمیں اتنی دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک فون پر معاملہ کھل سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کسے فون کرو گے''...... جولیا نے کہا۔

''کوئی اللہ کا بندہ تو یہ بتا ہی دے گا کہ اصل مسئلہ کیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''تو اٹھاؤ رسیور اور کرو کال۔ کیوں خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی''...... عمران نے بڑے فرمانبردار نہ لہجے میں کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور سب اس طرح خاموش ہو گئے جیسے فون کے رسیور سے ابھی کسی جن کی آواز سنائی دے گی کہ کیا حکم ہے میرے آقا۔

''لیں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہر ایک کو لیں مت کہا کرو۔ کسی روز مشکل میں پھنس جاؤ گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ آواز تو علی عمران کی ہے۔ کیا واقعی''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''ارے میری آواز اتنی بھی کرخت نہیں ہے کہ تم اسے اتنے

طویل عرصے کے بعد بھی یاد رکھو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے بولنے والا ہنس پڑا۔

''مجھے چونکہ تمہاری کرانس میں آمد کا علم ہو چکا ہے اس لئے میں نے تمہیں فوراً پہچان لیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تمہیں تو یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں ہوٹل روز ولا میں ہوں اور یقیناً میرا کمرہ نمبر بھی معلوم ہو گا اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ کرانس پہنچنے کے بعد اب تک میں کہاں کہاں گیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ظاہر ہے ڈیف سے یہ باتیں کیسے چھپ سکتی ہیں جناب علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی صاحب''...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

''کمال ہے اس قدر ماہر نجومی رہتے ہیں کرانس میں۔ اس کا مطلب ہے کہ میں تم سے اپنا زائچہ بنوانے کی فیس کا جلد سے جلد بندوبست کر لوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ڈیف بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ سے اس بار ڈبل فیس لی جائے گی کیونکہ آپ نے اب تک جو کچھ کیا ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ آپ اب صرف دولت کمانے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کام کر رہے ہیں ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تھرڈ کلاس غنڈے پرنس آف ڈھمپ کو چکر دے جائیں اور پرنس آف ڈھمپ منہ اٹھائے اس طرح آگے

بڑھ جائے جیسے کسی بیل کو ہانکا جاتا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ارے ارے۔ غضب خدا کا۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ میرے ساتھی پہلے ہی مجھ سے ناراض ہو رہے ہیں کہ میں نے اب تک یہاں پہنچ کر کچھ نہیں کیا۔ تم یہ بات کر کے انہیں مزید شہ دینا چاہتے ہو''...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن ڈیف کی باتیں سن کر جولیا اور تنویر دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ صفدر نے معنی خیز انداز میں کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔

''انہوں نے ناراض تو ہونا ہی تھا۔ بہرحال آپ نے فون کیوں کیا ہے۔ آپ خود کیوں نہیں آئے میرے پاس''...... ڈیف نے کہا۔

''پچھلی بار تم نے جو مشروب پلایا تھا وہ اس قدر بد ذائقہ تھا کہ دو سال گزر جانے کے باوجود میرے منہ کا ذائقہ ٹھیک نہیں ہو سکا اس لئے مجبوری ہے۔ اس بار فون پر ہی گزارہ کرو''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف ڈیف بے اختیار ہنس پڑا۔

''جیسے آپ کی مرضی۔ بہرحال اتنا بتادوں کہ جو کچھ آپ کو بتایا یا سمجھایا گیا ہے یہ سب کچھ پہلے سے طے شدہ پلان کے مطابق تھا۔ باقی باتیں مزید کڑوا مشروب پینے کے دوران ہی ہو سکتی ہیں۔ تب تک گڈ بائی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ

ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''یہ ڈیف کون ہے''...... نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''گولڈن کلب کا مالک ہے۔ پہلے یہ کرانس کی سیکرٹ سروس کا چیف تھا۔ پھر ریٹائر ہو کر اس نے کلب کھول لیا۔ اسے یہاں کرانس کا انسائیکلو پیڈیا کہا جاتا ہے۔ اس نے مخبری کی اتنی بڑی تنظیم بنائی ہوئی ہے کہ کرانس میں ہونے والی کوئی بھی کارروائی اس کی تنظیم کی نظروں سے نہیں چھپ سکتی''...... عمران نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل کی بات درست تھی۔ واقعی ہمیں احمق بنایا گیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اگر یہ ہم کا لفظ تم نے صرف اپنے لئے احتراماً بولا ہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر ہم میں تنویر بھی شامل ہے تو پھر یہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے اور اسے قابل برداشت بنانے کے لئے مجھے یقیناً اپنے صفدر یار جنگ بہادر کی منت خوشامد کرنا پڑے گی''۔ عمران نے کہا۔

''میں اس میں شامل ہوں اور اب مجھے بھی احساس ہو رہا ہے کہ ہم واقعی ان غنڈوں بدمعاشوں کے ہاتھوں احمق بن گئے ہیں''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ آخر انہیں اتنا لمبا چوڑا پلان بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کا اصل مقصد کیا تھا''...... جولیا

نے کہا۔

''تمہارا خوف اور تمہاری دہشت''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ میرا خوف اور میری دہشت سے کیا مطلب ہوا''...... جولیا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو اس لئے تم میں پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس شامل ہے سوائے میرے لیکن کاش میں بھی تم سب میں شامل ہوتا تو میرا بھی سب پر رعب ہوتا''۔ عمران نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم تو اس ٹیم کے لیڈر ہو''...... جولیا نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

''اب خوش ہو گئے ہو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''بڑے عرصے بعد خوشخبری ملی ہے صفدر۔ چلو میں تو قلاش اور مفلس ہوں تم تو نہیں ہو مٹھائی لے آؤ۔ زیادہ نہیں بس دس بیس من کافی ہے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''دس بیس من۔ اتنی مٹھائی کا کیا کریں گے''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے پورے کرانس کا منہ میٹھا کرانا ہو گا۔ آخر طویل عرصے کے بعد امید بر آئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اب اٹھو اور اس ڈیف کے پاس چلو تاکہ معاملات کو آگے بڑھایا جا سکے''...... اسی لمحے جولیا نے واش روم سے باہر آ کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس پلان کے خالق غنڈے اور بدمعاش نہیں ہو سکتے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سرکاری تنظیم کا کام ہے''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ غنڈے اور بدمعاش ایسے چکروں میں نہیں پڑا کرتے۔ وہ تو مارو اور مر جاؤ کے قائل ہوتے ہیں۔ یہ ذہانت کا کام سرکاری ایجنٹ اور ان کے چیف کرنے کی عادی ہوتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی ایک بار پھر پریس کر دیا۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی دوبارہ ڈیف کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''سوری پرنس۔ اس طرح سنجیدگی سے کام نہیں چل سکتا۔ آپ کو کڑوا مشروب دوبارہ پینا ہی پڑے گا''...... دوسری طرف سے ڈیف نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب تمہارا واقعی دنیا سے ریٹائرمنٹ کا وقت آ گیا ہے۔ ٹھیک ہے ایسے ہی سہی''...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب''...... ڈیف نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مطلب یہی کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ جو لوگ ایسا پلان بنا سکتے ہیں وہ نگرانی نہیں کر رہے ہوں گے اور تمہارے ساتھ ملاقات کے بعد سرکاری لوگ تمہاری خلاف کیا ایکشن لے سکتے ہیں یہ تم بھی جانتے ہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سرکاری لوگوں کی مجھے فکر نہیں ہے عمران صاحب۔ لیکن آپ کی بات درست ہے۔ کچھ پیچیدگیاں بہرحال پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس پہلو پر میں نے واقعی نہیں سوچا تھا حالانکہ مجھے اطلاع بھی مل چکی تھی کہ جیرٹ نامی تنظیم اوپن سیٹلائٹ سے آپ کی باقاعدہ نگرانی کرا رہی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھی ایک بار پھر چونک پڑے۔

''میں نے بھی اوپن سیٹلائٹ کی چیکنگ دیکھ لی ہے اسی لئے تو میں تمہیں فون کر رہا ہوں کہ اوپن سیٹلائٹ چیکنگ سسٹم میں بات چیت کور نہیں ہو سکتی اور انہیں یقیناً اس بات کا خیال نہیں آ سکتا کہ میں تمہیں فون بھی کر سکتا ہوں ورنہ وہ لازماً فون بھی ٹیپ کرنے کا بندوبست کر لیتے''...... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب آپ مزید شرمندہ نہ کریں عمران صاحب۔ میں واقعی آپ کی ذہانت کا مقابلہ نہیں کر سکتا''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں واقعی نہیں چاہتا کہ تمہیں مزید شرمندہ ہونے کا موقع دوں۔تم صرف اتنا بتا دو کہ یہ کام کس سرکاری ایجنسی نے سرانجام دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ زیرو ون نام کی ایک سرکاری ایجنسی ابھی حال ہی میں کرانس میں قائم کی گئی ہے جس کے چیف کا نام کراسٹو ہے۔سسلی اور جیکب دونوں اس کے گولڈن ایجنٹ ہیں۔ اس کا سربراہ چیف سیکرٹری کی بجائے ڈیفنس سیکرٹری کو بنایا گیا ہے۔ چیف سیکرٹری اس پاکیشیائی مشن سے واقعی لاعلم تھا اور سسلی خود میرے پاس آئی تھی۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ جب آپ کرانس آئیں تو میں اسے اطلاع کر دوں۔ وہ آپ سے ملاقات کے لئے انتہائی بے تاب تھی لیکن کراسٹو آپ کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے اس لئے اس نے نہ صرف سسلی کو آپ سے ملنے سے منع کر دیا بلکہ اس نے ہی یہ سارا پلان بنایا تھا کہ آپ کرانس سے کیمیا جانے پر مجبور ہو جائیں لیکن میری سمجھ میں یہ بات ابھی تک نہیں آئی کہ آپ ٹاور سینڈیکیٹ کے بارے میں جاننے کے باوجود کیوں اس بات پر خاموش رہے ہیں''...... ڈیف نے کہا۔

''ٹاور سینڈیکیٹ بھی میرے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے البتہ

کوبرا ہوٹل کا مینیجر ہیومنگ شاید میرے بارے میں نہیں جانتا ورنہ وہ پاکیشیا کا نام سن کر ہی اس پلان سے آؤٹ ہو جاتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ ابھی حال ہی میں ٹاور سینڈیکیٹ میں شامل ہوا ہے''...... ڈیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب آخری بات بھی بتا دو کہ فارمولا کس لیبارٹری میں بھیجا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے اس بارے میں واقعی معلوم نہیں ہے عمران صاحب ورنہ میں کم از کم آپ سے نہ چھپاتا''...... ڈیف نے کہا۔

''اچھا۔ یہ تو معلوم ہی ہو گا کہ کراسٹو کہاں موجود ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس کا ہیڈ کوارٹر سٹار بلڈنگ، ریڈ اسکوائر پر ہے لیکن وہ ان دنوں وہاں نہیں جاتا۔ اس نے اس وقت تک اپنے آپ کو انڈر گراؤنڈ کر لیا ہے جب تک آپ اور آپ کے ساتھی کرانس میں موجود ہیں''...... ڈیف نے کہا۔

''اور یہی حال یقیناً سسلی کا بھی ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ سسلی اور جیکب دونوں ہی انڈر گراؤنڈ ہو چکے ہیں''...... ڈیف نے کہا۔

''او کے۔ بے حد شکریہ اور کچھ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو کم از کم بد ذائقہ مشروب پینے سے تو میں بچ گیا ہوں۔ گڈ بائی''...... عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''حیرت ہے کہ ویسے تو یہ ڈیف سب کچھ جانتا ہے لیکن جب کوئی کام کی بات پوچھو تو انڈر گراؤنڈ کہہ کر بات ختم کر دیتا ہے۔کہ اسے نہیں معلوم کہ یہ لوگ انڈر گراؤنڈ ہو کر کہاں موجود ہیں''۔ جولیا نے کہا۔

''وہ پاکیشیائی نہیں کرانس کا شہری ہے البتہ میرے احسانات اتارنے کے لئے وہ بنیادی باتیں بتا دیتا ہے اور بس''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اب اصل ٹریک یہی سامنے آیا ہے کہ ہم نے اس کراسٹو کو ٹریس کرنا ہے لیکن یہ اوپن سیٹلائٹ کا کیا مطلب ہوا''......صفدر نے کہا۔

''اوپن سیٹلائٹ ایک آلہ ہے جس کی مدد سے وسیع رینج میں مخصوص ریز پھیلا کر کسی ایک یا چند افراد کو ٹارگٹ کر کے نگرانی کی جاتی ہے۔ یہاں ہمارے کمرے کا منظر بھی وہ اپنی سکرین پر دیکھ رہے ہوں گے لیکن اس میں یہ خرابی بہرحال موجود ہے کہ یہ ریز صرف منظر ٹرانسمٹ کر سکتی ہے آواز کو ٹرانسمٹ نہیں کر سکتیں۔ کمرے کی کھڑکی سے میں نے نیلے رنگ کی شعاعوں کی جھلک دیکھی تھی۔ ان ریز کا رنگ سورج کی روشنی میں ہلکا نیلا نظر آتا ہے اور اسی وجہ سے اسے اوپن سیٹلائٹ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ کھلے آسمان کا رنگ بھی ہلکا نیلا ہوتا ہے''...... عمران نے وضاحت کرتے

ہوئے کہا۔

''تو پھر ہم جیسے ہی ان کے خلاف حرکت میں آئے تو انہیں علم ہو جائے گا''...... جولیا نے کہا۔

''چونکہ انہوں نے ہمیں اپنا ٹارگٹ بنایا ہوا ہے اس لئے اب دارالحکومت میں ہم جو بھی حرکت کریں گے انہیں معلوم ہو جائے گی''......عمران نے کہا۔

''پھر تو ایسا ہے کہ ہم ان کے پلان کے مطابق یہاں سے چلے جائیں اور پھر نئے میک اپ میں واپس آئیں''......صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا سوچنا ہی بزدلی ہے۔ ٹھیک ہے اگر انہیں معلوم ہوتا ہے تو ہوتا رہے اس طرح وہ کھل کر سامنے آ جائیں گے''۔تنویر نے کہا۔

''صفدر کی بات درست ہے۔ واقعی اس سچویشن سے نکلنے کا یہی راستہ ہے''...... جولیا نے کہا تو تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

''اس کا ایک اور آسان ساحل بھی ہے''......عمران نے کہا۔

''وہ کیا''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''اوپن سیٹلائٹ کو دھوکہ دے دیا جائے''......عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''وہ کیسے۔ کیا طریقہ ہے اس کا''...... جولیا نے کہا۔

''ہم سیکرٹ ہو جائیں تو اوپن سیٹلائٹ آف ہو جائے گا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ تم کیوں سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے"۔ جولیا نے کہا۔

"مطلب ہے کہ ہم اگر میک اپ کر لیں تو ہم اوپن سیٹلائٹ کی نظروں سے سیکرٹ ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ ہمیں میک اپ کرتا دیکھ لیں گے۔ پھر کیسے چھپ سکیں گے ہم"...... جولیا نے کہا۔

"کھڑکی بند کر دو۔ اوپن سیٹلائٹ کی سکرین آف ہو جائے گی۔ اس کے بعد جب ہم باہر جائیں گے تو وہ ہمیں کور کر سکیں گے لیکن اس صورت میں جب ہم انہی شکلوں میں ہوئے کیونکہ ہماری انہی شکلوں کی تصاویر انہوں نے اوپن سیٹلائٹ کمپیوٹر میں فیڈ کی ہوئی ہوں گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی اوپن سیٹلائٹ کو آسانی سے ڈاج دیا جا سکتا ہے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ہمیں یہاں سے جانے سے پہلے لائن آف ایکشن طے کر لینی چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"لائن آف ایکشن کیا طے کرنی ہے۔ سیدھی بات ہے کہ اس کراسٹو کو ٹریس کیا جائے"...... جولیا نے کہا۔

"کراسٹو کو ٹریس کرنا مشکل ہو گا اور کراسٹو نے لامحالہ یہ فارمولا ڈیفنس سیکرٹری کو ہی پہنچایا ہو گا اور پاکیشیا میں اس سارے مشن کا اصل ہیرو یہی ڈیفنس سیکرٹری ہی ہے جبکہ کراسٹو تو صرف

چیف ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے بات اس سب کی سمجھ میں آ گئی ہو اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے اٹھ کر کھڑکی بند کر کے پردے پھیلا دیئے اور پھر وہ تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھس گئے۔ لباسوں کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے میک اپ بھی تبدیل کرنے شروع کر دیئے تھے۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کراسٹو چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس''...... کراسٹو نے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

''کارمے بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے''...... کراسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جیرٹ اپنے مشن میں ناکام ہو گیا ہے باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اچانک غائب ہو گئی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کراسٹو بے اختیار چونک پڑا۔

''جیرٹ ناکام ہو گیا ہے۔ وہ کیسے۔ اوپن سیٹلائٹ سے یہ لوگ کیسے غائب ہو سکتے ہیں''...... کراسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ لوگ ہوٹل روز ولا کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ چونکہ کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس لئے ان لوگوں کی تمام حرکات سکرین پر نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے دو بار کسی کو فون کیا۔ اس کے بعد وہ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ پھر اچانک ایک آدمی نے اٹھ کر کھڑکی بند کر دی اور سکرین آف ہو گئی تو ہم نے مینوئل نگرانی پر ہوٹل میں موجود افراد کو الرٹ کر دیا لیکن پھر ان کی طرف سے رپورٹ ملی کہ کمرہ خالی ہے اور یہ لوگ غائب ہو چکے ہیں جبکہ ہوٹل سے باہر بھی وسیع رینج میں ریز موجود ہے لیکن یہ لوگ باہر نہیں آئے۔ ہوٹل میں بھی انہیں تلاش کیا گیا لیکن ہوٹل میں بھی ان کا کوئی نشان تک نہیں ملا۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں نہ صرف اوپن سیٹلائٹ کے بارے میں علم تھا بلکہ انہوں نے کسی طرح اوپن سیٹلائٹ کو بھی ڈاج دے دیا۔ میں نے اسی لئے آپ کو کال کیا ہے کہ اب کیا کیا جائے''...... کارمے نے کہا۔

''یہ معلوم ہوا ہے کہ دو بار فون کسے کیا گیا تھا''...... کراسٹو نے کہا۔

''فون ٹیپ نہیں کیا گیا تھا تاکہ انہیں نگرانی کا علم نہ ہو سکے اور انہوں نے ڈائریکٹ کال کی ہے لیکن ہوٹل ایکس چینج میں یہ سسٹم موجود ہے کہ ڈائریکٹ کال کا نمبر اور ٹائم ایکس چینج میں ریکارڈ کر لیا جاتا ہے تاکہ کال کا بل کمرے کے بل میں شامل کیا جا سکے۔ وہاں سے وہ نمبر مل گئے ہیں جن پر اس کمرے سے کال کیا گیا ہے

اور ان نمبروں کے مطابق دونوں بار ایک ہی نمبر پر کال کی گئی ہے اور یہ نمبر گولڈن کلب کے ڈیف کا خصوصی نمبر ہے“...... کارمے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈیف کا خصوصی نمبر۔ کال کس نے کی تھی۔ سوئس عورت نے یا اس کے کسی اور ساتھی نے“...... کراسٹو نے چونک کر پوچھا۔

”خود عمران نے باس“...... کارمے نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اس ڈیف نے اسے جیرٹ کے بارے میں بتایا ہوگا۔ ڈیف کو یقیناً اطلاع مل گئی ہوگی“...... کراسٹو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا“...... کارمے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم انہیں پورے دارالحکومت میں تلاش کرو۔ ان کے قدوقامت بھی تمہیں معلوم ہیں اور ان کی تعداد بھی“...... کراسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ہاتھ ہٹانے پر جب ٹون آ گئی تو اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر اب غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”یس“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کراسٹو بول رہا ہوں ڈیف“...... کراسٹو نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تم۔ خیریت۔ کیسے کال کی ہے“...... دوسری طرف سے

کہا گیا۔

”مجھے معلوم ہے ڈیف کہ تمہارے پاکیشیائی عمران سے بڑے گہرے اور دوستانہ تعلقات ہیں لیکن مجھے تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم کرانس سے غداری کرتے ہوئے اسے وہ سیکرٹس بھی بتا دو گے جو اسے نہیں بتانا چاہئیں“...... کراسٹو کا لہجہ مزید سخت ہوتا چلا گیا تھا۔

”ڈیف تم سے کم محبّ وطن نہیں ہے۔ سمجھے۔ باقی تم عمران کو اتنا نہیں جانتے جتنا میں جانتا ہوں۔ تم نے اسے ڈاج دینے کا جو بچگانہ بلکہ احمقانہ پلان بنایا تھا تمہارا کیا خیال ہے کہ عمران جیسا تجربہ کار ایجنٹ اس ڈاج میں آ جائے گا۔ اسے تو یہ بھی معلوم تھا کہ اس کی نگرانی اوپن سیٹلائٹ سے ہو رہی ہے اور سنو۔ میں نے اسے ایسی کوئی بات نہیں بتائی جو سیکرٹ کے دائرہ میں آتی ہو سمجھے تم اور یہ بات بھی تم اچھی طرح سے سمجھ لو کہ ڈیف مر تو سکتا ہے لیکن اپنے ملک سے غداری نہیں کر سکتا“...... ڈیف نے بھی سرد لہجے میں کہا۔

”اس نے تم سے دو بار فون پر بات کی ہے۔ اس کے بعد وہ اوپن سیٹلائٹ کو ڈاج دے کر غائب ہوئے ہیں۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تم نے انہیں اس بارے میں تفصیل بتائی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے چیف سیکرٹری صاحب سے انتہائی قریبی اور گہرے تعلقات ہیں لیکن تمہیں بہرحال کرانس کے مفادات کا بھی خیال رکھنا چاہئے تھا“...... کراسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بتا تو رہا ہوں کہ اسے خود معلوم تھا کہ ان کی نگرانی اوپن سیٹلائٹ سے ہو رہی ہے اور اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ اوپن سیٹلائٹ کے بارے میں عمران کو معلومات حاصل نہیں ہیں تو تم احمقوں کی جنت میں رہتے ہو۔ وہ نہ صرف سائنسدان ہے بلکہ جدید ترین ایجادات سے بھی واقف رہتا ہے۔ میری اس سے بات ضرور ہوئی ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ زیرو ون کا چیف کراسٹو کہاں ہے۔ سسلی اور جیکب کہاں ہیں لیکن میں نے اسے صرف اتنا کہا کہ تم تینوں انڈر گراؤنڈ ہو گئے ہو اور بس۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ تم اس وقت کہاں سے مجھے کال کر رہے ہو''...... ڈیف نے تیز لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے کھل کر سامنے آنا پڑے گا''...... کراسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

''اگر تم میری بات مانو تو تمہارے اور کرانس کے مفاد میں تمہیں ایک مشورہ دے سکتا ہوں''...... ڈیف نے کہا۔

''کیسا مشورہ''...... کراسٹو نے کہا۔

''عمران کی فطرت کو میں جانتا ہوں۔ اسے نہ تم سے کوئی دلچسپی ہو گی اور نہ سسلی اور جیکب سے۔ اسے اصل دلچسپی اس فارمولے سے ہو گی جو تم نے پاکیشیا سے حاصل کیا ہے اور اس کی عادت ہے کہ وہ اپنے ٹارگٹ پر نظر رکھتا ہے اور تم نے یقیناً یہ فارمولا خود کسی لیبارٹری تک نہیں پہنچایا ہو گا۔ تم نے اسے ڈیفنس سیکرٹری کو پہنچا دیا

ہو گا اس لئے لامحالہ اب وہ ڈیفنس سیکرٹری کو کور کرنے کی کوشش کرے گا اور تمہاری نسبت وہ اس تک آسانی سے پہنچ جائے گا اور اس سے ہی انہیں اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات بھی مل جائیں گی اس لئے یہ سارے معاملات چیف سیکرٹری صاحب کے گوش گزار کر دو۔ وہ بذات خود عمران سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی حفاظت کا بھی بندوبست کر لیں گے اور اس لیبارٹری کا بھی ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ لیبارٹری بھی تباہ کر دے اور فارمولا بھی لے جائے۔ اس طرح تم اور تمہاری ایجنسی محفوظ رہ سکتی ہے ورنہ تم جانتے ہو کہ عمران کیا کر سکتا ہے''۔ ڈیف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اس بارے میں سوچوں گا''...... کراسٹو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''میں خود کیسے چیف سیکرٹری کو کہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی میرے بس سے باہر ہو چکے ہیں۔ نہیں اب مجھے خود ہی اس بارے میں کچھ سوچنا ہو گا''...... کراسٹو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو ڈیفنس سیکرٹری''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف آف زیرو ون کراسٹو بول رہا ہوں۔ سیکرٹری صاحب

سے بات کرائیں''..... کراسٹو نے کہا۔

''لیس سر۔ ہولڈ کریں'' ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''..... چند لمحوں بعد ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

''کراسٹو بول رہا ہوں جناب''..... کراسٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لیں۔ کیوں کال کیا ہے''..... دوسری طرف سے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا گیا۔

''سر۔ جو ایس سی فارمولا ہم نے پاکیشیا سے حاصل کیا تھا اس کی واپسی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کرانس پہنچ چکی ہے''۔ کراسٹو نے کہا۔

''پھر''..... ڈیفنس سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے انہیں کراسٹو کی اس بات کی وجہ تسمیہ سمجھ نہ آئی ہو۔

''سر۔ وہ لوگ یقیناً آپ تک پہنچیں گے تاکہ آپ سے اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔ جہاں آپ نے فارمولا بھجوایا ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کی ہے کہ آپ محتاط رہیں''..... کراسٹو نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ اب کرانس کی ایجنسیاں اس قدر بے بس ہو چکی ہیں کہ جو چاہے منہ اٹھائے اعلیٰ حکام تک پہنچ سکتا ہے''..... اس بار ڈیفنس سیکرٹری کے لہجے میں غصہ نمایاں تھا۔

''سر ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اتنا نہیں جانتے جتنا چیف سیکرٹری صاحب جانتے ہیں اس لئے آپ برائے کرم ان سے بات کر لیں۔ وہ اس معاملے میں وہ آپ بہتر مشورہ بھی دے سکتے ہیں اور وہ آپ کو گائیڈ بھی کر سکتے ہیں''..... کراسٹو نے کہا۔

''مجھے کیا ضرورت ہے ان سے بات کرنے کی۔ کیا آپ کی ایجنسی اب اس قدر کمزور ہو چکی ہے کہ آپ ان کے خلاف کوئی ایکشن ہی نہیں لے سکتے بلکہ الٹا مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں محتاط رہوں۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ کیوں نہ آپ کی ایجنسی ہی ختم کر دی جائے''..... ڈیفنس سیکرٹری کا غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔

''ہم تو بہرحال ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ یہ تو ہمارا فرض ہے جناب۔ میں نے تو احتیاطاً آپ کو کال کی ہے''۔ کراسٹو نے پریشان سے لہجے میں کہا کیونکہ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ڈیفنس سیکرٹری اس حد تک اتر آئے گا کہ ایجنسی کو ہی ختم کرنے پر تل جائے گا۔

''آئندہ محتاط رہ کر بات کرنا ورنہ میں آپ کے خلاف انتہائی سخت ایکشن بھی لے سکتا ہوں''..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کراسٹو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو چیف سیکرٹری''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف آف زیرو ون کراسٹو بول رہا ہوں۔ چیف سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں''...... کراسٹو نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد چیف سیکرٹری کی بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں کراسٹو بول رہا ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا سر کہ پاکیشیا سے حاصل کئے جانے والے فارمولے کے بارے میں آپ سے بات ہوئی تھی''...... کراسٹو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں اور میں نے آپ کے کہنے پر پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ کو کہہ دیا تھا کہ اس معاملے میں کرانس ملوث نہیں ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کی واپسی کے لئے یہاں پہنچ چکی ہے اور مجھے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق وہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو کور کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں کیونکہ انہیں کسی پراسرار ذریعے سے معلوم ہو چکا ہے کہ فارمولا ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے حکم پر پاکیشیا سے حاصل کیا گیا ہے۔ میں نے فون کر کے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو محتاط رہنے کا کہا تو الٹا انہوں نے مجھے ہی جھاڑ دیا اور نہ صرف جھاڑ دیا بلکہ زیرو ون ایجنسی ختم کرنے کی

دھمکی بھی دے دی۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کی ہے کہ اگر یہ لوگ ڈیفنس سیکرٹری صاحب تک پہنچ گئے تو معاملات کہاں پہنچ سکتے ہیں۔ آپ تو بخوبی واقف ہیں جناب''...... کراسٹو نے کہا اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''اوہ نہیں۔ یہ بات کسی صورت بھی ثابت نہیں ہونی چاہئے کہ اس معاملے میں حکومت کرانس ملوث ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''یہی تو میری گزارش ہے جناب''...... کراسٹو نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔ جب انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ فارمولا ڈیفنس سیکرٹری کے حکم پر حاصل کیا گیا ہے تو وہ لازماً ان تک پہنچیں گے چاہے وہ ملک سے باہر بھی کیوں نہ چلے جائیں اور یہی خدشہ پہلے بھی میرے ذہن میں تھا لیکن آپ نے کرانس کے مفادات کی بات کر کے مجھے اپنی رائے بدلنے پر مجبور کر دیا تھا''...... چیف سیکرٹری نے اس بار قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں نے یہ بات احتیاطاً کہی ہے۔ ورنہ ہماری ایجنسی ان کا خاتمہ تو بہرحال کر دے گی''...... کراسٹو نے جان چھڑانے کے انداز میں کہا۔

''نہیں مسٹر کراسٹو۔ آپ جس انداز میں سوچ رہے ہیں اس طرح آپ ان کا خاتمہ نہیں کر سکتے اور اب میں بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا اس لئے اب یہ مشن آپ کی بجائے کوئی اور ایجنسی مکمل کرے

گی اور جب تک ان لوگوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا آپ اور آپ کی ایجنسی کے افراد انڈر گراؤنڈ رہیں گے''...... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کراسٹو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اسے اب اپنا اور اپنی ایجنسی کا مستقبل ختم ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بیٹھا اس بارے میں کافی دیر تک سوچتا رہا لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کراسٹو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کراسٹو بول رہا ہوں''...... کراسٹو نے کہا۔

''ڈیف بول رہا ہوں گولڈن کلب سے''...... دوسری طرف سے ڈیف کی آواز سنائی دی تو کراسٹو بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے''...... کراسٹو نے کہا۔

''تم نے پہلے ڈیفنس سیکرٹری اور پھر چیف سیکرٹری صاحب کو فون کیا اور تمہیں انڈر گراؤنڈ ہونے کا حکم دے دیا گیا۔ یہ سب تم نے کیوں کیا''...... ڈیف نے کہا۔

''مجھے تمہاری باخبری پر حیرت ہو رہی ہے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میری چیف سیکرٹری صاحب سے بات ہوئی ہے اور تم تک اطلاع بھی پہنچ گئی ہے''...... کراسٹو نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم تو ہے کہ میرے آدمی حکومت کے ہر شعبے میں موجود ہیں۔ تم میری بات کا جواب دو''...... ڈیف نے کہا۔

''میں نے تو احتیاطاً یہ سب کیا تھا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈیفنس سیکرٹری کے ذریعے فارمولے اور لیبارٹری تک نہ پہنچ جائے لیکن معاملہ الٹ پڑ گیا''...... کراسٹو نے کہا۔

''بہرحال تمہیں کوئی سزا نہیں دی گئی بلکہ میرے نقطہ نظر سے تم بچ گئے ہو ورنہ تم لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتے اور نتیجہ تمہارے حق میں برا نکلتا۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا کیس چیف سیکرٹری نے اساڈم ایجنسی کے ذمے لگا دیا ہے اور اساڈم ایجنسی کے چیف مارشل ڈریلے نے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ تمہیں فون کر کے کہہ دوں کہ تم مارشل ڈریلے کو فون کر کے اس بارے میں ساری تفصیل بتا دو کیونکہ تمہارے اس فون نمبر کا علم تمہارے ہیڈ کوارٹر کو بھی نہیں ہے''...... ڈیف نے کہا۔

''اساڈم ایجنسی۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ اگر اس معاملے میں اساڈم ایجنسی کو آگے لایا جا رہا ہے تو ان کی مرضی''...... کراسٹو نے کہا۔

''ویسے چیف سیکرٹری صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے بارے میں بہت زیادہ جانتے ہیں اس لئے انہوں نے اساڈم ایجنسی کی صورت میں بہترین انتخاب کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ

اساڈم ایجنسی آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتی ہے۔ میری مارشل ڈریلے سے بات ہوئی ہے۔ میں نے اسے بتایا ہے کہ ان لوگوں کو ایک لمحے کی مہلت دینا اپنے پیروں پر خود کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے اس لئے وہ انتہائی تیز رفتار ایکشن سے کام لیتے ہوئے مشن مکمل کر سکتا ہے''...... ڈیف نے کہا۔

''لیکن عمران تو تمہارا دوست ہے۔ تم اسے اساڈم کے بارے میں بتا دو گے تو وہ لوگ محتاط ہو جائیں گے''...... کراسٹو نے کہا۔

''وہ میرا دوست ضرور ہے لیکن ملک کے مفاد سے بڑھ کر کوئی دوستی نہیں ہوتی اس لئے میں اسے فون کر کے کچھ نہیں بتاؤں گا۔ تم بے فکر رہو''...... ڈیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کراسٹو نے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے میز کے دراز کھولی۔ اس میں سے مخصوص کمپیوٹر ڈائری نکال کر اس نے اساڈم ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا فون نمبر معلوم کیا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''زیرو ون کا چیف کراسٹو بول رہا ہوں۔ مارشل ڈریلے سے بات کراؤ۔ فوراً''...... کراسٹو نے بھاری لہجہ بنا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس۔ مارشل ڈریلے بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک

بھاری اور انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی۔

''کراسٹو بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی ڈیف نے فون کیا ہے''۔ کراسٹو نے کہا۔

''ہاں مسٹر کراسٹو۔ آپ مجھے اب تک کی تمام تفصیل بتا دیں تاکہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کے مشن کا فوری طور پر آغاز کر سکوں''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو کراسٹو نے سسلی اور جیکب کے پاکیشیا جانے سے لے کر واپس فارمولا لے آنے اور پھر فارمولا اس کی طرف سے ڈیفنس سیکرٹری کو بھجوانے اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کرانس میں آمد اور ان کی جیرٹ کے ذریعے اوپن سیٹلائٹ کی مدد سے نگرانی کرنے اور پھر آخر میں ان کے ہوٹل روز ولا سے پراسرار طور پر غائب ہو جانے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

''ان کی تعداد پانچ ہے۔ ایک عورت اور چار مرد''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''جی ہاں۔ جب یہ لوگ یہاں پہنچے تھے تو عورت سوئس نژاد تھی جبکہ مرد پاکیشیائی تھے۔ اب نجانے وہ کس میک اپ میں ہوں''...... کراسٹو نے کہا۔

''اس کی مجھے فکر نہیں ہے۔ اساڈم اپنے دشمنوں کو زمین کی ساتویں تہہ سے بھی ڈھونڈ نکالنا جانتی ہے۔ اوکے۔ مسٹر کراسٹو۔ تھینک یو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ

ختم ہو گیا تو کراسٹو نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ کیونکہ اس کی حد تک یہ مشن ختم ہو چکا تھا۔

اب اس نے اس وقت تک انڈر گراؤنڈ رہنا تھا جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اور وہ یہاں اسی مقصد کے لئے مقیم تھا کیونکہ یہاں کے بارے میں اس کے ہیڈکوارٹر کو بھی علم نہیں تھا۔ صرف ڈیف ایسا آدمی تھا جس نے اسے یہاں ٹریس کر لیا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بہرحال اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ ویسے بھی ڈیف کی بات اسے درست محسوس ہو رہی تھی کہ وہ لوگ اپنے ٹارگٹ یعنی فارمولے کے حصول کی کوشش کریں گے اور اس سلسلے میں وہ اس تک پہنچنے کی بجائے لازماً ڈیفنس سیکرٹری کو ہی کور کرنے کی کوشش کریں گے۔

اب عمران اور اس کے ساتھیوں کا پالا اساڈم سے پڑنے والا تھا اس لئے اب وہ جانیں اور اساڈم۔ کراسٹو کو بہرحال کوئی خطرہ نہ تھا۔

مارشل ڈریلے لمبے قد اور بھاری لیکن ورزشی جسم کا مالک تھا اور بھاری جسم ہونے کے باوجود اس کی پھرتی اور تیزی قابل داد تھی۔ وہ اساڈم کا چیف تھا اور اساڈم ایجنسی ایک چھوٹا سا گروپ تھا جس میں مارشل ڈریلے کے علاوہ صرف دس افراد شامل تھے۔ یہ گروپ گزشتہ چار سالوں سے انتہائی خفیہ انداز میں کام کر رہا تھا۔

ان کے گروپ کے ذمے کرانس میں ایسے عناصر کا کھوج لگانا تھا جو کرانس کے مفادات کے خلاف کام کر رہے ہو۔ اس میں ہر قسم کے گروپ، سینڈیکیٹ، تنظیمیں اور ایجنسیاں آ جاتی تھیں اور اساڈم نے ان چار سالوں میں اپنی کارکردگی کی دھاک اس انداز میں بٹھا دی تھی کہ کرانس کے اعلیٰ حکام اساڈم کو اپنا آخری اور کامیاب ترین ہتھیار قرار دیتے تھے اور اساڈم نے آج تک اعلیٰ حکام کو کسی بھی مشن میں مایوس نہیں کیا تھا۔

مارشل ڈریلے سمیت اس کے گروپ میں موجود ہر آدمی انتہائی

تربیت یافتہ، تیز کارکردگی کا ماہر اور بہترین لڑاکا تھا مارشل آرٹ میں ان کی مہارت کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ یہ گروپ براہ راست چیف سیکرٹری کے تحت کام کرتا تھا۔ مارشل ڈریلے اس وقت اپنے آفس میں میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اس نے بہت کچھ سن رکھا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اس بار ان کا مشن خاصا ٹف رہے گا لیکن مارشل ڈریلے بہرحال عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہ خوفزدہ تھا اور نہ ہی مرعوب بلکہ اس کا خیال تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موت بہرحال اساڈم کے ہاتھوں ہی لکھی ہوئی ہے۔ اسے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی کارکردگی اور مہارت پر مکمل اعتماد تھا۔

چیف سیکرٹری نے جب یہ مشن اس کے ذمے لگایا تو انہوں نے اسے واضح الفاظ میں بتا دیا تھا کہ اگر وہ اس مشن میں کامیاب نہ ہو سکا تو اساڈم کو ختم کر دیا جائے گا اس لئے انہیں ہر صورت میں اساڈم کی کامیابی کی خبر ہی ملنی چاہئے۔ ناکامی کی نہیں اور مارشل ڈریلے نے ان سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ نہ صرف انہیں کامیابی کی خبر سنائے گا بلکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں بھی ان کے سامنے پیش کرے گا۔ چیف سیکرٹری صاحب نے پس منظر معلوم کرنے کے لئے اسے زیرو ون کے کراسٹو سے بات کرنے کی ہدایت کر دی تھی لیکن جب زیرو ون ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر اس نے

فون کیا تو وہاں کراسٹو موجود نہیں تھا اور کراسٹو کے نئے پتے اور فون نمبر سے لاعلمی کا اظہار کیا گیا تھا اس لئے اسے مجبوراً ڈیف سے رابطہ کرنا پڑا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ڈیف کرانس میں سب سے زیادہ باخبر آدمی ہے اور پھر ڈیف نے نہ صرف اسے مبارک باد دی تھی بلکہ اس کی کامیابی کے بارے میں بھی پیشن گوئی کر دی تھی۔ پھر ڈیف نے کراسٹو سے رابطہ کیا اور کراسٹو نے خود ہی اس سے رابطہ کر کے اسے تمام پس منظر بتا دیا تھا اور اب مارشل ڈریلے اپنے آفس میں بیٹھا میجر ہڈسن کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔

میجر ہڈسن اس کا نمبر ٹو تھا اور وہ دونوں مل کر ہی کسی بھی مشن کا لائحہ عمل تیار کرتے تھے۔ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنا تھا اور اس مسئلے کو وہ میجر ہڈسن سے ڈسکس کرنا چاہتا تھا کیونکہ میجر ہڈسن ایسے معاملات میں بے حد ذہین تھا۔ تھوڑی دیر بعد آفس کے بند دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد کا نوجوان جس نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ یہ میجر ہڈسن تھا۔

''آؤ میجر ہڈسن۔ میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں''...... مارشل ڈریلے نے اپنی عادت کے مطابق تیز تیز لہجے میں کہا۔

''باس۔ جب آپ کی کال مجھے ملی تو میں بلیک سٹار کلب میں تھا۔ وہاں سے یہاں آنے میں بہرحال وقت تو لگ ہی جاتا

ہے''...... میجر ہڈسن نے سلام کر کے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو مارشل ڈریلے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔ اب سنو۔ ہمیں ایک نیا مشن ملا ہے اور ساتھ ہی دھمکی بھی کہ اگر ہم اس مشن میں ناکام رہے تو اساڈم کو ختم کر دیا جائے گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو میجر ہڈسن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیا مشن ہے باس''...... میجر ہڈسن نے کہا تو مارشل ڈریلے نے اسے تفصیل بتا دی۔ میجر ہڈسن خاموش بیٹھا تفصیل سنتا رہا۔ اس نے کوئی مداخلت نہ کی تھی۔

''لیکن اس معمولی سے مشن کو اس قدر اہمیت کیوں دی جا رہی ہے سر''...... میجر ہڈسن نے تفصیل سننے کے بعد کہا تو مارشل ڈریلے بے اختیار مسکرا دیا۔

''چیف سیکرٹری کے بقول پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والا علی عمران ناقابل تسخیر ہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''میں نے بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس عمران کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے لیکن یہ لوگ بہرحال انسان ہیں اور ہمیں یہ ایڈوانٹیج حاصل ہے کہ یہ لوگ اس وقت کرانس میں ہیں۔ اس لئے ان کا مقابلہ تو انتہائی آسانی سے کیا جا سکتا ہے اور انہیں ہلاک

بھی کیا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں یہ ہمارے لئے بہت آسان مشن ثابت ہو گا''...... میجر ہڈسن نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اس وقت اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگ غائب ہو چکے ہیں۔ اب انہیں ٹریس کیسے کیا جائے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''باس۔ انہیں ٹریس کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ انہوں نے فارمولا واپس حاصل کرنا ہے اور فارمولا زیرو ون ایجنسی کے کرانسٹو نے ڈیفنس سیکرٹری کے حوالے کیا تھا۔ ڈیفنس سیکرٹری نے اسے کسی لیبارٹری میں پہنچا دیا اور یہ بات وہ لوگ بھی جانتے ہوں گے اس لئے ان کا ٹارگٹ بہرحال ڈیفنس سیکرٹری ہی ہوں گے۔ وہ ان سے اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم کر کے وہاں سے فارمولا واپس حاصل کرنے کی کوشش کریں گے''...... میجر ہڈسن نے کہا۔

''تو کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہمیں ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی نگرانی کرنی چاہئے''...... مارشل ڈریلے نے چونک کر کہا۔

''نو باس۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو میں نے دیکھا ہوا ہے۔ ان کا قدوقامت ہمارے گروپ کے ہیری سے ملتا ہے۔ آپ ہیری کو ڈیفنس سیکرٹری کا روپ دے دیں اور باقی گروپ اس کے عملے کی جگہ لے لے اس طرح یہ لوگ آسانی سے ہاتھ آ سکتے ہیں''...... میجر ہڈسن نے کہا۔

''احمق تو نہیں ہو گئے۔ ڈیفنس سیکرٹری انتہائی اہم اور حساس

ترین عہدہ ہے۔ ان کی جگہ کوئی دوسرا آدمی کیسے لے سکتا ہے۔ انہوں نے سینکڑوں ایسے کام کرنے ہوتے ہیں۔ ایسی گفتگو کرنی ہوتی ہے جو ٹاپ سیکرٹ ہوتی ہے اور یہ کام ہیری کیسے کر سکتا ہے''...... مارشل ڈریلے نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ پھر یہ ہو سکتا ہے باس کہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی رہائش گاہ کی نگرانی کی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی آج رات کو ہی ان کی رہائش گاہ پر ریڈ کریں گے کیونکہ ٹائٹ سیکورٹی کے پیش نظر آفس میں تو وہ ان سے پوچھ گچھ کر ہی نہیں سکتے''...... میجر ہڈسن نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری یہ بات درست ہے۔ لیکن ہم نے یہ گھیراؤ اس انداز میں کرنا ہے کہ ٹاپ رینک آفیسرز کالونی کے سیکورٹی افسروں کو اس کا علم نہ ہو سکے ورنہ وہ لوگ لازماً ان سے معلوم کر لیں گے اور پھر ہو سکتا ہے کہ وہ چند روز خاموش بیٹھے رہیں۔ اس طرح کافی وقت ضائع ہو گا جبکہ میں اس مشن کو فوری طور پر مکمل کرنا چاہتا ہوں''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس باس۔ اور اس کا ایک ہی حل ہے باس کہ ہم ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو اعتماد میں لے کر ان کی رہائش گاہ میں موجود ان کے ملازمین کو ہٹا کر خود ان کی جگہ لے لیں۔ اس طرح معاملات ہمارے کنٹرول میں آ جائیں گے اور ہم اپنے مشن میں آسانی سے کامیاب ہو سکیں گے''...... میجر ہڈسن نے کہا۔

''اوہ۔ ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ گڈ آئیڈیا۔ وری گڈ آئیڈیا۔ میں بات کرتا ہوں ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے''...... مارشل ڈریلے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تین بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ڈیفنس سیکرٹری صاحب جہاں بھی ہوں میری ان سے بات کراؤ۔ فوراً''...... مارشل ڈریلے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کیا انہیں آپ کے بارے میں بتایا جا چکا ہے''...... میجر ہڈسن نے مارشل ڈریلے سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ چیف سیکرٹری صاحب نے انہیں بریف کر دیا ہے''۔ مارشل ڈریلے نے جواب دیا تو میجر ہڈسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارشل ڈریلے نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو سر۔ میں مارشل ڈریلے بول رہا ہوں''...... مارشل ڈریلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے''...... دوسری طرف سے بھاری لہجے میں کہا گیا۔

''سر۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کی رہائش گاہ پر رات کو ریڈ کرنے والی ہے تاکہ آپ سے اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں جہاں پاکیشیائی ایس سی فارمولا آپ نے بھجوایا تھا اس لئے ہم نے پلان بنانا ہے کہ ہم آپ کی رہائش گاہ کے اندر موجود رہیں اور اس کا علم آپ کی ذات کے علاوہ اور کسی کو نہ ہو سکے ورنہ ان تک اطلاع پہنچ سکتی ہے اور وہ ریڈ ملتوی کر سکتے ہیں۔ اس طرح یہ سارا معاملہ کچھ دنوں کے لئے لٹک جائے گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''لیکن وہ تو کالونی میں ہی داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر میری رہائش گاہ تک کیسے پہنچ جائیں گے۔ آپ کو معلوم تو ہے کہ ٹاپ رینک آفیسرز کالونی میں کس قدر سخت سیکورٹی موجود ہوتی ہے''۔ ڈیفنس سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ وہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ عام چور نہیں ہیں۔ سیکورٹی کو وہ آسانی سے ڈاج دے دیں گے''...... مارشل ڈریلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ میری رہائش گاہ پر کیسے پہنچیں گے۔ سیکورٹی کو تو بہرحال اس کا علم ہو جائے گا''...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

''اس کی آپ فکر نہ کریں۔ یہ ہمارا کام ہے''...... مارشل

ڈریلے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کتنے افراد آئیں گے''...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

''آپ کی رہائش گاہ پر کتنے ملازمین ہیں جناب۔ آپ مجھے ان کی تفصیل دے دیں''...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

''چار ملازمین ہیں۔ میں زیادہ ملازمین پسند نہیں کرتا''۔ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

''آپ کس وقت رہائش گاہ پر پہنچتے ہیں''...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

''آفیسرز کلب سے اکثر رات کو دس بجے تک اٹھ جاتا ہوں''...... ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ ہم آپ سے کلب میں ملاقات کریں گے اور آپ کے ساتھ ہی آپ کی رہائش گاہ پر چلیں گے اور آپ فون کر کے کالونی کی سیکورٹی کو کہیں گے کہ وہ آپ کے مہمانوں کی کار کو نہ چیک کریں گے اور نہ ہی روکیں گے''...... مارشل ڈریلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ دس بجے تک پہنچ جائیں۔ میں آپ کا زیادہ انتظار نہیں کروں گا''...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر۔ اوکے، تھینک یو سر''...... مارشل ڈریلے نے مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”تم ہیری اور جیری کو تیار رہنے کا حکم دے دو۔ ہم چاروں وہاں کارروائی کریں گے“...... مارشل ڈریلے نے کہا تو میجر ہڈسن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ مارشل ڈریلے گہرے خیالوں میں کھو گیا۔

گریس کالونی کی ایک کوٹھی کے بڑے کمرے میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ وہ سب مقامی میک اپ میں تھے۔ ہوٹل روز ولا سے وہ مقامی میک اپ کر کے علیحدہ علیحدہ باہر نکلے تھے اور پھر ایک مخصوص جگہ پر اکٹھے ہونے کے بعد عمران نے فارن ایجنٹ کو ایک پبلک فون بوتھ سے کال کر کے یہ کوٹھی حاصل کی تھی اور اس کے بعد بھی وہ علیحدہ علیحدہ بسوں میں سوار ہو کر اس کالونی میں پہنچے تھے۔

اس کوٹھی میں کار کے ساتھ ساتھ ان کے مطلب کا اسلحہ، میک اپ کا سامان اور لباس وغیرہ سب کچھ موجود تھا۔ انہوں نے یہاں پہنچ کر ایک بار پھر میک اپ تبدیل کر لئے تھے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے لباس بھی تبدیل کر لئے تھے تاکہ اوپن سیٹلائٹ میں اگر ان کے لباسوں کی تفصیل فیڈ کی گئی ہو تو وہ لباسوں کی وجہ سے چیک نہ ہو سکیں۔

''مجھے تو اس سسلی پر بے حد غصہ ہے۔ اس کو ضرور تلاش کرنا چاہئے۔ اس نے وہاں انتہائی سفاکی اور بربریت سے کام لیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اس نے وہاں ایک لڑکی اور ملازم کو نہایت بے رحمی اور سفاکی سے زندہ جلایا ہے لیکن فی الحال ہم نے اپنے ٹارگٹ پر کام کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹارگٹ تو ڈیفنس سیکرٹری ہی ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ زیرو ون ایجنسی ڈیفنس سیکرٹری کے انڈر ہے اس لئے لازماً یہ فارمولا ڈیفنس سیکرٹری کو پہنچایا گیا ہو گا اور اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس نے اسے کہاں اور کس لیبارٹری میں پہنچایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر معلوم کرو کہ اس وقت ڈیفنس سیکرٹری کہاں موجود ہے۔ ابھی وہاں پہنچ کر اس کی گردن ناپتے ہیں دیکھتے ہیں کہ وہ کیسے فارمولا واپس نہیں کرتا''...... تنویر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ٹاپ رینک آفیسرز کالونی کے چیف سیکورٹی آفس کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو عمران کے ساتھی بے اختیار چونک

پڑے۔ شاید وہ سمجھ رہے تھے کہ عمران ڈیفنس سیکرٹری کے آفس کا نمبر معلوم کرے گا لیکن عمران نے دوسری جگہ کا نمبر پوچھا تھا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

''یس۔ چیف سیکورٹی آفس ٹاپ رینک آفیسرز کالونی''۔ رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''انچارج سے بات کراؤ۔ میں پرائم منسٹر ہاؤس سے چیف سیکورٹی آفیسر لیونارڈ بول رہا ہوں''...... عمران نے مقامی لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں انچارج کیپٹن ہاورڈ بول رہا ہوں سر''...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا البتہ عمران کے تعارف کے بعد اس کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''کیپٹن ہاورڈ۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے اپنی رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے آپ کو کوئی خصوصی احکامات دیئے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''خصوصی احکامات۔ نہیں سر۔ البتہ انہوں نے اتنا کہا ہے کہ آج کلب سے ان کے ساتھ ان کے گیسٹ آ رہے ہیں۔ انہیں سیکورٹی پر چیک نہ کیا جائے اس لئے وہ پیشگی اطلاع دے رہے ہیں''...... کیپٹن ہاورڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ان کا شیڈول کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی وہ عام طور پر کلب سے رات کو دس ساڑھے دس بجے واپس آتے ہیں''...... کیپٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ بس یہی معلوم کرنا تھا کہ انہوں نے گیسٹ کے بارے میں کیا ہدایات دی ہیں کیونکہ گیسٹ کی حفاظت اور ان کا پروٹوکول ضروری ہے اور انہیں حفاظت دینا کرانسی حکومت کی ذمہ داری ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ گیسٹ کون ہو سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''کوئی بھی ہو سکتے ہیں لیکن اس سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری کی حفاظت کے خصوصی انتظامات نہیں کئے جا رہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ جنہیں گیسٹ کہا جا رہا ہے وہی ان کی حفاظت کے لئے آ رہے ہیں''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''تمہارے ذہن میں یہ خیال کیسے آ گیا''...... عمران نے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ یہ بتایا گیا ہے کہ کلب سے گیسٹ ساتھ آئیں گے اور انہیں چیک پوسٹ پر چیک بھی نہ کیا جائے جبکہ اگر یہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے ذاتی گیسٹ ہوتے تو وہ کلب سے

ساتھ نہ آتے اور اگر یہ سرکاری گیسٹ ہیں تو قانون کے مطابق سیکورٹی آفس میں ان کا اندراج کیا جاتا''...... صفدر نے کہا۔

''ویری گڈ۔ یہ واقعی قابل غور بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر ہم کلب میں اسے گھیر لیں تب''...... جولیا نے کہا۔

''کلب میں تو مشکل ہو جائے گی۔ البتہ راستے میں اسے گھیرا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ راستے میں کہیں بھی اسے روکا جا سکتا ہے اور پھر ہم ان کی جگہ لے سکتے ہیں''...... تنویر نے بھی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب اگر یہ مہمان واقعی اس کی حفاظت کے لئے ساتھ آ رہے ہیں تو پھر یہ لازمی بات ہے کہ وہ تجربہ کار اور انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہوں گے۔ اس صورت میں انہیں کیسے کور کیا جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''کیوں نہیں کور کیا جا سکتا۔ وہ انسان ہی ہوں گے کوئی فولادی روبوٹ تو نہیں ہوں گے''...... تنویر نے کہا۔

''تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ صفدر تم الماری سے نقشہ نکالو۔ اس کلب اور ٹاپ رینک آفیسرز کالونی کے درمیانی راستے کو تو چیک کریں۔ دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا کوئی ایسا سپاٹ ہے بھی سہی جہاں انہیں روکا جا سکتا ہو''...... عمران نے کہا تو صفدر اٹھا اور اس نے الماری کھول کر اس میں سے کرانس کے دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ

نکال کر عمران کے سامنے میز پر پھیلا دیا۔ عمران اس نقشے پر جھک گیا اور اس نے بال پوائنٹ کی مدد سے اس پر نشانات لگانے شروع کر دیئے۔

"نہیں۔ یہ سب آباد علاقہ ہے یہاں کوئی اسپاٹ نہیں ہے۔ اگر آباد علاقوں میں کوئی کارروائی کی گئی تو پولیس فوراً وہاں پہنچ جائے گی"...... عمران نے غور سے نقشے کو دیکھتے ہوئے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"لیکن اگر ہم انہیں کوٹھی میں کور کرنا بھی چاہیں تو ہمارا اندر جانا بھی مسئلہ بن جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ عقبی طرف ایک اور راستہ موجود ہے جہاں سے کالونی کے ملازم آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں پہلے بھی ایک بار وہاں سے اندر جا چکا ہوں میرے خیال میں وہ راستہ سیف ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ کوٹھی میں بے ہوشی کی گیس فائر کر کے ہم اندر داخل ہو جائیں گے اور پھر اطمینان سے اس سے پوچھ گچھ ہو جائے گی"...... جولیا نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب اور کوئی صورت بھی نہیں ہے۔ یہی ایک طریقہ ہے اور نہیں اب اسی طریقے پر عمل کرنا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں دو گروپوں کی صورت

میں کام کرنا چاہئے۔ ایک گروپ پہلے سے کوٹھی کے اندر پہنچ کر اس پر قبضہ کرے جبکہ دوسرا گروپ کلب میں کوشش کرے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ کلب میں کام نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ہائی رینک آفیسرز کلب ہے۔ اس کلب میں اجنبی آدمی کا داخلہ بھی ناممکن ہو گا البتہ یہ آئیڈیا اچھا ہے کہ ہم پہلے سے ہی کوٹھی میں قبضہ کر لیں تاکہ اگر ڈیفنس سیکرٹری کے ساتھ واقعی کوئی محافظ ہیں تو انہیں آسانی سے کور کیا جا سکے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح وہاں بے ہوشی کی گیس تو فائر نہیں کی جا سکے گی"...... جولیا نے کہا۔

"محدود پیمانے پر کام ہو سکتا ہے۔ چلو اٹھو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تو اس کے باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے گریس کالونی سے نکل کر ٹاپ رینک آفیسرز کالونی کی طرف جانے والی سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

سیاہ رنگ کی نئے ماڈل کی چمکدار دو کاریں نہایت تیزی رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ اگلی کار میں ڈیفنس سیکرٹری جیک بارٹر اپنے سرکاری ڈرائیور کے ساتھ موجود تھا جبکہ عقبی کار اساڈم کی تھی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر میجر ہڈسن تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر مارشل ڈریلے اور عقبی سیٹ پر ان کے گروپ کے دو افراد ہیری اور جیری موجود تھے۔ مارشل ڈریلے طے شدہ پروگرام کے تحت اپنے ساتھیوں سمیت کلب پہنچ گیا تھا اور پھر کلب سے وہ اب اکٹھے ہی باہر نکلے تھے۔

''باس۔ آپ نے یہ اچھا کیا ہے کہ سب کو انجکشن لگا دیئے ہیں جن کی وجہ سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات نہیں ہوتے ورنہ یہ لوگ لازماً پہلے کوٹھی کے اندر گیس فائر کرتے اور پھر اندر آتے''...... میجر ہڈسن نے کہا۔

''وہ خطرناک لوگ ہیں۔ اس لئے ان کی طرف سے کسی بھی

ممکنہ کارروائی سے بچنے کے لئے میں نے یہ حفاظتی اقدام کیا ہے۔ ہمیں ہر لحاظ سے محتاط رہنا چاہئے ورنہ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں''۔ مارشل ڈریلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ اگر انہوں نے ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی کوٹھی پر قبضہ کر لیا۔ تب ہمارا کیا لائحہ عمل ہو گا''...... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے لمبے قد اور ورزشی جسم کے ہیری نے کہا تو مارشل ڈریلے اور میجر ہڈسن دونوں چونک پڑے۔

''اوہ۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''ہیری کی بات درست ہے باس۔ یہ کام واقعی ہو سکتا ہے۔ ہمیں اس بارے میں کوئی اقدام سوچ لینا چاہئے''...... میجر ہڈسن نے کہا۔

''سوچنا کیا ہے ہم بہرحال احتیاط کر لیں گے''...... مارشل ڈریلے نے جواب دیا تو میجر ہڈسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ ٹاپ رینک آفیسرز کالونی پہنچ گئے۔

چونکہ ڈیفنس سیکرٹری جیک بارٹر نے پہلے ہی سیکورٹی کو ہدایات دے رکھی تھیں اس لئے انہیں وہاں روکا ہی نہ گیا اور دونوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے ہرڈل کراس کر کے کالونی میں داخل ہو گئیں۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد دونوں کاریں ایک بڑی اور شاندار کوٹھی کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئیں۔

ڈیفنس سیکرٹری کے ڈرائیور نے تین بار ہارن دیا تو کوٹھی کا پھاٹک میکانکی انداز میں کھلنا شروع ہو گیا۔

کوٹھی کے اندر گیٹ کے پاس دو مسلح دربان موجود تھے۔ انہوں نے ڈیفنس سیکرٹری کو باقاعدہ سلیوٹ کیا اور ڈیفنس سیکرٹری نے صرف سر ہلا کر جواب دیا اور ان کی کار تیزی سے اندر داخل ہو کر وسیع و عریض پورچ میں جا کر رک گئی۔ ان کے پیچھے میجر ہڈسن نے بھی کار روک دی اور پھر وہ سب تیزی سے نیچے اتر آئے۔ وہ بڑے چوکنا انداز میں اردگرد کا جائزہ لے رہے تھے۔ ڈیفنس سیکرٹری بھی کار سے نیچے اتر آئے تھے جبکہ ان کا ایک ملازم پھاٹک بند کر کے واپس پورچ کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔

''آپ کی فیملی یہاں موجود نہیں ہے سر''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''نہیں۔ وہ ایکریمیا گئی ہوئی ہے۔ ان دنوں میں اکیلا یہاں رہتا ہوں۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے''...... ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ اپنے ملازمین کو کال کر کے کسی ایک کمرے تک انہیں محدود رہنے کا حکم دے دیں اور آپ بھی اپنے بیڈ روم میں چلے جائیں۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''ملازمین کو ایک دن کی چھٹی کیوں نہ دے دی جائے''۔ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

''یہ زیادہ بہتر رہے گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''نارٹی''...... ڈیفنس سیکرٹری نے پھاٹک بند کر کے واپس پورچ میں آ کر کھڑے ہوئے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر''...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم باقی ملازموں کو بلاؤ اور تم سب ایک دن کی چھٹی پر چلے جاؤ۔ ڈرائیور تم بھی جاؤ۔ آج یہاں کی حفاظت یہ لوگ کریں گے۔ تم میں سے کسی کی بھی یہاں ضرورت نہیں ہے آج''...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر''...... نارٹی نے جواب دیا اور تیزی سے اندرونی طرف کو چلا گیا جبکہ ڈرائیور نے بھی سلام کیا اور بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اندر سے نارٹی کے علاوہ تین ملازمین باہر آئے۔ ان سب نے سلام کیا اور پھر وہ سب بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''جیری تم جا کر پھاٹک لاک کر دو''...... مارشل ڈریلے نے اپنے ساتھی سے کہا اور جیری بھی خاموشی سے ملازمین کے پیچھے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''آئیں سر میں آپ کو آپ کے بیڈ روم تک پہنچا دوں''۔ مارشل ڈریلے نے کہا تو ڈیفنس سیکرٹری صاحب سر ہلاتے ہوئے اندرونی طرف کو بڑھ گئے۔

”ہیری تم عقبی طرف رہو اور میجر ہڈسن تم اور جیری یہاں فرنٹ کی طرف رہو گے“...... مارشل ڈریلے نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ خود ڈیفنس سیکرٹری کے پیچھے چلتا ہوا اندرونی طرف کو بڑھ گیا۔

”سر۔ آپ میری آواز سنے بغیر دروازہ نہیں کھولیں گے“۔ بیڈ روم کے دروازے کے سامنے پہنچ کر مارشل ڈریلے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا“...... ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیا اور پھر وہ بیڈ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے اور پھر اندر سے انہوں نے دروازہ بند کر دیا تو مارشل ڈریلے نے پہلے تو ساری کوٹھی گھوم کر اس کا اچھی طرح جائزہ لیا اور پھر وہ سامنے کے رخ پر آ گیا۔ میجر ہڈسن اور جیری دونوں وہاں موجود تھے۔

”اب ہم نے انتہائی ہوشیار رہنا ہے۔ یہ لوگ کسی بھی وقت حملہ آور ہو سکتے ہیں اور ان کا عام انداز یہی ہوتا ہے کہ وہ پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرتے ہیں پھر اندر داخل ہو کر کارروائی کرتے ہیں اس لئے میں نے بے ہوشی سے بچنے کے انجکشن تمہیں لگوائے تھے“...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

”باس۔ یہ خیال تو غلط ثابت ہوا کہ ان لوگوں نے پہلے ہی یہاں پر قبضہ کر رکھا ہو گا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ہم نے باہر سے اندر گیس فائر نہیں کر دی“...... میجر ہڈسن نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو بھی سکتا تھا۔ ہمیں ہر امکان کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے“...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

”باس۔ یہاں کرسیاں موجود ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ایک کرسی عقب میں موجود ہیری کو بھی دے دی جائے اور ہم بھی کرسیوں پر بیٹھ جائیں کیونکہ نجانے کتنے وقت تک ہمیں یہاں رہنا پڑے۔ اگر ہم طویل وقت تک کھڑے رہے تو تھکاوٹ کی وجہ سے ہماری کارکردگی متاثر ہو سکتی ہے“...... میجر ہڈسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بیٹھ جاؤ“...... مارشل ڈریلے نے کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ جیری نے ایک کرسی اٹھائی اور اسے لے کر وہ سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا عقبی طرف چلا گیا۔

”باس۔ ان لوگوں نے کسی اور طرح سے لیبارٹری کا پتہ نہ چلا لیا ہو“...... میجر ہڈسن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن فی الحال تو اسی کو چیک کرتے ہیں“...... مارشل ڈریلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جیری واپس آ گیا اور پھر وہ بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر انہیں وہاں بیٹھے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا لیکن نہ پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ آئے اور نہ ہی کسی اور نے کوئی مداخلت کی تو مارشل ڈریلے کو بوریت سی محسوس ہونے لگ گئی۔

”میرا خیال ہے کہ ہم نے خواہ مخواہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ذہین سمجھا ہے اگر وہ ذہین ہوتے تو اب تک یہاں پہنچ چکے

ہوتے۔ یقیناً وہ کہیں دھکے کھاتے پھر رہے ہوں گے''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو میجر ہڈسن اور جیری دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا مطلب باس''...... میجر ہڈسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر انہیں یہاں آنا ہوتا تو اب تک آ چکے ہوتے۔ میرا خیال ہے کہ جیری اور ہیری دونوں یہاں رکیں اور ہم دونوں واپس چلے جائیں۔ اب آ ہی گئے ہیں تو دو آدمی یہاں رہ ہی جائیں''۔ مارشل ڈریلے نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''لیکن ان کی تعداد زیادہ ہو گی۔ ایسا نہ ہو کہ ہیری اور جیری انہیں سنبھال نہ سکیں''...... میجر ہڈسن نے کہا۔

''نہیں۔ ہم سنبھال لیں گے۔ ہم پہلے سے چوکنے ہیں۔ وہ بعد میں یہاں داخل ہوں گے''...... جیری نے کہا۔

''جاؤ ہیری کو بلا لاؤ۔ میں تم دونوں کو تفصیل سے ہدایات دے دوں پھر تم دونوں یہاں رک جانا۔ ہم واپس چلے جائیں گے''۔ مارشل ڈریلے نے کہا تو جیری سر ہلاتا ہوا برآمدے سے نیچے اترا اور سائیڈ گلی کی طرف مڑ گیا۔

''آپ نے اچانک ہی واپسی کا پروگرام بنایا ہے''...... میجر ہڈسن نے کہا۔

''مجھے اس قسم کی کارروائی سے بوریت ہوتی ہے۔ طویل انتظار

میرے مزاج کے خلاف ہے۔ میں کسی ایک جگہ زیادہ دیر ٹک کر نہیں بیٹھ سکتا''...... مارشل ڈریلے نے کہا لیکن دوسرے لمحے انہیں بند گلی سے کسی کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ اسی لمحے جیری دوڑتا ہوا گلی سے نکل کر سامنے آیا۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

''وہ۔ وہ۔ ہیری کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کی لاش وہاں پڑی ہوئی ہے''...... جیری نے کہا۔

''ہیری کی لاش۔ کیا مطلب''...... مارشل ڈریلے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ اور میجر ہڈسن دونوں دوڑتے ہوئے سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گئے۔ سائیڈ گلی سے ہوتے ہوئے جب وہ عقبی طرف پہنچے تو وہ اس طرح اچانک ٹھٹھک کر رک گئے جیسے چابی ختم ہو جانے پر کھلونے رک جاتے ہیں۔

لان کی ایک سائیڈ پر واقعی ہیری کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کا جسم سیدھا تھا اور چہرہ اس حد تک مسخ نظر آ رہا تھا جیسے وہ مرنے سے پہلے انتہائی خوفناک اذیت سے گزرا ہو۔

''یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب''...... مارشل ڈریلے نے لاشعوری طور پر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور دوسرے لمحے وہ اچھل پڑا کیونکہ اس نے ایک کھڑکی کھلی ہوئی دیکھی تھی۔ وہ تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ یہ کسی بیڈ روم کی کھڑکی تھی اور پھر بیڈ روم میں جھانکنے پر اسے ایک بار پھر اچھلنے پر مجبور ہونا پڑا کیونکہ

سامنے ہی میز کے ساتھ قالین پر ڈیفنس سیکرٹری ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کے جسم پر وہی لباس تھا جو انہوں نے کلب میں پہنا ہوا تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ وہ لوگ یہاں کام بھی کر گئے اور ہم باہر احمق بنے بیٹھے رہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے اچھل کر کھڑکی پر چڑھا اور اندر داخل ہو کر اس نے دوسری طرف موجود بیڈ روم کا دروازہ کھول دیا۔ جیری باہر ہی رہ گیا تھا البتہ میجر ہڈسن مارشل ڈریلے کے پیچھے ہی کھڑکی کے راستے اندر آ گیا تھا۔

''سیکرٹری صاحب زندہ ہیں جناب''...... میجر ہڈسن نے قالین پر پڑے ہوئے ڈیفنس سیکرٹری جیک بارٹر پر جھکتے ہوئے کہا تو مارشل ڈریلے کا بری طرح ستا ہوا چہرہ قدرے نارمل ہونا شروع ہو گیا کیونکہ ڈیفنس سیکرٹری کا اس کی موجودگی میں ہلاک ہو جانا اس کے مستقبل کے لئے انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔

چند لمحوں بعد انہوں نے ڈیفنس سیکرٹری کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر میجر ہڈسن نے ریک سے شراب کی بوتل اٹھا کر اسے کھولا اور پھر ڈیفنس سیکرٹری کا منہ بھینچ کر اس نے شراب اس کے حلق میں انڈیلنا شروع کر دی۔ شراب کی کچھ مقدار جب اس کے حلق سے نیچے اتری تو اس کے ہوش میں آنے کے آثار نظر آنے لگ گئے۔

''یہ بہت برا ہوا۔ بہت برا۔ آج سے پہلے ہمارے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوا''...... مارشل ڈریلے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کراہتے ہوئے ہوش میں آ گئے تو میجر ہڈسن نے انہیں مزید شراب پلا دی اور پھر وہ جلد ہی پوری طرح ہوش میں آ گئے تو میجر ہڈسن پیچھے ہٹ گیا۔

''کیا ہوا ہے جناب۔ آپ یہاں بے ہوش پڑے ہوئے تھے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''وہ۔ وہ میں دروازہ بند کر کے پلٹا ہی تھا کہ اچانک کسی نے مجھے چھاپ لیا اور پھر مجھے ہوش نہ رہا۔ ہوش آیا تو میں قالین پر پڑا ہوا تھا اور ایک آدمی نے اپنا پیر میری گردن پر رکھا ہوا تھا۔ اوہ۔ اوہ۔ انتہائی خوفناک عذاب تھا۔ انتہائی ہولناک۔ اس نے مجھ سے لیبارٹری کے بارے میں پوچھا اور مجھے عذاب سے بچنے کے لئے اسے بتانا پڑا۔ پھر میں بے ہوش ہو گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے''...... ڈیفنس سیکرٹری نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا تو مارشل ڈریلے نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب وہ ساری صورتحال سمجھ گیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ عقب سے کھڑکی کے ذریعے بیڈ روم میں داخل ہوئے اور واش روم میں چھپ گئے۔ ملازمین کو بھی ان کا پتہ نہ چل سکا اور پھر وہ باہر پہرہ دیتے رہ گئے جبکہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ڈیفنس سیکرٹری سے پوچھ گچھ کی اور پھر بیڈ روم سے باہر آ گئے۔ ہیری ان کے راستے میں آیا تو اسے ہلاک کر

کے عقبی طرف سے وہ اطمینان سے نکل گئے۔

''کہاں ہے وہ لیبارٹری کیونکہ اب ہمیں اس لیبارٹری میں جا کر انہیں پکڑنا پڑے گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یہ۔ یہ تو سیکرٹ ہے''...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا تو مارشل ڈریلے کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''میرا ایک ساتھی ہلاک ہو چکا ہے جناب۔ ہم باہر موجود تھے۔ آپ نے معمولی سی آواز بھی نہیں نکالی ورنہ ہم انہیں پکڑ لیتے اور اب اگر آپ نے نہ بتایا تو وہ لوگ لیبارٹری تباہ کر کے فارمولا اڑا لے جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اب تک وہاں پہنچ بھی چکے ہوں اس لئے آپ پلیز بتا دیں تاکہ ہم تیزی سے کارروائی کر سکیں''...... مارشل ڈریلے نے بڑی مشکل سے اپنے غصے کو قابو میں رکھتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری کا نام سنڈریلا ہے۔ وہ تھرٹی ون اسکوائر کے علاقے میں ہے۔ سنڈریلا ہیوی مکینیکل انڈسٹری کے نام سے۔ اوپر انڈسٹری ہے جبکہ نیچے تہہ خانوں میں لیبارٹری ہے''...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

''وہاں کا فون نمبر کیا ہے اور سیکورٹی انچارج کون ہے''۔ مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

''فون نمبر تو میرے پی اے کو معلوم ہو گا۔ ویسے وہاں کا سیکورٹی انچارج سیکارنو ہے''...... ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیتے

ہوئے کہا تو مارشل ڈریلے نے آگے بڑھ کر ایک طرف موجود فون کا رسیور اٹھایا اور پھر اس نے انکوائری سے سنڈریلا ہیوی مکینیکل انڈسٹری کا فون نمبر معلوم کر کے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر وہ نمبر پریس کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''سنڈریلا ہیوی مکینیکل انڈسٹری''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سیکورٹی انچارج سیکارنو سے بات کراؤ۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب بات کرنا چاہتے ہیں''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''سر۔ آپ اسے میرے بارے میں بتا دیں تاکہ میں وہاں پہنچ کر حالات کو کنٹرول کر سکوں''...... مارشل ڈریلے نے رسیور ڈیفنس سیکرٹری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور ڈیفنس سیکرٹری نے رسیور لے کر اثبات میں سر ہلایا اور پھر رسیور کان سے لگا لیا۔

''ہیلو۔ چیف سیکورٹی آفیسر سیکارنو بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مسٹر سیکارنو۔ پاکیشیائی ایجنٹ اس لیبارٹری سے وہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں جو پاکیشیا سے لایا گیا تھا۔ حکومت نے اس کی حفاظت اور ان ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے سرکاری ایجنسی اساڈم کو چارج دے دیا ہے۔ اساڈم کے چیف مارشل ڈریلے وہاں پہنچ رہے ہیں۔ آپ نے ان کے تحت اس وقت تک کام کرنا ہے

جب تک پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارشل ڈریلے نے رسیور ڈیفنس سیکرٹری کے ہاتھ سے لے لیا۔

"ہیلو۔ میں مارشل ڈریلے بول رہا ہوں۔ چیف آف اساڈم ایجنسی"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہم لیبارٹری پہنچ رہے ہیں۔ آپ ہم سے ملاقات کریں گے۔ پھر تفصیل سے تمام معاملات طے کر لیں گے لیکن ہمارے پہنچنے تک آپ نے پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہمارے پہنچنے سے پہلے وہاں ریڈ کر دیں"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یہاں کے حفاظتی انتظامات انتہائی سخت ہیں جناب۔ آپ بے فکر رہیں وہ یہاں نہیں آ سکتے اور اگر آ گئے تو وہ یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکیں گے۔ ہم نے یہاں سیکورٹی کا فول پروف انتظام کر رکھا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بہر حال آپ پھر بھی محتاط رہیں۔ ہم پہنچ رہے ہیں"۔ مارشل ڈریلے نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارشل ڈریلے نے رسیور رکھ دیا۔

"ہم جا رہے ہیں سر۔ اپنے ساتھی کی لاش بھی لے جا رہے ہیں۔ آپ ہمیں اجازت دیں"...... مارشل ڈریلے نے کہا تو ڈیفنس سیکرٹری نے اثبات میں سر ہلا دیا تو مارشل ڈریلے تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر راہداری میں آ گیا۔ میجر ہڈسن اس کے پیچھے تھا۔ دونوں کے چہرے ستے ہوئے تھے کیونکہ ایک لحاظ سے پاکیشیائی ایجنٹوں نے انہیں بڑے واضح انداز میں شکست دے دی تھی لیکن مارشل ڈریلے کو یقین تھا کہ اب ان سے لیبارٹری میں مقابلہ ہو گا اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان سے نہ صرف اپنی شکست کا انتقام لے گا بلکہ اپنے ساتھی ہیری کی موت کا بدلہ بھی اس طرح لے گا کہ لوگ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشوں سے ہی عبرت پکڑنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ہیری کی ہلاکت پر سب سے زیادہ غصہ مارشل ڈریلے کو تھا کیونکہ مرنے والا ہیری اس کے عزیزوں میں سے تھا۔ اس نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ ایک بار پاکیشیائی ایجنٹ اس کے ہاتھ لگ جائیں تو وہ انہیں عبرتناک انجام سے دوچار کر دے گا اور ان سب کو ہلاک کر کے ان سے ہیری کی موت کا بدلہ لے گا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اپنی رہائش گاہ میں موجود تھا۔ وہ ابھی ٹاپ رینک آفیسرز کالونی سے یہاں واپس پہنچے تھے۔ وہ سب عقبی راستے کے ذریعے کالونی میں داخل ہوئے تھے لیکن جب وہ ڈیفنس سیکرٹری کی کوٹھی پر پہنچے تو وہاں انہوں نے کوٹھی کی ساخت اور اندر جلتی ہوئی لائٹس سے اندازہ لگا لیا تھا کہ کوٹھی کے اندر کافی لوگ موجود ہوں گے اس لئے عمران نے اکیلے اندر جانے اور ڈیفنس سیکرٹری کا انتظار کرنے کا فیصلہ کیا ورنہ وہاں لازماً خاصی قتل و غارت کرنا پڑتی اور عمران ایسا نہیں چاہتا تھا۔

چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں کو واپس کالونی کی عقبی طرف بھیج دیا اور خود وہ عقبی دیوار پھاند کر کوٹھی میں داخل ہوا اور پھر اسے عقبی طرف ایک بیڈ روم کی کھڑکی کھلی نظر آئی تو وہ سامنے کی طرف جانے کی بجائے اس کھڑکی کے راستے اندر داخل ہو گیا۔ البتہ اس نے کھڑکی کو اندر سے بند کر دیا تھا۔

بیڈ روم کا انداز بتا رہا تھا کہ یہ ڈیفنس سیکرٹری کا ذاتی بیڈ روم ہے اس لئے اسے یقین تھا کہ ملازم اس میں داخل نہ ہوں گے۔ چنانچہ وہ وہاں اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر اسے قدموں کی آہٹ باہر راہداری میں سنائی دی تو وہ تیزی سے اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے واش روم کا دروازہ آہستہ سے کھولا اور اندر چلا گیا البتہ اس نے دروازہ پوری طرح بند نہ کیا تھا۔ اسی لمحے بیڈ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

”سر۔ آپ میری آواز سنے بغیر دروازہ نہیں کھولیں گے“۔ ایک آدمی کی آواز سنائی دی۔ وہ تیز تیز انداز میں بول رہا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں گے ویسا ہی ہو گا“...... دوسری آواز سنائی دی اور اس کے بعد دروازہ بند ہوا اور پھر قدموں کی آواز واش روم کی طرف بڑھنے لگی۔ عمران سمجھ گیا کہ آنے والا ڈیفنس سیکرٹری ہے اور چونکہ عمران کو معلوم تھا کہ باہر لوگ موجود ہیں اس لئے اس نے ڈیفنس سیکرٹری کے واش روم میں آنے کا انتظار کیا جیسے ہی ڈیفنس سیکرٹری واش روم میں داخل ہوا عمران نے اسے دبوچ کر اس کی گردن کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اسے بے ہوش کیا اور اسے واش روم سے باہر لا کر قالین پر ڈال دیا۔ اس کے بعد اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔

پھر اس نے واپس آ کر اس آدمی کی گردن کو ایک بار پھر مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر سیدھا کیا اور پھر اس کے ہوش میں آتے

ہی اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا اور اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ یہ واقعی ڈیفنس سیکرٹری تھا اور پھر اس نے بتا دیا کہ پاکیشیا سے لایا جانے والا فارمولا سنڈریلا لیبارٹری میں بھیجا گیا تھا۔ عمران نے اس سے لیبارٹری کے محل وقوع اور وہاں کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر لیں اور اس کے بعد اس نے اسے صرف بے ہوش کیا اور کھڑکی کھول کر باہر آیا تو اس نے وہاں ایک آدمی کو کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ آدمی اس طرح اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے اسے کسی کی وہاں آمد کا تصور تک نہ ہو۔

عمران نے کھڑکی کھولتے ہی اسے دیکھ لیا تھا اس لئے وہ انتہائی محتاط انداز میں دبے قدموں اس کی طرف بڑھنے لگا پھر جب وہ اس آدمی تک پہنچا تو اسے آخری لمحے تک احساس ہی نہ ہو سکا تھا۔ عمران اس کی جسامت اور انداز کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ آدمی تربیت یافتہ ہے اس لئے اس نے اس کے ساتھ بھی وہی کارروائی کی جو اس نے ڈیفنس سیکرٹری کے ساتھ کی تھی کہ پہلے اسے دبوچا اور پھر اس کی شہ رگ پر پیر رکھ کر اس سے معلومات حاصل کر لیں۔ اس طرح آدمی چونکہ اونچی آواز نکالنے سے قاصر رہتا تھا اس لئے عمران نے یہی طریقہ اختیار کیا تھا اور اس آدمی سے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ ایک خفیہ سرکاری ایجنسی اساڈم کا آدمی ہے۔

اساڈم کا چیف مارشل ڈریلے اور نمبر ٹو میجر ہڈسن ہے اور وہ دونوں ایک اور آدمی جیری کے ساتھ سامنے کی طرف موجود ہیں۔

اس سے معلومات حاصل کر لینے کے بعد عمران نے اس کی شہ رگ کچل کر اسے ہلاک کیا اور پھر اطمینان سے دیوار پھلانگ کر وہ باہر آ گیا۔ اس کے ساتھی باہر اس کے انتظار میں موجود تھے اور عمران انہیں ساتھ لے کر سیدھا واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گیا تھا۔ راستے میں اس نے کوٹھی کے اندر ہونے والی تمام کارروائی کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو مختصر طور پر بتا دیا تھا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں فوری طور پر اس لیبارٹری پر ریڈ کرنا چاہئے تاکہ جب تک یہ لوگ سنبھلیں ہم اپنا مشن مکمل کر لیں ورنہ اب لازماً انہوں نے لیبارٹری پہنچ جانا ہے اور پھر وہ سیکورٹی ہائی الرٹ کر دیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''صفدر درست کہہ رہا ہے۔ تم نے واقعی واپس آنے میں جلدی کی ہے۔ تمہیں وہاں موجود افراد کا خاتمہ کر دینا چاہئے تھا''۔ جولیا نے صفدر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''میں تو ہر کام میں جلدی کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن نجانے کیوں مسلسل دیر ہوتی چلی جاتی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''مطلب صفدر سے پوچھو۔ اب تک خطبہ نکاح ہی یاد نہیں کر سکا''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کی یہاں واپسی کا مطلب ہے کہ آپ ابھی لیبارٹری پر ریڈ کرنا نہیں کرنا چاہتے''...... اس سے پہلے کہ جولیا، عمران کی بات کا جواب دیتی کیپٹن شکیل بول پڑا۔

''کیوں۔ یہ نتیجہ تم نے کیسے نکال لیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ صفدر کی بات درست ہے۔ وہاں اگر ریڈ کرنا تھا تو فوری ہونا چاہئے تھا لیکن ظاہر ہے آپ ہم سے بھی زیادہ بہتر انداز میں سوچ سکتے ہیں۔ آپ کی یہاں واپسی سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے وہاں ریڈ کرنے کا ارادہ ملتوی دیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''کیا واقعی یہی بات ہے''...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ بعد میں ارادہ بدل جائے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیوں عمران صاحب۔ بغیر ریڈ کئے وہاں سے ہمیں فارمولا کیسے مل سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''جو کچھ مجھے اس ڈیفنس سیکرٹری سے معلوم ہوا ہے اس کے بعد ہم اندھا دھند اقدام کر کے وہاں سے فارمولا نہیں نکال سکتے اور اساڈم نے بھی یقیناً وہاں اپنے آدمی تعینات کئے ہوئے ہوں گے۔ یہ تنظیم خاصی تیز ہے اور مارشل ڈریلیے کے بارے میں بھی مجھے معلوم ہے کہ وہ ذہین بھی ہے اور تیز رفتاری سے کام کرنے کا

بھی عادی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے آدمیوں کو کوٹھی پر چھوڑ کر خود وہاں چلا گیا ہو اس لئے ہمیں لیبارٹری کے خلاف سوچ سمجھ کر اقدام اٹھانا ہوگا''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تمہاری یہی سوچنے سمجھنے والی عادت نے سارے کام بگاڑ رکھے ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ میں جولیا کو اٹھاؤں اور بھاگنا شروع کر دوں۔ سوچوں سمجھوں ہی نہ''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم سے یہ بھی نہیں ہو سکے گا۔ بہرحال تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں وہاں سوچ سمجھ کر ہی کوئی اقدام اٹھانا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب کیا آپ بغیر سنڈریلا لیبارٹری میں گئے فارمولا حاصل نہیں کر سکتے''...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے اور کیپٹن شکیل کی بات سن کر عمران کے لبوں پر تو ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگ گئی لیکن باقی ساتھیوں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا ذہن بہت زیادہ سوچنے کی وجہ سے مفلوج ہوتا جا رہا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں مس جولیا۔ عمران صاحب انتہائی تیز

رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں اور انہیں جب معلوم ہوا کہ انتہائی تیز رفتار ایجنسی اساؤم کو ہمارے مقابلے پر لایا گیا ہے اور وہ لوگ ڈیفنس سیکرٹری کی رہائش گاہ پر موجود ہیں تو انہوں نے ان کے صرف ایک آدمی کو جو عقبی طرف تھا ختم کیا اور خاموشی سے واپس چلے آئے حالانکہ یہ سامنے جا کر باقی افراد کا بھی آسانی سے خاتمہ کر سکتے تھے۔ ان کے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل بھی موجود تھا لیکن انہوں نے اسے بھی استعمال نہیں کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ڈیفنس سیکرٹری کو بھی صرف بے ہوش کرنے پر ہی اکتفا کیا اور سب سے اہم بات یہ کہ ٹاپ ریئک آفیسرز کالونی سے تھرٹی ون اسکوائر جہاں لیبارٹری ہے، جانے اور کارروائی مکمل کرنے کی بجائے عمران صاحب ہمارے ساتھ یہاں واپس آ گئے اور اب یوں اطمینان سے بیٹھے مذاق کر رہے ہیں جیسے انہوں نے مشن مکمل کر لیا ہو۔ ان ساری باتوں کو سامنے رکھ کر اگر تجزیہ کیا جائے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے ذہن میں کوئی ایسا پلان ہے جس کی مدد سے یہ سنڈریلا لیبارٹری میں گئے بغیر فارمولا یا اس کی کاپی حاصل کر سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدگی سے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ شاید انہیں پہلے اس بات پر حیرت ہوئی تھی کہ کیپٹن شکیل جیسے ذہین آدمی نے کیوں ایسی احمقانہ بات کر دی ہے لیکن اب اس کی وضاحت کے بعد ان کے چہروں پر اس لئے

مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کہ کیپٹن شکیل نے واقعی انتہائی بہترین تجزیہ کیا تھا۔

''تمہاری بات واقعی قابل غور ہے لیکن یہ ممکن کیسے ہو سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''چند آپشنز میرے ذہن میں آئے ہیں۔ عمران صاحب کے ذہن میں کیا ہے یہ وہ جانتے ہوں گے۔ بہرحال میں بتا دیتا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا''...... جولیا نے کہا۔

''ایک آپشن تو یہ ہے کہ عمران صاحب کے کرانس کے چیف سیکرٹری لارڈ بوفمین سے گہرے ذاتی تعلقات ہیں اور لارڈ بوفمین عمران صاحب کی کارکردگی کے انتہائی مداح ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ عمران صاحب جو کچھ کہتے ہیں وہ کر بھی سکتے ہیں۔ اس بار شاید لارڈ بوفمین کو اس سارے قصے سے علیحدہ رکھا گیا ہے اس لئے انہیں اس بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں ہوگا۔ یہ بات اس لئے بھی میرے ذہن میں آئی ہے کہ لارڈ بوفمین نے سرسلطان کو یہی جواب دیا ہے کہ یہ فارمولا کرانس کی حکومت نے حاصل نہیں کیا اور نہ ہی یہاں کسی لیبارٹری میں موجود ہے لیکن چونکہ اب یہ بات کلیئر ہو چکی ہے کہ فارمولا کرانس کی سرکاری ایجنسی زیرو ون نے حاصل کیا ہے اور اب یہ فارمولا سنڈریلا لیبارٹری میں موجود ہے جو ظاہر ہے سرکاری لیبارٹری ہے اس لئے اب اگر صبح عمران صاحب لارڈ

بوفمین کو فون کر کے انہیں تفصیل بتائیں گے تو ہو سکتا ہے کہ لارڈ بوفمین فارمولا یا اس کی کاپی دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ اس کے علاوہ عمران صاحب نے ڈیفنس سیکرٹری کو زندہ اس لئے چھوڑا ہے کہ لارڈ بوفمین سر سلطان کی طرح انتہائی اصول پسند ہیں۔ اگر عمران صاحب ڈیفنس سیکرٹری کو ہلاک کر دیتے تو ہو سکتا ہے کہ وہ پورے کرانس کی فورس عمران صاحب کے خلاف حرکت میں لے آتے کہ عمران صاحب قاتل ہیں۔ انہیں قانونی طور پر سزا ملنی چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری کو اس لئے زندہ چھوڑا گیا ہوگا کہ لارڈ بوفمین لامحالہ ڈیفنس سیکرٹری سے اس بات کی تصدیق کریں گے کہ فارمولا پاکیشیا سے حاصل کیا گیا ہے اور اساڈم کے باقی آدمیوں کو اس لئے زندہ چھوڑا گیا ہے کہ اساڈم بہرحال سرکاری ایجنسی ہے اس طرح لارڈ بوفمین کو یہ بھی باور کرایا جا سکتا ہے کہ ان کے چیف سیکرٹری ہونے کے باوجود انہیں اندھیرے میں رکھا جا رہا ہے۔ اس طرح بغیر لیبارٹری میں داخل ہوئے فارمولا حاصل کیا جا سکتا ہے اور اب آخری بات یہ ہے کہ عمران صاحب اگر لارڈ بوفمین یا کرانس کے پرائم منسٹر صاحب کو دھمکی دے دیں کہ اس بار تو انہوں نے ڈیفنس سیکرٹری کو زندہ چھوڑ دیا ہے لیکن اگر فارمولا یا اس کی کاپی نہ دی گئی تو پھر ڈیفنس سیکرٹری سمیت زیرو ون، اساڈم ایجنسیوں اور سنڈریلا لیبارٹری کو تباہ کر کے فارمولا حاصل کر لیا جائے گا اور لارڈ بوفمین اور کرانس کے پرائم منسٹر دونوں جانتے ہیں کہ عمران صاحب جو کچھ کہتے ہیں وہ کر بھی سکتے ہیں اس لئے وہ لیبارٹری بچانے کے لئے فارمولا واپس دینے میں ہی عافیت سمجھیں گے''..... کیپٹن شکیل نے انتہائی وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ انتہائی حیرت ہے کہ تمہارا ذہن اس حد تک گہرائی میں سوچتا ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ تمہارے ذہن میں بھی وہی کمپیوٹر نصب ہے جو عمران کے ذہن میں ہے''..... تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ تھوڑا سست ہے''..... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم نے چند آپشنز کی بات کی تھی۔ یہ تو ایک آپشن ہے''..... تنویر نے کہا۔

''ارے کیوں کیپٹن شکیل کے ذہن کی بیٹری اوور لوڈ کرانا چاہتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ گرم ہو کر بلاسٹ ہی ہو جائے پھر یہ بے چارہ کیا کرے گا''..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تو پھر تم بتا دو کہ تم نے کیا سوچا ہے تاکہ کیپٹن شکیل کو ذہن پر زور نہ دینا پڑے''..... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''باقی ساتھیوں نے ذہن پر زور نہ دے کر کون سا تیر مار لیا ہے جو کیپٹن شکیل زور دے کر مار لے گا۔ ویسے مجھے حیرت ہے کہ

جو باتیں میں نے ابھی خود نہیں سوچیں وہ کیپٹن شکیل نے سوچ لی ہیں۔ اس نے میری کارکردگی کا اس طرح سائنٹیفک انداز میں تجزیہ کیا ہے جیسے میں انسان کی بجائے کوئی مشین ہوں جو کیے بعد دیگرے فیڈنگ کے مطابق کام کرتی چلی جا رہی ہو"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ہو ہی اس قدر گہرے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے اگر تمہیں معلوم ہے تو پھر خواہ مخواہ کیپٹن شکیل کے دماغ پر زور ڈلوا دیا ہے تم نے"...... عمران نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم دوسرا آپشن بتا رہے تھے کیپٹن شکیل"...... تنویر نے کہا۔

"دوسرا آپشن سائنسی انداز کا ہے۔ میں صرف اشارے دے سکتا ہوں۔ تفصیلات نہیں بتا سکتا۔ ویسے عمران صاحب کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کیا ہے مجھے تو بتاؤ"...... عمران نے چونک کر کہا تو اس کے اس انداز میں بات کرنے پر ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

"سنڈریلا بہرحال ایک سائنسی لیبارٹری ہے اور کرانس انتہائی ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہے۔ اس کی لیبارٹری یقیناً مکمل طور پر جدید ماسٹر کمپیوٹر سے مزین ہو گی۔ عمران صاحب نے لامحالہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے وہاں کا فون نمبر معلوم کیا ہو گا اور وہاں کے

انچارج کے بارے میں بھی تفصیلات معلوم کی ہوں گی۔ اب یہ فون کر کے اس انچارج سے ڈیفنس سیکرٹری کی آواز میں بات کریں گے اور باتوں ہی باتوں میں اس سے ماسٹر کمپیوٹر کی فیڈنگ، اس کا میک اور دیگر تفصیلات معلوم کر لیں گے۔ فارمولا یقیناً اس ماسٹر کمپیوٹر کی میموری میں فیڈ ہو گا۔ وہاں سے عمران صاحب آسانی سے فارمولا یہاں بیٹھے حاصل کر لیں گے اور مشن مکمل"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب کے چہروں پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"مشن مکمل۔ کھیل ختم۔ پیسہ ہضم۔ بس اصل مشکل یہی ہے کہ مشن بھی مکمل ہو جاتا ہے کھیل بھی ختم ہو جاتا ہے لیکن پیسہ ہوتا ہی نہیں جو ہضم کیا جا سکے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اب تم بتاؤ عمران کہ کیپٹن شکیل نے جو آپشنز بتائے ہیں تم نے ان میں سے کون سا آپشن اختیار کرنے کا سوچا ہے"...... جولیا نے بڑے سنجیدہ اور قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ کوئی پوچھنے کا انداز ہے۔ یہ تو لٹھ مارنے والا انداز ہے"...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لٹھ بھی مار دوں گی تمہیں۔ تم نے ہمیں واقعی کٹھ پتلیاں بنا رکھا ہے۔ نہ کچھ بتاتے ہو اور نہ کوئی کام لیتے ہو۔ اب دیکھو نا۔ رینجرز آفیسرز کالونی میں کچھ کام نکلا تھا جو تم نے اکیلے ہی کر لیا"...... جولیا نے بری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’وہ تو چند مجبوریاں راستے میں حائل تھیں اس لئے میں اکیلا گیا تھا‘‘...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

’’مجبوریاں۔ کیا مطلب۔ کون سی مجبوریاں‘‘...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’یہ بھی مجبوری ہے کہ مجبوریاں بھی بتائی جائیں۔ چلو بتا دیتا ہوں تاکہ تمہارا یہ گلہ بھی ختم ہو جائے کہ تمہیں کچھ بتایا ہی نہیں جاتا۔ اب سنو۔ کیپٹن شکیل کو اس لئے ساتھ نہیں لے گیا تھا کہ بغیر گئے اس نے اس قدر زبردست تجزیہ کر ڈالا ہے۔ اگر یہ ساتھ ہوتا اور اس کے سامنے ڈیفنس سیکرٹری سے پوچھ گچھ ہوتی تو نجانے کیا ہوتا۔ صفدر کو اس لئے ساتھ نہیں لے گیا کہ صفدر یار جنگ بہادر نے مطلب پوچھ پوچھ کر میرا ناطقہ بند کر دینا تھا اور اگر میرا ناطقہ بند جاتا تو پھر باقی کیا رہ جاتا‘‘...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

’’یہ ناطقہ کیا ہوتا ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’ناطقہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے قوت گویائی۔ بولنے کی طاقت‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اچھا تو تمہارا مطلب ہے کہ صفدر تم سے مطلب پوچھ پوچھ کر تمہارے بولنے کی قوت ہی ختم کر دیتا۔ وہ کیسے‘‘...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’آخر کسی بات کا مطلب تو اسے بھی آتا ہوگا‘‘...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

’’کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں‘‘...... جولیا نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

’’کیوں ہنس رہے ہو‘‘...... جولیا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

’’آپ نے خود ہی مطلب پوچھنا شروع کر دیا ہے‘‘...... صفدر نے کہا تو جولیا بھی اس بار بے اختیار ہنس پڑی۔

’’لیکن عمران کا فقرہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’مطلب ہے کہ میں جو مطلب بتاتا ہوں وہ تو انٹ شنٹ ہوتے ہیں۔ خواہ مخواہ اپنا رعب جمانے کے لئے بتا دیتا ہوں لیکن جب کسی بات کا مطلب صفدر کو پہلے سے معلوم ہوگا اور میں غلط بتا دوں گا تو پھر ظاہر ہے میرا ناطقہ بند ہوگا ہی‘‘...... عمران نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

’’تنویر اور میں بھی تو تھے۔ ہمیں کیوں ساتھ نہیں لے گئے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’تنویر کو ساتھ لے جاتا تو ڈیفنس سیکرٹری، اساڈم کے آدمی، ڈیفنس سیکرٹری کے ملازمین، اس گھر میں موجود بلیاں، کتے، طوطے، چھپکلیاں تک۔ نجانے کیا کیا سب ختم ہو جاتے اور مجھ جیسا رقیق

القلب آدمی یہ سب کچھ کیسے برداشت کر سکتا تھا''...... عمران نے کہا تو اس بار تنویر بھی اس کی بات سن کر ہنس پڑا۔

''اور اب رہ گئی تم۔ تمہیں اگر میں اکیلا اس کوٹھی میں لے جاتا جس کے بارے میں تنویر کو کچھ علم نہیں کہ اندر کوئی ہے بھی سہی یا خالی ہے تو تم خود بتاؤ کیا ہوتا۔ یہ سب مجبوریاں تھیں''...... عمران نے کہا۔

''خدا کی پناہ۔ تم سے تو بات کر کے آدمی خود عذاب کو دعوت دے دیتا ہے''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اب کون سی مجبوری ہے کہ تم یہاں بیٹھے یہ طوطا مینا کی کہانیاں سنا رہے ہو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''طوطا مینا کی کہانیاں قدیم دور کے لوگ سنا کرتے تھے۔ اب جدید دور کے لوگوں کو کیپٹن شکیل کے ماہرانہ تجزیے سننا پڑتے ہیں''...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

''میں نے غلط تجزیہ کیا ہے عمران صاحب تو میں معذرت خواہ ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ارے۔ ارے اصل مسئلہ تو یہی بنتا جا رہا ہے کہ تمہارے تجزیے اب سو فیصد درست ہونے لگ گئے ہیں اور مجھے اپنی بے روزگاری اب واضح طور پر نظر آنے لگ گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس سے تمہاری بے روزگاری کا کیا تعلق ہے''...... جولیا نے کہا۔

''بڑی صاف سی بات ہے کہ اگر کیپٹن شکیل کے ذہن کے ایکسیلیٹر پر مزید دباؤ پڑے گا تو یہ فل سپیڈ پکڑ لے گا اور عمران تو بے چارہ پیچھے رہ جائے گا تو پھر سمجھو کہ چیف کی نظروں سے عمران آؤٹ۔ میرا مطلب ہے کہ عمران بے چارہ تو بے روزگار ہو گیا نا''...... عمران نے کہا تو کمرہ سب کی ہنسی سے گونج اٹھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''اس وقت یہ کس کا فون ہو سکتا ہے''...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''فارن ایجنٹ رچرڈ کا ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے فوراً ہی جواب دیا۔

''ارے۔ ارے یہ مشن تو مکمل کرنے دو۔ تم نے پہلے ہی ایکسیلیٹر کو دبا دیا ہے''...... عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''رچرڈ بول رہا ہوں مسٹر مائیکل''...... دوسری طرف سے رچرڈ

کی آواز سنائی دی۔

''جی فرمائیں جناب۔ کیا رپورٹ ہے اسٹاک ایکسچینج کے تازہ ریٹس کے متعلق اور کیا اتار چڑھاؤ ہیں''...... عمران نے کہا۔

''سوری مسٹر مائیکل۔ اسٹاک ایکسچینج کا ریٹ بہت اونچا جا رہا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کوئی راستہ''...... عمران نے کہا۔

''نو سر۔ کوئی راستہ نہیں ہے۔ البتہ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ایڈوانس کیمیکلز آج رات تک اسٹاک ایکسچینج سے آؤٹ رہے گا۔ البتہ کل صبح وہ بھی اسٹاک ایکسچینج میں شامل ہو جائے گا''...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ آفس کا پتہ بتاؤ''...... عمران نے پوچھا۔

''آفس کا تو علم نہیں ہو سکا البتہ اس کی مینجنگ ڈائریکٹر لیڈی ہیلینا کی رہائش ساؤتھ ویسٹرن روڈ پر سن شائن پلازہ میں ہے۔ فلیٹ نمبر سترہ''...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''بڑے تاجرانہ قسم کے کوڈ بنا رکھے ہیں تم نے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ بین الاقوامی تاجروں کا ملک ہے اس لئے یہاں تجارت کے بغیر کوئی سوچتا ہی نہیں۔ بہرحال اب چونکہ معاملہ ایک لیڈی کا ہے اس لئے تم میرے ساتھ جا سکتی ہو۔ اب تمہیں ساتھ لے

جانے میں کوئی مجبوری نہیں ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ لیڈی کیا سائنس دان ہے عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ مینجنگ ڈائریکٹر کا مطلب ہے کہ وہ اس لیبارٹری کی انتظامیہ میں شامل ہے اور چھٹی پر آئی ہوئی ہے۔ کل صبح واپس لیبارٹری چلی جائے گی''...... عمران نے بات چیت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''تو آپ اس سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''میں کوئی چور راستہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کیونکہ لارڈ بوفمین کو سب کچھ معلوم ہے اور میں انہیں سبق دینا چاہتا ہوں اور ڈیفنس سیکرٹری صرف سیکرٹری ہی تھے انہیں نہ وہاں کے کمپیوٹر کے بارے میں کچھ معلوم تھا اور نہ ہی لیبارٹری کے اندرونی فون نمبر کا۔ ان کا رابطہ وہاں کے سیکورٹی آفیسر سے تھا جو ہمارے لئے بے کار ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ میرے سارے آپشنز غلط تھے''۔ کیپٹن شکیل نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ تم نے درست سوچا تھا لیکن یہ نہیں سوچا تھا کہ اگر میں یہ آپشنز سوچ سکتا ہوں تو کوئی دوسرا بھی سوچ سکتا ہوں''...... عمران

نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''کیا ابھی وہاں جانا ہوگا''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں رات کو چلیں گے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تم لوگ چاہو تو آرام کر لو''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''ہمیں اس وقت واقعی آرام کی ضرورت ہے لیکن تم کیا کرو گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ تم سب اردو میں آرام کرو میں انگریزی میں ریسٹ کرتا ہوں''...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

سن شائن پلازہ چار منزلہ بلڈنگ تھی۔ یہ پوری بلڈنگ رہائشی فلیٹس پر مشتمل تھی۔ فلیٹس لگژری تھے اس لئے تمام فلیٹس چار چار کمروں پر مشتمل اور ساؤنڈ پروف تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان میں جدید دور کی تمام سہولیات موجود تھیں۔

سن شائن پلازہ کے فلیٹ نمبر سترہ میں لیڈی ہیلینا کی رہائش تھی۔ وہ سنڈریلا لیبارٹری میں آفس سپرنٹنڈنٹ تھی اور لیبارٹری کے تمام انتظامی معاملات اس کے ہاتھ میں تھے۔ اس کے ساتھ دو لڑکیاں اور بھی کام کرتی تھیں۔ یہ لیبارٹری زیر زمین تھی اور وہاں انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات تھے۔ ان کی رہائش کے لئے لیبارٹری کے اندر بھی کمرے مخصوص تھے لیکن مسلسل زیر زمین رہنے کی وجہ سے ان کی طبیعت جب بوجھل ہو جاتی تو انہیں قانوناً ایک ہفتے کی رخصت مل جاتی تھی تاکہ وہ ایک ہفتے کے لئے وہاں سے نکل کر کھلی فضا میں رہ سکیں۔

لیڈی ہیلینا ادھیڑ عمر عورت تھی اور انتہائی بے باک اور آزاد خیال سمجھی جاتی تھی۔ اس نے اب تک اس لئے شادی نہ کی تھی کہ وہ شادی کو ایک فضول بندھن سمجھتی تھی۔ ادھیڑ عمر ہونے کے باوجود اس نے اپنے آپ کو اس طرح فٹ رکھا ہوا تھا کہ وہ بھرپور جوان نظر آتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سنڈریلا لیبارٹری کے تمام نوجوان سائنس دانوں میں بے حد مقبول تھی۔ اس کی مقبولیت میں اس کی جسمانی فٹنس کے ساتھ ساتھ اس کی بے باکی اور آزاد خیالی بھی شامل تھی۔ البتہ لیڈی ہیلینا چونکہ ایک حساس لیبارٹری میں کام کرتی تھی اس لئے اسے بتا دیا گیا تھا کہ اسے لیبارٹری سے باہر تعلقات بنانے سے گریز کرنا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے فلیٹ پر کسی کو بھی مدعو نہ کرتی تھی۔ البتہ جب وہ لیبارٹری سے باہر ہوتی تھی تو پھر اس کا زیادہ وقت کلبوں میں ہی گزرتا تھا اور رات گئے وہ واپس فلیٹ میں آتی تھی۔ اس وقت لیڈی ہیلینا اپنے فلیٹ میں بیٹھی شراب پینے میں مصروف تھی۔ چونکہ کل اس نے لیبارٹری واپس جانا تھا اور اسے اب وہاں سے چھٹی تقریباً ایک ماہ بعد ملنی تھی اس لئے وہ اس رات کو بھرپور انداز میں انجوائے کرنا چاہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے لیبارٹری کے اصولوں سے ہٹ کر ایک دوست کو یہاں آنے کی دعوت دے رکھی تھی اور اس کے انتظار میں بیٹھی شراب پی رہی تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ہیلینا بول رہی ہوں''...... لیڈی ہیلینا نے بڑے سریلے سے لہجے میں کہا۔

''لیبارٹری سے چیف سیکورٹی آفیسر سیکارنو بول رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے چیف سیکورٹی آفیسر کی بڑی سرد اور قدرے تحکمانہ آواز سنائی دی تو لیڈی ہیلینا بے اختیار چونک پڑی کیونکہ سیکارنو بھی اس کے مداحوں میں شامل تھا اور اس نے آج سے پہلے کبھی اس سے اس طرح سخت، سرد اور اجنبی لہجے میں بات نہ کی تھی۔

''کیا بات ہے۔ تمہارا انداز بڑا اجنبی سا ہے''...... لیڈی ہیلینا نے کہا۔

''لیڈی ہیلینا۔ لیبارٹری میں ٹاپ ایمرجنسی نافذ ہو چکی ہے۔ سرکاری ایجنسی اساڈم نے اب لیبارٹری کی حفاظت کا انتظام سنبھال رکھا ہے اور ہر آنے جانے والے پر پابندی لگا دی ہے۔ تم نے چونکہ صبح چھٹی گزار کر لیبارٹری واپس آنا ہے اس لئے اساڈم ایجنسی کے چیف مارشل ڈریلے تم سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں کہا گیا۔

''اوہ۔ ایسا کیوں ہوا ہے''...... لیڈی ہیلینا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیبارٹری پر پاکیشیائی ایجنٹوں کے حملے کا خطرہ ہے''۔ دوسری طرف سے سیکارنو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ کراؤ بات مارشل ڈریلے سے''...... لیڈی ہیلینا نے کہا۔

''ہیلو۔ میں مارشل ڈریلے بول رہا ہوں چیف آف اساڈم ایجنسی''......چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی بولنے والا تیز تیز انداز میں بات کر رہا تھا جیسے اسے فقرہ مکمل کرنے کی بے حد جلدی ہو۔

''یس سر۔ میں ہیلینا بول رہی ہوں''......لیڈی ہیلینا نے کہا۔

''لیڈی ہیلینا یہ بتائیں کہ کیا آپ فلیٹ میں اکیلی رہتی ہیں یا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی رہتا ہے''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''جی میں اکیلی رہتی ہوں''...... ہیلینا نے جواب میں کہا۔

''آپ کے بارے میں کتنے افراد کو علم ہے کہ آپ لیبارٹری میں کام کرتی ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''جی بہت سے لوگوں کو علم ہو گا۔ یہ کوئی جرم تو نہیں ہے''۔ لیڈی ہیلینا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ کا سروس ریکارڈ دیکھا ہے۔ آپ بڑے طویل عرصے سے اس لیبارٹری میں کام کر رہی ہیں''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں تقریباً شروع سے ہی اس لیبارٹری میں کام کر رہی ہوں اور مجھے کام کرتے ہوئے کافی وقت ہو گیا ہے''۔ ہیلینا

نے کہا۔

''گڈ۔ تب تو آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ یہ لیبارٹری کس انجینئر نے بنائی تھی''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''جی نہیں۔ مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ میرا اس سے کیا تعلق''...... ہیلینا نے کہا۔

''لیکن آپ کو اس کے سپیشل اور خفیہ راستوں کا تو علم ہو گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں جناب۔ کون سا سپیشل اور کون سا خفیہ راستہ۔ ایک ہی تو راستہ ہے جس سے سب آتے جاتے ہیں''...... ہیلینا نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ آپ کی چھٹی مزید بڑھائی جا رہی ہے۔ اب آپ نے اس وقت تک لیبارٹری میں نہیں آنا جب تک آپ کو اس بارے میں باقاعدہ اطلاع نہ دی جائے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن کیوں''...... ہیلینا نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ آپ کے روپ میں دشمن بھی لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میرے روپ میں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... لیڈی ہیلینا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ یہ باتیں نہیں سمجھ سکتیں۔ بہرحال آپ نے میری بات

سن لی ہے اور آپ اس پر عمل کریں گی"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہیلینا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ البتہ اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ایک لحاظ سے اسے کچھ عرصہ مزید لیبارٹری سے باہر قیام کا موقع مل گیا تھا لیکن وہ سوچ رہی تھی کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ کون ہو سکتے ہیں اور وہ کیوں لیبارٹری پر حملہ کرنا چاہتے ہیں لیکن ظاہر ہے یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ سکتی تھی اس لئے اس نے سوچنا چھوڑ کر شراب کے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑی۔

"اوہ۔ ڈیسوزا آ گیا۔ چلو اچھا ہے"...... لیڈی ہیلینا نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ ڈیسوزا اس کا وہ دوست تھا جس کا وہ انتظار کر رہی تھی اور چونکہ ڈیسوزا کے علاوہ کسی کی آمد کا اس کے ذہن میں کوئی تصور ہی نہ تھا اس لئے اس نے ڈور فون کے ذریعے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی اور سیدھی جا کر دروازہ کھول دیا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ سامنے ایک مقامی لڑکی اور ایک مقامی نوجوان موجود تھے۔ ان دونوں کو دیکھ کر لیڈی ہیلینا کے چہرے پر تعجب کے ساتھ قدرے خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

عمران اور جولیا نے کار سن شائن رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں روکی اور دونوں اتر کر پہلی منزل کی اس راہداری کی طرف بڑھ گئے جس میں فلیٹس کے دروازے تھے۔ فلیٹس واقعی لگژری اور مکمل ساؤنڈ پروف بنائے گئے تھے۔

سترہ نمبر فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ البتہ باہر موجود نیم پلیٹ پر لیڈی ہیلینا کا نام لکھا ہوا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ ڈور فون سے پہلے پوچھ گچھ کی جائے گی لیکن چند لمحوں بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تو دروازے پر ایک عورت کھڑی تھی جو انتہائی حیرت بھری نظروں سے عمران اور جولیا کو دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ اسے کسی اور کے آنے کی توقع تھی اس لئے اس نے بغیر کسی پوچھ گچھ کے دروازہ کھول دیا تھا۔

"تمہارا نام لیڈی ہیلینا ہے"...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ مگر تم کون ہو''...... عورت نے جھٹکا کھا کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

''ہمارا تعلق اساڈم سے ہے۔ میرا نام رچرڈ ہے اور یہ ڈوریا ہے۔ ہم نے تم سے چند سوالات کرنے ہیں''...... عمران نے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

''اساڈم سے۔ مم۔ مگر ابھی تو اساڈم کے چیف مارشل ڈریلے نے فون پر مجھ سے بات کی ہے''...... عورت نے چونکتے ہوئے اور قدرے ہچکچاتے ہوئے انداز میں کہا۔

''کیا ہمیں اندر آنے کا نہیں کہو گی۔ ہم سرکاری آدمی ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ دروازے سے ایک طرف ہٹ گئی تو عمران اور جولیا اندر داخل ہو گئے۔ ہیلینا نے ان کے عقب میں دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔

''آؤ ادھر ڈرائنگ روم میں آجاؤ''...... اس نے سائیڈ کا دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو عمران اور جولیا اندر داخل ہو گئے۔ ان کے عقب میں ہیلینا بھی اندر آ گئی۔

''تمہیں کس کے آنے کی توقع تھی''...... عمران نے کہا تو لیڈی ہیلینا بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر یکلخت ہلکے سے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کسی کی نہیں۔ یہاں فلیٹ پر کوئی نہیں آتا''...... ہیلینا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اگر کسی نے آنا تھا تو بہتر ہے کہ فون کر کے اسے روک دو۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے''...... عمران نے قدرے سرد لہجے میں کہا تو ہیلینا چند لمحے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہیلینا بول رہی ہوں۔ ڈیسوزا موجود ہے یا نہیں''...... ہیلینا نے کہا اور پھر وہ دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

''بات کراؤ اس سے''...... اس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہیلو ڈیسوزا۔ میں ہیلینا بول رہی ہوں۔ سنو۔ میری بات سنو۔ تم اب فلیٹ پر نہیں آؤ گے۔ سمجھے۔ کل میں خود تم سے ملوں گی''...... ہیلینا نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ابھی میں یہیں ہوں۔ چھٹی مزید بڑھ گئی ہے۔ ٹھیک ہے کل ملاقات ہو گی۔ گڈ بائی''...... ہیلینا نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

''تم۔ تم کیوں آئے ہو''...... ہیلینا نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم سنڈریلا لیبارٹری میں کام کرتی ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اور میں نے ابھی بتایا ہے کہ تمہارے چیف مارشل ڈریلے نے مجھ سے بات کی ہے۔ اس نے مجھ سے سوالات پوچھے ہیں۔ پھر تم کیوں آ گئے ہو''...... ہیلینا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا باتیں ہوئی ہیں۔ اگر بتا دو تو ہم واپس چلے جاتے ہیں حالانکہ مارشل ڈریلے نے ہمیں یہی حکم دیا تھا کہ تم سے تفصیلی پوچھ گچھ کی جائے کیونکہ صبح تم نے واپس لیبارٹری جانا ہے''...... عمران نے کہا جبکہ جولیا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

''میں بتا دیتی ہوں تاکہ تمہاری تسلی ہو جائے''...... ہیلینا نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے مارشل ڈریلے سے فون پر ہونے والی بات چیت کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی بتا دیا کہ اسے ڈیوٹی پر حاضر ہونے سے تا اطلاع ثانی روک دیا گیا ہے۔

''تو تم نے مارشل ڈریلے سے غلط بیانی کی ہے۔ کیوں''۔ عمران نے یکلخت اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا تو ہیلینا بے اختیار اچھل پڑی۔

''غلط بیانی۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیسی غلط بیانی''...... ہیلینا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میڈم ہیلینا۔ جیسا کہ چیف مارشل ڈریلے نے تمہیں بتایا ہے کہ معاملات اس وقت بے حد نازک ہیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں اطلاع مل چکی ہے کہ تم لیبارٹری میں شروع سے کام کر رہی ہو اور تمہیں اس کے خفیہ راستوں کے بارے [illegible] علم ہے لیکن اب تم انکار کر رہی ہو۔ [illegible] مطلب ہے کہ تم [illegible] غداری کر رہی ہو''...... عمران نے

سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ مجھے واقعی کسی خفیہ راستے کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ میں سچ بول رہی ہوں''...... لیڈی ہیلینا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر سچ بول رہی ہو تو پھر خوفزدہ کیوں ہو''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں خوف زدہ نہیں ہوں''...... لیڈی ہیلینا نے فوراً سنبھل کر کہا۔

''او کے۔ تمہاری غلط بیانی تمہارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے''...... عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''میں سچ کہہ رہی ہوں''...... ہیلینا نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے قدم بڑھایا۔ دوسرے لمحے اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ہیلینا چیختی ہوئی اچھل کر سائیڈ پر گری۔ کنپٹی پر پڑنے والی مڑی ہوئی انگلی کی ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

''اب اسے باندھنا ہے اور یہاں کھڑکیوں پر پردے بھی نہیں ہیں اور رسی بھی یقیناً یہاں موجود نہیں ہو گی''...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا ضرورت ہے اسے باندھنے کی۔ کہاں بھاگ کر جائے

گی''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ کم از کم ہاتھ تو باندھنے پڑیں گے ورنہ میرا منہ بھی نوچ سکتی ہے اور ہیں کم از کم صفدر کے خطبہ نکاح یاد کرنے سے پہلے اپنا منہ نہیں نچوانا چاہتا ورنہ تم نے عین وقت پر انکار کر دینا ہے''۔ عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''مجھے یقین ہے کہ تب تک تمہارا منہ ہی اس قابل نہیں رہے گا کہ اسے نوچا جا سکے''...... جولیا نے کہا تو اس بار ہنسنے کی باری عمران کی تھی۔

''مجھے نجومی نے بتایا تھا کہ میرا بڑھاپا میری جوانی سے زیادہ خوبصورت ہو گا''...... عمران نے جھک کر قالین پر بے ہوش پڑی ہوئی لیڈی ہیلینا کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک صوفے کی کرسی پر ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی بیلٹ اتار دی اور پھر جولیا نے لیڈی ہیلینا کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کئے تو عمران نے بیلٹ کی مدد سے اس کی کلائیاں باندھ دیں۔

''بولنے پر اسے آمادہ میں کروں گی۔ تم نے صرف سوال کرنے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''سچ کہتے ہیں بزرگ کہ عورت ہی عورت کی دشمن ہوتی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بکواس مت کرو۔ وقت ہمارے پاس بہت کم ہے''...... جولیا

نے ہیلینا کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کرتے ہوئے کہا۔

''جتنا کم ہے اتنا مجھ سے لے لو۔ میں وقت کا ذخیرہ اندوز ہوں''...... عمران نے کہا تو جولیا اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے لیڈی ہیلینا کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اس نے لیڈی ہیلینا کے منہ اور ناک پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔ جب لیڈی ہیلینا کے جسم میں ہوش میں آنے کے آثار نظر آنے لگ گئے تھے تو جولیا نے ہاتھ ہٹائے اور تیزی سے مڑ کر اس نے ایک طرف ریک میں پڑی ہوئی شراب کی بڑی سی بوتل اٹھائی اور واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ عمران لیڈی ہیلینا کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''یہ۔ یہ تم نے کیا کیا''...... لیڈی ہیلینا نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن عقب میں ہاتھوں کے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ توازن برقرار نہ رکھ سکی اور دوبارہ بیٹھ گئی۔

''تمہاری ہم جنس تمہارے منہ سے سچ سننا چاہتی ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اسی لمحے واش روم کا دروازہ کھلا اور جولیا باہر آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں بوتل تھی لیکن اس کا پیندہ ٹوٹا ہوا تھا اور خوفناک انداز میں کرچیاں برچھیوں کی صورت میں باہر کو نکلی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ جب جولیا نے بوتل اٹھائی تھی تو اسی وقت عمران سمجھ گیا تھا کہ جولیا کیا کرنا چاہتی ہے۔

''مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ تم میری بات مانتے کیوں

نہیں''...... ہیلینا نے کہا۔

''میں بتاتا ہوں۔ تمہاری ہم جنس نہیں مانتی۔ اسے منوا سکتی ہو تو منوا لو''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''اب اسے سچ بولنا ہی پڑے گا ورنہ''...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے برچھیوں کی صورت میں ٹوٹی ہوئی بوتل اس کی گردن پر اس طرح رکھ دی کہ اگر وہ ذرا سا دباؤ ڈالتی تو یقیناً تیز دھار شیشے کی کرچیاں ہیلینا کا گلا اس طرح کاٹ دیتیں جیسے تار سے صابن کٹتا ہے۔

''بولو۔ ورنہ''...... جولیا نے ذرا سا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''بب۔ بب۔ بتاتی ہو۔ مت مارو مجھے۔ میں بتاتی ہوں۔ ہم سے حلف لیا گیا تھا کہ ہم کسی کو اس بارے میں کچھ نہیں بتائیں گے لیکن میں مرنا نہیں چاہتی۔ اسے ہٹاؤ۔ ہٹاؤ پلیز''...... ہیلینا نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اس کی حالت واقعی ان کرچیوں کی وجہ سے انتہائی خراب نظر آ رہی تھی۔

''بکواس مت کرو۔ بتاؤ''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا تو ہیلینا نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر چل پڑتا ہے اور پھر عمران نے اس سے سوالات کر کے نہ صرف خفیہ راستے کے بارے میں تمام تفصیل معلوم کر لی بلکہ لیبارٹری کے اندرونی حصے کے بارے میں بھی ساری تفصیل معلوم کر لی۔

''گڈ۔ اب اسے ہاف آف کر دو''...... عمران نے جولیا سے کہا

تو جولیا نے ہاتھ پیچھے ہٹایا اور ابھی ہیلینا اطمینان بھرا سانس لے ہی رہی تھی کہ جولیا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تو ہیلینا کے حلق سے بے اختیار کربناک چیخ نکلی اور اس کا سر ایک طرف کو ڈھلک گیا۔

جولیا نے بھی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی اس کنپٹی پر مارا تھا جس پر پہلے ہی عمران نے مڑی ہوئی انگلی کی ضرب لگائی تھی اس لئے ایک ہی ضرب سے وہ دوبارہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ جولیا نے ٹوٹی ہوئی بوتل ایک طرف پڑی ہوئی ٹوکری میں اچھال دی۔

''اسے زندہ رکھنا ضرورت نہیں۔ اس نے ہوش میں آتے ہی وہاں فون کر دینا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ابھی کچھ معلومات مبہم ہیں اس لئے اس کا زندہ رہنا ضروری ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر سیکارنو کا فون نمبر ہیلینا سے معلوم کر لیا تھا۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

''ہیلینا بول رہی ہوں''...... عمران کے منہ سے ہیلینا کی آواز نکلی۔ انداز بڑا لاڈ بھرا تھا اور جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یس۔ مارشل ڈریلے بول رہا ہوں۔ کیوں فون کیا ہے''۔ دوسری طرف سے تیز تیز لہجے میں کہا گیا۔

''وہ میں نے سیکارنو سے بات کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا بات کرنی ہے۔ مجھے بتاؤ''...... مارشل ڈریلے نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔

''اس نے مجھے حکم دیا ہوا ہے کہ میں بغیر اس کی اجازت کے دارالحکومت سے باہر نہ جاؤں لیکن اب جبکہ مجھے طویل رخصت مل گئی ہے تو میں ایکریمیا جانا چاہتی ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جا سکتی ہو۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں''۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

''اوکے شکریہ''...... عمران نے ہیلینا کے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

''اس بات کا ہمیں کیا فائدہ ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''سیکارنو لازماً جانتا ہو گا کہ ہیلینا کو خفیہ راستے کا علم ہے۔ ان لوگوں نے چونکہ حلف اٹھایا ہوا ہے کہ اس بات سے انکار کریں گے اس لئے اس سیکارنو نے بھی یقیناً مارشل ڈریلے کو اس خفیہ راستے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہو گا لیکن اگر اس عورت کو زندہ چھوڑ دیا جائے تو اس نے لازماً صبح کو فون کر کے ہمارے بارے میں بتا دینا ہے اور اگر ہم اسے ہلاک کر دیتے تو ظاہر ہے اس کی لاش کے بارے میں اطلاع انہیں دی جاتی اور اس طرح معاملہ خراب ہو جاتا۔ اب اگر یہ فلیٹ سے غائب ہو جائے گی تو ظاہر ہے یہی سمجھا جائے گا کہ یہ ایکریمیا چلی گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن یہ غائب کیسے ہو گی۔ کیا تم اسے اٹھا کر پارکنگ تک

لے جاؤ گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہاں کوئی نہ کوئی فلیٹ خالی ہو گا۔ ہم اس کی لاش وہاں ڈال دیں گے۔ ہمیں صرف کل شام تک کا وقت چاہئے اور وہ مل جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن یہ کیسے معلوم ہو گا کہ کون سا فلیٹ خالی ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''جس فلیٹ کے دروازے پر کارڈ موجود نہیں ہو گا وہ فلیٹ خالی ہو گا اور ماسٹر کی میرے پاس موجود ہے۔ تم باہر جاؤ اور خالی فلیٹ چیک کر کے اس کا دروازہ کھول آؤ تاکہ اسے وہاں شفٹ کیا جا سکے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک مخصوص انداز میں مڑی ہوئی تار نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دی اور جولیا سر ہلاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران کچھ دیر کھڑا سوچتا رہا پھر وہ لیڈی ہیلینا کے فلیٹ کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔

مارشل ڈریلے چیف سیکورٹی آفیسر کے آفس میں کرسی پر بڑے اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا مگر اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ ذہنی طور پر کسی مخمصے میں مبتلا ہو کہ دروازہ کھلا اور چیف سیکورٹی آفیسر سیکارنو اندر داخل ہوا۔

''آپ نے مجھے بلایا ہے''...... سیکارنو نے کہا۔

''ہاں بیٹھو۔ میں نے تم سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں''۔ مارشل ڈریلے نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ فرمائیں''...... سیکارنو نے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا کیونکہ میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر مارشل ڈریلے خود بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اب وہ یہاں کا سیکورٹی انچارج بن چکا تھا۔

''لیڈی ہیلینا سے تمہارے تعلقات کیسے ہیں''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو سیکارنو بے اختیار چونک پڑا۔

''تعلقات۔ کیسے تعلقات''...... سیکارنو نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں کرتے ہوئے کہا۔

''اس نے ابھی تمہیں فون کیا تھا۔ اس نے تمہارا نام لے کر جس لہجے میں بات کی تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے اور اس کے درمیان گہرے تعلقات ہیں اور یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ البتہ میں اپنی بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں''...... مارشل ڈریلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ انتہائی بے باک اور کھلے دل کی عورت ہے جناب اور یہاں مجھ سے ہی نہیں سائنس دانوں سے بھی اس کے گہرے تعلقات ہیں''...... سیکارنو نے کہا۔

''ہونہہ۔ اسی لئے وہ تم سے دارالحکومت سے باہر جانے کی اجازت مانگنا چاہتی تھی جو شاید یہاں مشکل ملتی ہو گی لیکن میں نے اسے اجازت دے دی ہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''دارالحکومت سے باہر۔ کہاں''...... سیکارنو نے چونک کر کہا۔

''وہ کہہ رہی تھی کہ وہ ایکریمیا جانا چاہتی ہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... سیکارنو نے کہا تو مارشل ڈریلے بے اختیار چونک پڑا۔

''کیوں۔ کیا مطلب۔ کیوں نہیں ہو سکتا''...... مارشل ڈریلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ میں اس کی فطرت سے واقف ہوں۔ وہ کہیں آنے جانے کی قائل نہیں ہے۔ میں نے اسے کئی بار کہا تھا کہ وہ چاہے تو لیبارٹری کے خرچ پر سیاحت کے لئے کہیں بھی جا سکتی ہے کیونکہ ہمارے یہاں اس کے لئے باقاعدہ فنڈ ملتا ہے اور سب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن اس نے کبھی اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اس کی طبیعت ہی ایسی ہے۔ وہ تو بس مردوں، کلبوں اور شراب کی رسیا ہے اور اس کے علاوہ وہ صرف کرانس کے مردوں کو ہی پسند کرتی ہے۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ یہاں سے کسی کو لے جا رہی ہو لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے تو آپ نے اسے چھٹی دی ہے اور اتنی جلدی اس نے یہ انتظام کیسے کر لیا''...... سیکارنو نے کہا تو مارشل ڈریلے بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ ایسی کون سی بات ہے۔ اس نے کسی کو فون کر کے پروگرام بنا لیا ہو گا۔ البتہ اگر تمہیں اس بات پر غصہ ہے کہ وہ تمہیں ساتھ نہیں لے جا رہی تو اگر تم بھی اس کے ساتھ جانا چاہو تو جا سکتے ہو''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''آپ چونکہ اس کے فطری رجحان کو نہیں جانتے اس لئے آپ کے لئے یہ اہم بات نہیں ہے لیکن میں چونکہ اس کے فطری رجحان کو جانتا ہوں اس لئے میرے لئے یہ ایسا ہے جیسے کوئی دن کو رات کہہ دے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سے بات کر لوں''...... سیکارنو نے کہا۔

''ہاں کر لو۔ اس میں اجازت کی کیا ضرورت ہے''...... مارشل ڈریلے نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ شاید سیکارنو کی باتوں سے بیزاری سی محسوس کر رہا تھا کیونکہ سیکارنو کی بات کسی طرح بھی اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی۔ سیکارنو نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

''وہ شاید سو گئی ہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''وہ سو بھی گئی ہے تو گھنٹی کی آواز سن کر اٹھ جاتی ہے''۔ سیکارنو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''آپ نائٹ ڈیوٹی پر ہیں۔ میں لیڈی ہیلینا کا دوست سیکارنو بول رہا ہوں۔ لیڈی ہیلینا فون اٹنڈ نہیں کر رہی جبکہ میں نے اس سے انتہائی ایمرجنسی بات کرنی ہے۔ آپ پلیز چوکیدار کو بھیج کر اسے کہیں کہ وہ سیکارنو کی کال وصول کرے''...... سیکارنو نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سیکارنو نے رسیور رکھ دیا۔

''تم نے پلازہ کی انتظامیہ کو فون کیا ہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''جی ہاں''...... سیکارنو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر پانچ

سات منٹ بعد اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن اس بار بھی دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تھا۔ سیکارنو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کیا ہوا۔ کیا فون اٹنڈ نہیں ہو رہا''...... مارشل ڈریلے نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... سیکارنو نے جواب دیا تو مارشل ڈریلے نے ہاتھ بڑھا کر فون میں موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اسی لڑکی کی آواز سنائی دی۔

''سیکارنو بول رہا ہوں۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ لیڈی ہیلینا کو کہیں کو وہ فون اٹنڈ کرے''...... سیکارنو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ان کا فلیٹ خالی ہے جناب۔ وہاں کوئی نہیں ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ باہر بھی نہیں گئیں کیونکہ وہ باہر جاتیں تو میرے سامنے سے گزرتیں''...... دوسری طرف سے لڑکی نے کہا تو نہ صرف سیکارنو بلکہ مارشل ڈریلے بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ تو پھر وہ کہاں جا سکتی ہے۔ ویسے بھی وہ رات کو اس وقت کہاں جا سکتی ہیں''...... سیکارنو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک منٹ۔ چوکیدار آ رہا ہے میں نے اسے ساتھ والے فلیٹ سے معلوم کرنے کے لئے کہا تھا''...... لڑکی نے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو سر۔ غضب ہو گیا ہے۔ لیڈی ہیلینا کی لاش گیارہ نمبر فلیٹ میں پڑی ہے''...... چند لمحوں بعد لڑکی کی انتہائی متوحش آواز سنائی دی۔

''لاش۔ گیارہ نمبر فلیٹ میں۔ کیا۔ کیا مطلب کیا کہہ رہی ہو تم''...... سیکارنو نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''چوکیدار گیارہ نمبر فلیٹ کے سامنے سے گزر رہا تھا تو اس نے دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا دیکھا۔ اس دروازے کا لاک خراب ہے۔ اس نے سوچا کہ لاک کی وجہ سے دروازہ کھل گیا ہے۔ اس نے دروازہ بند کرنے کے لئے اسے مزید کھولا تو سامنے ہی کمرے میں اسے لیڈی ہیلینا پڑی ہوئی نظر آ گئی۔ اس نے اندر جا کر چیک کیا تو انہیں گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ مجھے فوراً پولیس کو رپورٹ دینا ہو گی''...... دوسری طرف سے انتہائی تیز اور متوحش لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سیکارنو نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ کیا ہو گیا۔ یہ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ''...... سیکارنو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس پلازہ انتظامیہ کا نمبر دوبارہ ملائیں۔ میں نے بات کرنی ہے''...... مارشل ڈریلے نے تیز لہجے میں کہا تو سیکارنو نے رسیور

اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر رسیور مارشل ڈریلے کی طرف بڑھا دیا۔

''یس سر''...... اسی لڑکی کی تیز آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ میں مارشل ڈریلے بول رہا ہوں۔ چیف آف اساڈم ایجنسی۔ یہ بتاؤ کہ کیا لیڈی ہیلینا سے ملنے کوئی آیا تھا۔ کوئی اجنبی یا شناسا آدمی''...... مارشل ڈریلے نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ چوکیدار نے بتایا ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت کو اس نے لیڈی ہیلینا کے فلیٹ میں داخل ہوتے دیکھا تھا اور سر یہ دونوں واپس بھی چلے گئے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''چوکیدار کہاں ہے۔ اس سے بات کراؤ''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''سر۔ وہ پولیس کے ساتھ لیڈی ہیلینا کے فلیٹ میں ہے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے''...... لڑکی نے کہا تو مارشل ڈریلے نے رسیور رکھ دیا۔

''اتنی جلدی پولیس پہنچ بھی گئی''...... سیکارنو نے کہا۔

''قریب ہی پولیس سٹیشن ہو گا لیکن اس کا مطلب ہے کہ لیڈی ہیلینا کو پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہلاک کیا ہے۔ وہ ضرور کوئی ایسی بات جانتی ہو گی جس سے پاکیشیائی ایجنٹ فائدہ اٹھا سکتے ہیں''۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ۔ لیکن انہیں لیڈی ہیلینا کے بارے میں کیسے

معلوم ہو سکتا ہے''...... سیکارنو نے کہا۔

''جو لوگ اس فیلڈ میں کام کرتے ہیں ان کے پاس معلومات حاصل کرنے کے بہت سے ذرائع ہوتے ہیں۔ اس بات کو چھوڑو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا لیڈی ہیلینا لیبارٹری کے بارے میں کوئی خاص بات جانتی تھی''...... مارشل ڈریلے نے تیز لہجے میں کہا۔

''وہ لیبارٹری کے خفیہ راستے کے بارے میں جانتی تھی''۔ سیکارنو نے کہا تو مارشل ڈریلے بے اختیار اچھل پڑا۔

''خفیہ راستہ۔ لیکن اس نے تو کہا تھا کہ ایسا کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے۔ پھر''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''ہم سب نے حلف اٹھایا ہوا ہے کہ اس بارے میں کسی کو نہیں بتائیں گے بلکہ اس کا اقرار ہی نہ کریں گے لیکن اب لیڈی ہیلینا کی ہلاکت کے بعد اسے چھپانا حماقت ہے''...... سیکارنو نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ سیڈ رئیلی ویری سیڈ۔ آپ نے اس قدر اہم بات مجھ سے بھی چھپا لی۔ یہ تو غداری ہے''...... مارشل ڈریلے نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''جناب وہ خفیہ راستہ اندر سے کھل سکتا ہے باہر سے نہیں اس لئے آپ کو بتانے کا کوئی فائدہ ہی نہیں تھا''...... سیکارنو نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم مجھے بتاؤ۔ کہاں ہے یہ راستہ کیونکہ اب تو اسے بطور ٹریپ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو سیکارنو نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ جسے سن کر مارشل ڈریلے کا

چہرہ غصے سے بگڑتا چلا گیا اور پوری تفصیل سننے کے بعد وہ میز پر زور سے مکا مارتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

''یہ سب بہت برا ہوا ہے۔ بہت برا۔ لیبارٹری کے خفیہ راستے کے بارے میں آپ نے مجھے کچھ نہ بتا کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اب اگر وہ لوگ اس خفیہ راستے سے لیبارٹری میں پہنچ گئے اور وہاں کچھ ہوا تو اس کے آپ ذمہ دار ہوں گے۔ صرف آپ''۔ مارشل ڈریلے نے بری طرح سے دھاڑتے ہوئے کہا تو سیکارنو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

تھرٹی ون اسکوائر ایک وسیع وعریض انڈسٹریل علاقہ تھا۔ یہاں ہر طرف چھوٹی بڑی فیکٹریاں پھیلی ہوئی تھیں۔ البتہ اس پورے علاقے کے گرد باقاعدہ چار دیواری بنائی گئی تھی اور تھرٹی ون اسکوائر میں داخل ہونے والے راستے پر باقاعدہ چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی تاکہ کوئی غیر متعلقہ آدمی اس علاقے میں داخل نہ ہو سکے کیونکہ کوئی بھی شر پسند یہاں کسی بھی فیکٹری کو اگر بم سے اڑا دیتا تو نہ صرف سینکڑوں افراد ہلاک ہو سکتے تھے بلکہ کروڑوں ڈالرز کی انتہائی قیمتی مشینری بھی تباہ ہو سکتی تھی اس لئے حکومت کی طرف سے اس علاقے کے گرد باقاعدہ چار دیواری بنائی گئی تھی۔

چار دیواری کے اوپر خاردار تار بھی نصب تھی اور چیک پوسٹ میں کمپیوٹر نصب تھے جن میں اس پورے علاقے میں کام کرنے والے افراد کی باقاعدہ فیڈنگ کی گئی تھی اور ہر آدمی چاہے وہ ورکر ہو یا افسر اسے کارڈ جاری کیا گیا تھا۔ یہ کارڈ باقاعدہ پنچ کیا جاتا

اور پھر اس آدمی کو جانے کی اجازت دی جاتی تھی اور اجازت ملنے کے بعد ہر آدمی کو چاہے وہ پیدل ہوتا یا کسی سواری پر ایک مخصوص بند راستے سے گزرنا پڑتا تھا جہاں فرش، دیواروں اور چھت پر خصوصی چیکنگ مشینیں نصب تھیں جو ہر قسم کے اسلحہ کو چیک کر سکتی تھیں اور اگر کسی بھی قسم کا اسلحہ کسی کے پاس ہوتا تو الارم بج اٹھتے اور اس آدمی کو روک لیا جاتا تھا۔

سنڈریلا لیبارٹری بھی اس ایریا کے اندر تھی۔ اوپر باقاعدہ ایک فیکٹری تھی جس میں باقاعدہ کام ہوتا رہتا تھا جبکہ سنڈریلا لیبارٹری اس فیکٹری کے نیچے زیر زمین بنائی گئی تھی۔ اس کا مین راستہ فیکٹری میں سے ہی تھا۔ البتہ ایک دوسرا راستہ تھا جو فیکٹری کے عقب میں واقع وسیع کھلے میدان میں موجود درختوں کے ایک جھنڈ میں جا نکلتا تھا۔

یہ راستہ اندر سے ہی کھولا اور بند کیا جا سکتا تھا اور یہ راستہ بھاری مشینری اور کثیر تعداد میں خام مال لیبارٹری میں لے آنے اور لے جانے کے لئے بنایا گیا تھا لیکن اب چونکہ ایسی کسی چیز کی ضرورت نہ رہی تھی اس لئے طویل عرصے سے اس راستے کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا تھا اور لیبارٹری میں کام کرنے والے افراد سے باقاعدہ حلف لیا گیا تھا کہ وہ کسی بھی صورت میں اس خفیہ راستے کا اقرار نہیں کریں گے۔ یہی وجہ تھی کہ لیڈی ہیلینا نے فون پر مارشل ڈریلے کو اس بارے میں بتانے سے صاف انکار کر دیا تھا اور پھر

اس نے عمران کو بھی حتی الوسع یہ یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ ایسا کوئی راستہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے لیکن عمران اس کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ بہرحال ایسا راستہ موجود ہے اور لیڈی ہیلینا جھوٹ بول رہی ہے اس لئے اس نے جولیا کو اصلیت اگلوانے کا ٹاسک دے دیا تھا اور جولیا نے انتہائی ذہانت سے بوتل کے ٹوٹے ہوئے پیندے کی برچھی نما کرچیاں ہیلینا کے گلے پر رکھ کر اس سے اصلیت اگلوا لی تھی۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت تھرٹی ون اسکوائر کے عقبی حصے سے کچھ فاصلے پر واقع ایک کھنڈر نما عمارت موجود تھا۔ لیڈی ہیلینا سے معلومات ملنے کے بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے تھے اور پھر دوسرے دن عمران نے از خود اس سارے علاقے کا جائزہ لے لیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو اسلحے کی خصوصی مارکیٹ سے اسلحہ بھی خرید کر دے دیا تھا اور پھر رات گہری ہونے پر وہ سب فائنل راؤنڈ کے لئے تیار ہو کر یہاں پہنچے تھے۔

''عمران صاحب آپ دن کو یہاں کا جائزہ لے چکے ہیں۔ کیا اندر جانے کا کوئی راستہ بھی موجود ہے یا دیوار اور خاردار تاریں پھلانگنا پڑیں گی''...... صفدر نے کہا۔

''یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک خفیہ راستہ ہے۔ یہ راستہ دیوار کے ساتھ زمین پر بنایا گیا ہے اور اسے بند کرنے کے لئے ایک بڑا سا پتھر رکھ دیا گیا ہے اس لئے جب تک خصوصی جائزہ نہ لیا جائے

یہ راستہ معلوم نہیں ہو سکتا''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے کیسے چیک کر لیا''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے انڈسٹریل ایریا میں کام کرنے والے ورکروں کی نفسیات کا علم ہے۔ یہ لوگ کسی طرح بھی چوری سے باز نہیں آتے اور چیک پوسٹ کے راستے یہ کوئی چیز باہر نہیں لے جا سکتے اس لئے ایسے راستے بہرحال ایسی جگہوں پر موجود رہتے ہیں اور ہر جگہ ایک جیسے انداز میں ہی بنائے جاتے ہیں تاکہ انتظامیہ کو اس کے بارے میں علم نہ ہو سکے۔ اس نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر جب جائزہ لیا جائے تو پھر ایسے راستے نظر آ جاتے ہیں''...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب اگر مارشل ڈریلے کو لیبارٹری کے اس خفیہ راستے کے بارے میں علم ہو گیا تو لامحالہ اس نے ہمارے خلاف وہاں ٹریپ بچھایا ہوا ہوگا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یقیناً اسے علم ہو گیا ہوگا کیونکہ اب وہ اس لیبارٹری کی سیکورٹی کا ذمہ دار ہے اس لئے اسے باقاعدہ اس بارے میں آگاہ کیا گیا ہوگا۔ میں نے اس راستے سے اندر جا کر سنڈریلا لیبارٹری کے اس خفیہ راستے اور اس کے اردگرد کے علاقے کا جائزہ لیا ہے۔ میرے خیال میں اس خفیہ راستے سے اندر جانا سوائے حماقت کے اور کچھ نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ کیونکہ ان سب کا یہی خیال تھا کہ وہ یہاں آئے ہی اس لئے ہیں

کہ لیبارٹری کے اس خفیہ راستے سے اندر جا کر اپنا مشن مکمل کر سکیں لیکن اب عمران کی بات سن کر نہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ اس راستے کا آئیڈیا ڈراپ کر چکا ہے۔

''لیکن پھر ہم کس راستے سے اندر جائیں گے''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''سامنے کے راستے سے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہاں تو باقاعدہ پہرہ ہوگا''...... جولیا نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ اگر ہم پہرہ داروں سے ڈرتے رہے تو پھر مشن مکمل ہو گیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ادھر آنے کا کیا فائدہ۔ ہم چیک پوسٹ سے بھی زبردستی اندر داخل ہو سکتے تھے''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ عمران کی پلاننگ درست بھی ہے اور قابل عمل بھی ہے۔ چیک پوسٹ اور اصل فیکٹری کے درمیان کافی فاصلہ ہوگا۔ اگر وہاں فائرنگ ہوتی تو نہ صرف لیبارٹری کو سیکورٹی الرٹ ہو جاتی بلکہ اس علاقے کی پولیس بھی فوراً وہاں پہنچ سکتی ہے جبکہ اس خفیہ راستے سے اندر جا کر ہم سامنے کے راستے سے لیبارٹری میں اندر داخل ہوں گے تو تیز کارروائی کی بنا پر کام آسانی سے اور جلدی مکمل ہو سکتا ہے''...... جولیا نے عمران کی تائید کرنے کے ساتھ ساتھ خود ہی عمران کی آئندہ کارروائی کا تجزیہ بھی کر دیا۔

''گڈ شو جولیا۔ یہی پوائنٹ میرے ذہن میں بھی تھا''۔ عمران

نے جواب دیا۔

''عمران صاحب ہم آپ کی فطرت کو اب اچھی طرح جاننے لگ گئے ہیں۔ آپ کبھی بھی اس طرح براہ راست حملہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے اس لئے آپ کے ذہن میں جو پلاننگ ہے وہ بتا دیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ کم از کم جولیا کی تعریف کرنے کا موقع تو دے دیا کرو۔ خواہ مخواہ درمیان میں ٹانگ اڑا دیتے ہو''...... عمران نے کہا تو جولیا کا چہرہ یکلخت بگڑ سا گیا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم نے صرف مجھے خوش کرنے کیلئے میری بات کی تائید کر دی تھی''...... جولیا نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے نہیں۔ تم نے تجزیہ تو درست کیا ہے لیکن اس کی مزید گہرائی کے بارے میں صفدر پوچھ رہا تھا۔ واقعی ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ ہم بس فلموں کی طرح فائرنگ کرتے ہوئے اور گھوڑے دوڑاتے اندر داخل ہو جائیں اور پھر واپسی میں بھی اسی طرح فائرنگ کرتے اور گھوڑے دوڑاتے ہوئے باہر چلے جائیں''۔ عمران نے کہا۔

''ظاہر ہے میں اتنی بھی احمق نہیں ہوں جتنا تم نے سمجھ لیا ہے''...... جولیا نے اور زیادہ بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو پھر بتاؤ کہ کیا لائحہ عمل اختیار کریں۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا''...... عمران نے کہا۔

''میں اکیلی اندر جاؤں گی اور پھر اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کا بم فائر کر کے وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر دوں گی۔ اس کے بعد آپ لوگ بھی اندر آ جائیں گے اور پھر مشن مکمل کر لیا جائے گا''...... جولیا نے کہا۔

''اور جو لوگ عقبی طرف سے ہمارے انتظار میں ہو گے وہ عقب سے اندر آ کر ہمیں سینڈوچ بنا دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اب میں کیا کہوں۔ تم نے کوئی بھی تجویز نہیں ماننی۔ ہر تجویز میں کیڑے نکالنے ہیں اس لئے اب تم خود ہی بتاؤ''...... جولیا نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ ساری رات یہاں بیٹھا سوچتا رہے گا اور اس کے حمایتی صفدر اور کیپٹن شکیل بھی یہی کام کریں گے اس لئے انہیں یہیں چھوڑو۔ ہم دونوں آگے بڑھ کر مشن مکمل کرتے ہیں''...... تنویر نے فوراً ہی موقع دیکھ کر اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ہم سب اکٹھے ہی جائیں گے۔ علیحدہ علیحدہ نہیں''۔ جولیا نے جواب دیا تو تنویر نے بے اختیار منہ بنا لیا۔

''عمران صاحب آپ نے سائیلنسر لگے ہوئے مشین پسٹل اور ان کے میگزین منگوائے ہیں اس لئے میرے خیال کے مطابق آپ کی پلاننگ یہ ہوسکتی ہے کہ آپ پہلے سامنے کے رخ سے فیکٹری میں داخل ہو کر وہاں موجود تمام لوگوں کو ان سائیلنسر لگے ہوئے پسٹلز سے ہلاک کریں گے اس کے بعد آپ لیبارٹری میں جانے

کے بجائے عقبی طرف ہمارے انتظار میں موجود اساڈم ایجنسی کے افراد کا شکار کھیلیں گے اور جب یہ سب ختم ہو جائیں گے تو پھر آپ اطمینان سے لیبارٹری میں داخل ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ہم کچھ بھی کر لیں آوازیں بہرحال عقبی طرف موجود لوگوں تک پہنچ جائیں گی اور ہو سکتا ہے کہ فیکٹری کی چھت پر بھی آدمی موجود ہوں۔ اساڈم کے لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں اس لئے انہوں نے بھی ہر پہلو کو مدنظر رکھ کر ٹریپنگ کر رکھی ہو گی۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ یہاں پولیس نہ پہنچے ورنہ ہماری واپسی مشکل ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ ہی بتائیں کہ کیا کرنا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"جولیا اور میں فیکٹری میں جائیں گے اور وہاں گرفتار ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے وہ ہم سے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے۔ ہم انہیں بتائیں گے کہ وہ عقبی طرف موجود خفیہ راستے سے اندر جانے کا پلان بنا رہے ہیں۔ اس طرح ان کی پوری توجہ فیکٹری سے ہٹ کر عقبی طرف ہو جائے گی اور تم لوگ اندر آ کر کارروائی شروع کر دینا جبکہ جولیا اور میں عقبی طرف پہنچ کر ان کا خاتمہ کر دیں گے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ آپ کا لہجہ بتا رہا ہے کہ یہ پلان آپ نے صرف ہمیں بے وقوف بنانے کے لئے بتایا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اور یہ ہے بھی انتہائی احمقانہ پلان"...... تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہ اس طرح مانتے اور نہ اس طرح۔ اب بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم تھیلوں میں سے سلیمانی ٹوپیاں نکال کر پہن لیں اور فارمولا لے کر واپس چلے جائیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران کی جیب سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔ یہ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر تھا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ رچرڈ کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے فارن ایجنٹ رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

"لیں۔ مائیکل اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ سنڈریلا لیبارٹری کے عقبی طرف تین افراد موجود ہیں جبکہ دو افراد فیکٹری کی چھت پر ہیں اور چار افراد فیکٹری کے سامنے والے حصے میں موجود ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس طرح رپورٹ حاصل کی گئی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

''سٹار فوکس مشین کے ذریعے چیک کیا گیا ہے اور یہ مشین ہیلی کاپٹر پر رکھ کر لے جائی گئی تھی۔ اوور''...... رچرڈ نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تھینک یو۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔

''تو تمہیں اس کال کا انتظار تھا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ جب تک اندر کی واضح صورتحال کا علم نہ ہو آگے بڑھنا خودکشی کے مترادف تھا''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تو اب کیا کرنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے اس فیکٹری کا دن میں راؤنڈ لگا کر جائزہ لیا ہے۔ اساڈم کی تمام تر توجہ فرنٹ اور عقبی طرف ہے جبکہ سائیڈوں کی طرف اس کی توجہ نہیں ہو گی اور اس سنڈریلا لیبارٹری والی فیکٹری کے شمال کی جانب تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر ایک اور چھوٹی فیکٹری موجود ہے جس میں سیمنٹ کے بڑے بڑے پائپ بنائے جاتے ہیں۔ اس میں زیادہ تر کام مشینوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ کام کرنے والے افراد وہاں بہت کم ہیں۔ ہم اس فیکٹری میں داخل ہو کر وہاں موجود افراد کا سائیلنسر لگے اسلحے سے خاتمہ کریں گے۔ اس کے بعد ہم اس فیکٹری کی چھت پر پہنچ جائیں گے۔ وہاں سے ہم نے ان دو افراد کا خاتمہ کرنا ہے جو سنڈریلا فیکٹری کی چھت پر موجود ہیں کیونکہ ہمارے لئے سب سے زیادہ خطرناک یہی دو افراد ہو سکتے ہیں۔ ان کا خاتمہ ہوتے ہی ہم فرنٹ سے اندر داخل ہوں

گے اور وہاں موجود چاروں افراد کا خاتمہ کر دیں گے۔ اس کے بعد دو آدمی وہاں عقبی طرف سے آنے والوں کا انتظار کریں گے اور باقی افراد لیبارٹری میں داخل ہوں گے۔ اگر عقبی طرف کے لوگ اندر آئیں تو ان کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اگر نہ آئے تو ہم اپنا مشن مکمل کر کے واپس اسی پائپ فیکٹری میں پہنچیں گے اور پھر وہاں سے واپسی ہو جائے گی۔ یہ سب اس لئے ہو جائے گا کہ ان کا یہی خیال ہو گا کہ اگر کوئی حملہ ہوا یا لوگ آئے تو چھت پر موجود افراد انہیں اطلاع دے دیں گے اور جب ان کی طرف سے اطلاع نہ ملے گی تو وہ مطمئن رہیں گے اور اگر اس ساری پلاننگ کے باوجود انہیں علم ہو جاتا ہے تو پھر جو ہو گا بہرحال دیکھا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس میں تو کافی رسک ہو گا۔ اگر ہم نظروں میں آ گئے تو وہ ہمیں کسی صورت زندہ نہیں چھوڑیں گے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''رسک لینا ضروری ہے۔ اب اس کے سوا تم بتاؤ اور کون سا راستہ بچا ہے۔ اساڈم ایجنسی ہمارے خلاف کھل کر میدان میں آ چکی ہے اور ہمیں اب ان کی موجودگی میں ہی اپنا مشن مکمل کرنا ہو گا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

مارشل ڈریلے درختوں کے جھنڈ سے کچھ فاصلے پر ایک چٹان کی اوٹ میں موجود تھا جبکہ میجر ہڈسن اس سے کافی فاصلے پر ایک اور چٹان کی اوٹ میں موجود تھا۔ یہاں ہر طرف چھوٹی بڑی چٹانیں موجود تھیں ویسے یہ وسیع میدان تھا جس کے اندر درختوں کا چھوٹا سا جھنڈ تھا۔

وہاں سے کافی فاصلے پر سنڈریلا لیباٹری اور اس کے اوپر بنی ہوئی فیکٹری کا عقبی حصہ تھا۔ مارشل ڈریلے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گھیرنے اور ہلاک کرنے کے لئے خصوصی پلان بنایا تھا۔ اس نے اساڈم کے دو آدمیوں کو فیکٹری کی چھت پر دوربین اور ٹرانسمیٹر دے کر اس انداز میں بٹھا دیا تھا کہ وہ دونوں اطراف کا مسلسل جائزہ لیتے رہیں تاکہ عمران اور اس کے ساتھی جس طرف سے بھی فیکٹری میں آئیں انہیں مارک کر لیا جائے۔

اس کے علاوہ چار افراد فیکٹری کے فرنٹ والے حصے کی طرف

موجود تھے جبکہ فیکٹری کے تمام ورکروں کو چھٹی دے دی گئی تھی حتیٰ کہ سیکارنو اور اس کے ساتھیوں کو جو پہلے سیکورٹی سے متعلق تھے شہر بھجوا دیا گیا تھا کیونکہ مارشل ڈریلے کو خطرہ تھا کہ یہ لوگ اس کے پلان میں مداخلت کر سکتے ہیں اس لئے اس فیکٹری کے اندر صرف اساڈم کے چار افراد موجود تھے چونکہ یہ چاروں انتہائی تربیت یافتہ تھے اس لئے اسے معلوم تھا کہ وہ لوگ پوری فوج سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ویسے مارشل ڈریلے کو یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی عقبی طرف سے ہی آئیں گے اور درختوں کے جھنڈ میں موجود خفیہ راستے کو کھول کر یا تباہ کر کے لیبارٹری میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے اس لئے وہ خود میجر ہڈسن اور ایک اور ساتھی کے ساتھ عقبی طرف خصوصی پوائنٹ پر موجود تھا۔

اس کے پاس مخصوص فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر موجود تھا تاکہ چھت پر موجود ہیرس اور جیری نائٹ ٹیلی سکوپ سے مشکوک افراد کو چیک کرتے ہی اسے اطلاع دے سکیں لیکن رات کافی گزر چکی تھی مگر کسی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہ مل رہی تھی۔ اچانک میجر ہڈسن چٹان کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے چلتا ہوا مارشل ڈریلے کی طرف آ گیا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں پوائنٹ چھوڑا ہے"...... مارشل ڈریلے نے سخت لہجے میں کہا۔

"کرنل میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہمیں ڈاج دیا جا رہا

ہے۔ یہ لوگ کسی اور سمت سے اچانک حملہ کریں گے''...... میجر ہڈسن نے قریب آ کر کہا۔

''لیکن تمہاری چھٹی حس کس بنیاد پر ایسا کہہ رہی ہے''۔ مارشل ڈریلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس۔ شمال کی طرف جو پائپ فیکٹری ہے وہاں سے مجھے مشینوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن پھر اچانک خاموشی چھا گئی۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ اس فیکٹری پر قبضہ کر چکے ہیں''۔ میجر ہڈسن نے کہا تو مارشل ڈریلے بے اختیار چونک پڑا۔

''فیکٹری پر قبضہ کر چکے ہیں۔ کیا مطلب۔ لیکن اس فیکٹری اور لیبارٹری کے درمیان دو اڑھائی سو گز کا فاصلہ ہے اور درمیان میں کھلا میدان ہے اور چھت پر ہیرس اور جیری باقاعدہ چیکنگ کر رہے ہیں اور اس پائپ فیکٹری سے لیبارٹری تک کوئی خفیہ راستہ بھی موجود نہیں ہے۔ ایسی صورت میں وہ لوگ کس طرح ہم پر حملہ کر سکتے ہیں''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''آپ میری بات کا یقین کریں باس''...... میجر ہڈسن نے کہا۔

''لیکن کیسے۔ اگر وہ وہاں سے فائرنگ کریں گے تو فائرنگ کی آوازیں اور اندھیرے میں فائرنگ کے شعلے بھی تو ہمیں نظر آ جائیں گے''...... مارشل ڈریلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ بہرحال میرے دل میں یہ کھٹکا سا پیدا ہوا تو میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں''...... میجر ہڈسن

نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ فیکٹری کے اندر چلے جاؤ اور وہاں جا کر ساتھیوں کو لیڈ کرو۔ اگر جو کچھ تم کہہ رہے ہو ایسا ہوا تو بہرحال وہ لوگ یا تو عقبی طرف سے یا پھر سامنے کے رخ سے فیکٹری میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے اور ایسی صورت میں تمہارا وہاں ہونا ضروری ہے۔ میں یہیں رہوں گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس باس''...... میجر ہڈسن نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا فیکٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سائیڈ میں جا کر مارشل ڈریلے کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

''اب تک ان لوگوں کو کسی نہ کسی انداز میں آ جانا چاہتے تھا۔ یہ کیوں نہیں آ رہے''...... مارشل ڈریلے نے کچھ دیر بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے صرف اس کی بڑبڑاہٹ سے تو پاکیشیائی ایجنٹ وہاں نہ پہنچ سکتے تھے اس لئے وہ خاموش ہو گیا تو کافی دیر بعد اسے خیال آیا کہ وہ ہیرس سے جو فیکٹری کی چھت پر موجود ہے رپورٹ لے لے۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ مارشل ڈریلے کالنگ۔ اوور''...... مارشل ڈریلے نے کہا لیکن دوسری طرف سے ہیرس کال اٹنڈ ہی نہ کر رہا تھا۔

''یہ کیا ہو گیا۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ ہیرس میری کال کا جواب کیوں نہیں دے رہا ہے۔ کیا ہوا ہے اسے''...... مارشل ڈریلے نے

یکلخت پریشان سے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتا اچانک فیکٹری کے اندر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''اوہ۔اوہ۔ تو میجر ہڈسن کی بات درست تھی''...... مارشل ڈریلے نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ایک ڈی چارجر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔ ڈی چارجر پر زرد رنگ کا بلب جل اٹھا تو اس نے تیزی سے دوسرا بٹن پریس کر دیا اور اس بار زرد رنگ کی بجائے سرخ رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور پھر بجھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی فیکٹری کے اندر سے آنے والی فائرنگ کی آوازیں یکلخت خاموش ہو گئیں۔

''کارٹر میرے ساتھ آؤ''...... مارشل ڈریلے نے چیخ کر کہا تو ایک چٹان کی اوٹ سے ایک نوجوان اٹھ کر باہر آ گیا۔

''آؤ''...... مارشل ڈریلے نے کہا اور تیزی سے فیکٹری کی سائیڈ کی طرف دوڑنے لگا۔ اس کے دوڑنے کا انداز ایسے تھا جیسے اس کے پیروں میں کوئی مشین فٹ ہو گئی ہو۔ کارٹر بھی اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ فیکٹری کی سائیڈ سے ہو کر فیکٹری کے گیٹ پر پہنچ گئے۔

''رک جاؤ''...... مارشل ڈریلے نے کارٹر سے کہا اور خود بھی رک گیا۔ وہ اس قدر تیز دوڑنے کے باوجود ہانپنے کی بجائے تیز تیز

سانس لے رہا تھا۔ کارٹر بھی اس کے پیچھے رک گیا۔ وہ بھی تیز تیز سانس لے رہا تھا۔

''یہ فائرنگ کیسی تھی''...... کارٹر نے کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ یقیناً فیکٹری میں داخل ہوئے ہیں''۔ مارشل ڈریلے نے کہا تو کارٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ''...... کارٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ بہرحال اب خطرے کی کوئی بات نہیں۔ اگر وہ میجر ہڈسن اور ہمارے ساتھیوں کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہوئے ہوں گے تو بے ہوش پڑے ہوں گے''...... مارشل ڈریلے نے کہا اور پھر اس نے کارٹر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور تیزی سے کھلے پھاٹک میں داخل ہو کر اندر آیا تو اس نے برآمدے کے پاس اپنے ایک ساتھی کی لاش پڑی ہوئی دیکھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے فیکٹری کا راؤنڈ لگایا تو سوائے میجر ہڈسن کے اس کے باقی چاروں ساتھی ہلاک ہو چکے تھے۔ البتہ میجر ہڈسن ایک چوڑے ستون کی اوٹ میں بے ہوش پڑا ہوا تھا ایک سائیڈ پر بکھرے ہوئے انداز میں ایک مقامی عورت اور چار افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ہی سائیلنسر لگے ہوئے مشین پسٹل موجود تھے۔

''کارٹر۔ جاؤ۔ اوپر چھت پر جا کر دیکھو۔ ہیرس اور جیری کی کیا

پوزیشن ہے''...... مارشل ڈریلے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور حیرت زدہ کارٹر تیزی سے دوڑتا ہوا ایک سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

''میں تم لوگوں کو آسان موت نہیں مرنے دوں گا۔ میں تمہیں تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔تم نے میرے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔ میں تم سے ان کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لوں گا۔تم میں سے اب کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچے گا۔ سب کے سب میرے ہاتھوں مرو گے''...... مارشل ڈریلے نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غصہ اور نفرت تھی اور اس کی نظریں پاکیشیائی ایجنٹوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے کارٹر دوڑتا ہوا واپس آ گیا۔

''چچ۔ چیف۔ چیف۔ اوپر ہیرس اور جیری دونوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ انہیں گولیاں ماری گئی ہیں''...... کارٹر نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ میرے بہترین تربیت یافتہ ساتھیوں کو ہلاک کر کے تم نے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں عمران۔ اب تمہیں اس کے لئے عبرت ناک عذاب بھگتنا پڑے گا''...... مارشل ڈریلے نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ انہیں گولی مار دیں۔ یہ ہوش میں آ گئے تو''...... کارٹر نے کہا۔

''یہ اس وقت تک ہوش میں نہیں آ سکتے جب تک میں نہ

چاہوں۔ اور تم انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں گولی مارنے کا کہہ کر ان کا ساتھ دے رہے ہو۔ ان انتہائی قابل نفرت لوگوں کا ساتھ تاکہ یہ آسان موت مر جائیں لیکن میں انہیں ایسی عبرتناک موت ماروں گا کہ صدیوں تک ان کی روحیں بھی چیختی چلاتی اور بلبلاتی رہیں گی۔ میں ان کی ایک ایک ہڈی ہزار بار توڑوں گا۔ میں ان کا ریشہ ریشہ علیحدہ کر دوں گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف''...... کارٹر نے مارشل ڈریلے کی حالت دیکھ کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم فوراً کال کر کے ایمبولینس بلاؤ تاکہ یہاں سے لاشیں ہٹائی جا سکیں''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو کارٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جس طرح اندھیرے میں دور کہیں جگنو سا چمکتا ہے۔ اسی طرح روشنی کا ایک نقطہ سا عمران کے دماغ میں روشن ہوا جو تیزی سے پھیلتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ کچھ دیر وہ خالی خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا تو اس کے ذہن میں سابقہ واقعات کسی فلم کے سین کی طرح گھومتے چلے گئے۔

اسے یاد تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت دیوار کے ساتھ زیر زمین خفیہ راستے سے گھس کر سنڈریلا لیبارٹری سے شمال کی طرف سیمنٹ کے پائپ بنانے والی فیکٹری میں داخل ہوئے تو وہاں دس افراد موجود تھے جو وہاں کوئی کھیل کھیلنے اور شراب پینے میں مصروف تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی بڑی کامیابی پر جشن منا رہے ہوں کہ عمران نے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کر کے ان سب کو بے ہوش کر دیا اور پھر انہوں نے اس فیکٹری پر

قبضہ کر لیا۔ پھر عمران فیکٹری کی چھت پر پہنچا اور اس نے پش فائر گن کی مدد سے سنڈریلا فیکٹری کی چھت پر موجود افراد کو ہلاک کر دیا۔ پش فائر گن اندھیرے میں نہ صرف درست نشانہ لگانے کے لئے ایجاد کی گئی تھی بلکہ اس گن کا یہ فائدہ بھی تھا کہ اس سے عام گنوں کی طرح فائرنگ کے وقت شعلے بھی نہ نکلتے تھے۔

یہ ایکریمیا کی جدید ترین ایجاد تھی اور چونکہ کرانس بھی ترقی یافتہ ملک تھا اس لئے یہ گن یہاں مارکیٹ سے آسانی سے دستیاب ہو گئی تھی۔ اس کے بعد عمران نیچے اترا اور پھر وہ سب انتہائی محتاط انداز میں سنڈریلا فیکٹری کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

انہیں معلوم تھا کہ اندر چار افراد موجود ہیں کیونکہ رچرڈ انہیں پہلے ہی اس بارے میں اطلاع دے چکا تھا لیکن ایسا بھی ہوسکتا تھا کہ تعداد کم یا زیادہ ہو۔ اس لئے عمران اور اس کے ساتھی بے حد محتاط تھے اس کے باوجود جب وہ کھلے پھاٹک کے سامنے پہنچے اچانک اندر سے مشین گن کی فائرنگ شروع ہوگئی تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے سائیلنسر لگے ہوئے مشین پسٹلز کا بے دریغ استعمال شروع کر دیا اور تیز فائرنگ کی آڑ میں وہ ایک ایک کر کے اندر داخل ہونے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ اندر سے پانچ مشین گنیں چلائی جا رہی تھیں۔ پھر ایک ایک کر کے چار مشین گنیں خاموش ہوگئیں۔ البتہ ایک مشین گن برابر ایسی جگہ پر موجود تھا جہاں اسے فوری طور پر ہٹ نہ کیا جا سکتا تھا لیکن عمران کے ساتھی

انتہائی آہستگی سے سائیڈوں سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

عمران کو اصل خطرہ یہی تھا کہ فائرنگ کی آواز سن کر عقبی طرف موجود افراد یہاں پہنچ جائیں گے اور اس طرح وہ دونوں طرف سے پھنس کر مارے جائیں گے اس لئے وہ جلد از جلد اس آخری مشین گن بردار کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا لیکن پھر اچانک اس کی ناک سے انتہائی تیز بو ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور پھر اب اسے ہوش آیا تھا۔

اس نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کہ وہ راڈز میں جکڑا ہوا کرسی پر بیٹھا ہے اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی راڈز میں جکڑے ہوئے کرسیوں پر موجود تھے۔ وہ سب ہوش میں آنے کے پروسس سے گزر رہے تھے لیکن ابھی تک وہ ہوش میں نہیں آئے تھے۔ عمران نے دیکھا کہ نہ صرف اس کی کلائی سے گھڑی اتار لی گئی تھی بلکہ اسے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے ناخنوں سے بلیڈ بھی علیحدہ کر دیئے گئے تھے۔ اس کے جسم پر لباس تو وہی تھا جو اس نے پہنا ہوا تھا البتہ کوٹ غائب تھا اور وہ اب صرف شرٹ اور پینٹ میں ملبوس تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کے سارے ساتھی اپنی اصل شکلوں میں تھے۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہم اساڈم ایجنسی کی قید میں ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ زندہ ہیں ورنہ تو ہمیں بے ہوشی کی حالت میں ہی ختم کیا جا سکتا تھا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اپنی مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے وہ اپنے ساتھیوں سے پہلے ہوش میں آ گیا ہے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے ہر طرف سلنڈر ہی سلنڈر دکھائی دیئے۔ جس قسم کا یہ ہال اور جس قسم کے سلنڈر تھے اس سے صاف ظاہر تھا کہ انہیں سنڈریلا فیکٹری سے کسی اور جگہ لے جا کر قید کیا گیا تھا اور یہ بات عمران کے نقطہ نظر سے غلط ہوئی تھی۔

اب اس نے راڈز والی کرسی کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ ابھی وہ جائزہ لینے میں مصروف تھا کہ صفدر کی کراہ سنائی دی اور عمران نے گردن گھما کر صفدر کی طرف دیکھا تو وہ ہوش میں آ رہا تھا اور پھر تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد باقی ساتھی بھی ہوش میں آتے چلے گئے اور پھر ظاہر ہے ان کے منہ سے بھی وہی فقرے نکلے جن کی توقع عمران کو تھی اور عمران نے انہیں وہی کچھ بتا دیا جو اس نے اب تک سوچا تھا۔

''لیکن عمران صاحب۔ اگر ہم بے ہوشی کے عالم میں ان کے ہاتھ لگ گئے تھے تو انہوں نے ہمیں زندہ کیوں رکھا ہے''...... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے میرے بھائی۔

کوئی نہ کوئی بات بہرحال ایسی ہوئی ہے کہ جس کی وجہ سے انہوں نے بے ہوشی کے عالم میں ہمیں گولیاں نہیں ماریں بلکہ یہاں لا کر اس طرح راڈز میں جکڑنے کا تکلف کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر اب ہم ان راڈز سے نکلیں گے کیسے۔ کیا تم نے کوئی طریقہ سوچا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ فی الحال تو ان راڈز سے نکلنے کا کوئی طریقہ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد میں نے جائزہ لیا تھا۔ عقبی طرف ان راڈز کے بٹن نہیں ہیں البتہ دروازے کے ساتھ جو سوئچ پینل دیوار پر موجود ہے اس میں نچلی لائن میں بارہ کے قریب سرخ رنگ کے بٹنوں کی ایک الگ قطار موجود ہے اور یہ راڈز والی کرسیوں کی تعداد بھی بارہ ہے جس کا مطلب ہے کہ ان سوئچز سے ہی ان کو آپریٹ کیا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر کیا کیا جائے''...... جولیا نے کہا۔

''ہمیں اس کا میکنزم تلاش کرنا چاہئے۔ ہمارے صرف بازو اور پیٹ سے گردن تک راڈز میں ہیں۔ ہماری ٹانگیں آزاد ہیں۔ اس لئے اپنی کرسیوں کے پایوں کو چیک کرو۔ اس سسٹم میں ایک تار زمین سے نکل کر کرسی کے آپریٹنگ راڈز تک جاتی ہے۔ یہ تار توڑ دی جائے تو راڈز خود بخود کھل جاتے ہیں اور جولیا تم نے تار تلاش کرنے کے بعد اسے آپریٹ کرنا ہے اور اگر یہ کام نہ ہو سکا تو تم نے ناتوان ہونے کے ناطے اپنے جسم کو سکیڑ کر اور اندر کی طرف لا

سانس لے کر نیچے کی طرف اپنے آپ کو کھسکانا ہے۔ یقیناً تم ان راڈز سے اس انداز میں چھٹکارہ پا سکتی ہو''...... عمران نے اسے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے کوشش کر لی ہے لیکن ایک راڈ میری گردن کے گرد موجود ہے۔ اس لئے جس انداز میں تم کہہ رہے ہو ایسا ممکن نہیں ہے البتہ اب تار تلاش کرتی ہوں''...... جولیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک ہال کا بند دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن انتہائی ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک درمیانے قد کا نوجوان تھا۔

اس کا جسم بھی انتہائی ٹھوس اور ورزشی تھا اور ان دونوں کے پیچھے ایک پہلوان نما آدمی تھا جس کا سر انڈے کی طرح صاف تھا۔ اس نے پیشانی پر سرخ رنگ کی ایک پٹی باندھی ہوئی تھی جس پر زرد رنگ کی لکیریں تھیں۔ اس نے تیز سرخ رنگ کی ہاف آستین کی شرٹ اور جینز کی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ اپنی شکل وصورت اور قدوقامت سے زیرزمین دنیا کا کوئی خطرناک غنڈہ دکھائی دے رہا تھا جس کی تنگ پیشانی اور چھوٹی چھوٹی لیکن تیز چمک دار آنکھوں میں شیطنیت جیسے ثبت ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ میں ایک کوڑا پکڑا ہوا تھا۔ آگے والے دونوں افراد سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ان دونوں کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں۔ چہرہ پر شدید غصے اور تناؤ کے تاثرات نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے۔ کوڑا بردار

پہلوان سائیڈ پر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا تھا۔

''میرا نام مارشل ڈریلے ہے اور میں اساڈم کا چیف ہوں اور یہ میرا نمبر ٹو میجر ہڈسن ہے۔ تم میں سے عمران کون ہے''...... لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی نے انتہائی سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''خالی عمران تو یہاں کوئی نہیں ہے البتہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کا پوچھ رہے ہو تو وہ میں ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

''ہونہہ۔ تو تم ہو وہ عمران جس کی شہرت اس وقت ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے''...... مارشل ڈریلے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے فقرہ مکمل کرنے کی بے حد جلدی ہو۔

''یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے مجھ حقیر فقیر کو شہرت دے رکھی ہے لیکن مجھے تم پر حیرت ہو رہی ہے کہ تم اچھے بھلے ذمہ دار آدمی دکھائی دے رہے ہو۔ لیکن تم نے کام احمقوں والا کیا ہے''...... عمران نے کہا تو مارشل ڈریلے بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''تم ہمیں وہاں سے یہاں اس لئے لائے ہو کہ تمہارے نقطہ نظر سے ہمارا گروپ صرف ہم تک ہی محدود ہے لیکن تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا ایک دوسرا گروپ بھی ہے جو ہمارے بعد

اس سنڈریلا لیبارٹری پر حملہ کر دے گا''...... عمران نے کہا تو مارشل ڈریلے بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ تم نے اپنے طور پر تو بڑے خوبصورت انداز میں مجھے الجھانے کی کوشش کی ہے لیکن میں احمق نہیں ہوں۔ وہاں لیبارٹری میں میرا گروپ موجود ہے۔ میں تمہیں اس لئے یہاں لے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے اپنے گروپ کے ساتھیوں کی موت کا عبرتناک انداز میں انتقام لینا چاہتا ہوں۔ اگر میں چاہتا تو تمہیں بے ہوشی کے دوران ہی گولیوں سے اڑا دیتا لیکن یہ تمہارے لئے آسان موت ہوتی مگر اب تمہارے جسموں کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کیا جائے گا۔ ایک ایک ہڈی توڑی جائے گی اور تمہیں ایسی عبرتناک موت مارا جائے گا کہ تمہاری روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی۔ میں نے تمہیں اس لئے اس طرح راڈز میں جکڑا ہوا ہے تاکہ تم کوئی حرکت نہ کر سکو اور تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ کوڑوں سے ادھیڑ دیا جائے اور پہلے یہ کام تمہارے ساتھ ہو گا۔ پھر تمہارے ساتھیوں اور اس سوئس نژاد لڑکی کے ساتھ جو یقیناً تمہاری گرل فرینڈ ہے''...... مارشل ڈریلے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ بندھے ہوئے افراد پر کوڑے برسا کر تم اپنی جاہلانہ انا کو تسکین دے سکتے ہو تو دے لو ورنہ میں نے سنا تھا کہ اساڈم کا چیف بے حد عقلمند اور بہادر ہے اور مارشل آرٹ میں بے پناہ

مہارت رکھتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم نے درست سنا ہے لیکن تمہاری یہ باتیں سن کر میں تمہیں مقابلے کی دعوت نہیں دوں گا۔ میں نے تم سے صرف انتقام لینا ہے اور اگر تم میرے انتقام سے خوفزدہ ہو تو مجھے بتا دو۔ میں تمہیں آسان موت ماروں گا۔ البتہ تمہارے ساتھیوں کو بہرحال عبرتناک انجام سے دو چار ہونا پڑے گا''...... مارشل ڈریلے نے تیز لہجے میں کہا۔

''انتقام لینے کا صحیح طریقہ یہ نہیں ہے جو تم نے اختیار کیا ہے۔ صحیح طریقہ یہی ہوتا ہے کہ اپنے دشمن کی ہڈیاں اپنے ہاتھوں سے توڑی جائیں۔ اگر میں تمہیں جگہ ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا''۔ عمران نے کہا۔

''شاڈل''...... مارشل ڈریلے نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے ساتھ کھڑے ہوئے گنجے پہلوان نما آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس چیف''...... اس گنجے پہلوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس عمران کی بوٹیاں اڑا دو۔ چلو شروع ہو جاؤ اگر تمہارا ہاتھ ایک لمحے کے لئے آہستہ ہوا تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف''...... شاڈل نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کوڑا ہوا

میں چٹخاتا ہوا وہ بڑے جارحانہ انداز میں عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

''رک جاؤ۔ پہلے میری بات سن لو''...... اچانک جولیا نے چیختے ہوئے کہا تو مارشل ڈریلے نے ہاتھ کے اشارے سے شاڈل کو روک دیا۔

''تم اس کی دوست ہو اس لئے تمہیں تکلیف ہو رہی ہے لیکن جلد ہی تمہاری باری بھی آئے گی''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''میں اس کی دوست نہیں ہوں۔ مجھے اس نے باقاعدہ ہائر کیا ہے۔ میرا تعلق سوئٹزر لینڈ سے ہے۔ میرا نام لیڈی ساشا ہے اور لیڈی ساشا کو سوئٹزر لینڈ میں گریٹ پرنسز کے نام سے جانا جاتا ہے اور میرا نام سن کر بڑے بڑے جرائم پیشہ افراد کانپ اٹھتے ہیں۔ اگر تم یا تمہارا اسسٹنٹ یا تمہارا یہ کوڑا بردار پہلوان یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں اور مجھے ہلاک کر کے تم اپنی لیبارٹری کو اور اپنے آپ کو بچا لو گے تو تم واقعی احمقوں کی جنت میں رہتے ہو''...... جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ کھل کر بات کرو''...... مارشل ڈریلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم لیبارٹری فون کر کے معلوم کرو کہ وہاں کی کیا پوزیشن ہے۔ اس کے بعد تمہارا جو جی چاہے کرتے رہنا ورنہ تمہیں پچھتانے کا بھی موقع نہیں ملے گا''...... جولیا نے کہا۔

''لیبارٹری کو کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہاں سرے سے لیبارٹری موجود ہی نہیں ہے''...... مارشل ڈریلے نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا تو عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا تم ہمیں احمق سمجھتے ہو جو ایسی بات کر رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''تم نے ابھی ہلاک ہو جانا ہے اس لئے اب تمہیں حقیقت بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ سنڈریلا لیبارٹری وہ لیبارٹری نہیں جس میں پاکیشیائی فارمولا بھجوایا گیا تھا۔ کیونکہ یہ ایسی لیبارٹری ہے جس میں گیسز پر ریسرچ کی جاتی ہے۔ ایسی گیسز پر جنہیں دفاع کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے اور ان گیسوں کی وجہ سے لیبارٹری کو خصوصی طور پر اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ تم اس پر ایٹم بم بھی مارو تب بھی یہ تباہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اصل لیبارٹری مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہے اور انتہائی قاتل گیسوں کی وجہ سے اس کے گرد کرسٹل پلس شیشے کا کور موجود ہے اور تم نے ابھی اپنے آپ کو ڈاکٹر آف سائنس بتایا ہے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ کرسٹل پلس شیشے کو ایٹم بم بھی نہیں توڑ سکتا''...... مارشل ڈریلے نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ مارشل ڈریلے نے کرسٹل پلس شیشے کے کور کی جو بات کی تھی اس سے عمران سمجھ گیا تھا کہ وہ درست کہہ رہا ہے کیونکہ انتہائی قاتل گیسوں کی لیبارٹری میں کرسٹل پلس شیشے کا کور ضرور کیا جاتا ہے۔

''اگر ایسا ہے تو چلو یہ بتا دو کہ وہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں پاکیشیائی فارمولا بھجوایا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ یا تو ڈیفنس سیکرٹری کو معلوم ہو گا یا پھر چیف سیکرٹری صاحب کو''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''او کے۔ پھر تو ہم واقعی احمق بن گئے۔ تمہاری بات سن کر ہمیں اب احساس ہو رہا ہے کہ ہمیں نئے سرے سے جدوجہد کرنا پڑے گی''...... عمران نے کہا۔

''وہ تو تم اس صورت میں کر سکو گے کہ اگر تم زندہ بچ جاؤ گے جبکہ تم کسی طرح بھی اس کمرے سے زندہ باہر جا ہی نہ سکو گے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''باس۔ یہ لوگ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں کسی طرف سے امداد کی توقع ہو''...... اچانک مارشل ڈریلے کے قریب بیٹھے ہوئے میجر ہڈسن نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

''کیسی امداد۔ احمقوں جیسی باتیں مت کیا کرو۔ کون مدد کر سکتا ہے ان کی اور میرے پاس بہت وقت ہے۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔ میں ان کی بے بسی کا تماشہ دیکھ رہا ہو اور پھر میں ان کے چیخنے اور تڑپنے کا تماشہ دیکھوں گا۔ ہاں شاڈل۔ چلو شروع ہو جاؤ''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو شاڈل بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے واقعی انتہائی مہارت سے کوڑا عمران کے جسم پر مار دیا لیکن دوسرے لمحے شاڈل چیختا ہوا ایک جھٹکے سے عمران پر

گرا اور پھر جس طرح کوئی باؤلر پوری قوت سے گیند پھینکتا ہے
ں طرح بھاری بھرکم شاڈل ہوا میں اڑتا ہوا واپس مارشل ڈریلے
ور میجر ہڈسن پر جا گرا اور وہ دونوں چیختے ہوئے کرسیوں سمیت
پشت کے بل فرش پر گرے جبکہ شاڈل ان دونوں سے ٹکرا کر ایک
سائیڈ پر ایک دھماکے سے گرا اور پھر وہ تیزی سے اٹھنے ہی لگا تھا
کہ اس گیند کی طرح اچھل کر واپس فرش پر جا گرا جسے فرش پر
آہستہ سے مارا گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی شاڈل ساکت ہو گیا
جبکہ اس دوران مارشل ڈریلے اور میجر ہڈسن دونوں قلابازیاں کھا کر
اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ البتہ ان کی کرسیاں اسی طرح فرش پر الٹی
پڑی نظر آ رہی تھیں۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو گیا اور یہ شاڈل۔ کیا یہ مر
گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... مارشل ڈریلے نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

''کوئی خاص بات نہیں ہوئی مارشل ڈریلے۔ میں نے صرف
کوڑا پکڑ کر اسے اپنی طرف جھٹکا دیا تو شاڈل اچھل کر میرے پاس
آ گیا۔ میں نے کوڑا چھوڑ کر ایک ہاتھ اس کی گردن اور دوسرا اس
کی ٹانگ پر ڈالا اور پھر اچھال کر اسے تم دونوں پر پھینک دیا۔ البتہ
جس انداز میں اسے میں نے پھینکا تھا اس سے اس کی گردن میں
بل آ گیا تھا اور اس کی شہہ رگ دب گئی ہو اور وہ سانس نہ لے
سکنے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے

لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ کوڑا البتہ اس نے فرش سے
اٹھا لیا تھا۔

''ہونہہ۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تمہارے بارے میں جو
کچھ سنا ہے وہ درست ہے۔ تم انتہائی خطرناک آدمی ہو اس لئے
اب تمہارا مزید زندہ رہنا ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہے''۔ مارشل
ڈریلے نے چیختے ہوئے کہا وہ آگے بڑھا اور اس نے فوراً جیب
سے مشین پسٹل نکال لیا۔ یکلخت عمران کے ہاتھ میں موجود کوڑا بجلی
سے بھی زیادہ تیزی سے گھوما اور شائیں کی آواز کے ساتھ ہی
مارشل ڈریلے چیختا ہوا بے اختیار پیچھے ہٹا۔ کوڑا مارشل ڈریلے کے
ہاتھ پر پڑا اور اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے لپٹ گیا۔
عمران نے ایک جھٹکا مارا تو مشین پسٹل اڑتا ہوا سیدھا اس کی
طرف آیا۔ عمران نے کوڑا چھوڑ کر فوراً مشین پسٹل ہوا میں ہی
دبوچ لیا۔ اسی لمحے فائرنگ کی آوازیں اور میجر ہڈسن کے حلق سے
نکلنے والی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ میجر ہڈسن سینے پر گولیاں کھا کر
فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ مارشل ڈریلے حیرت کی شدت سے بت
بنا کھڑا تھا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ میرا نشانہ بے خطا ہے اس لئے کوئی
حرکت کرنے کی کوشش نہ کرنا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں
کہا تو مارشل ڈریلے بے اختیار چونک پڑا۔ میجر ہڈسن اس دوران
ساکت ہو چکا تھا۔

"تم۔تم جادوگر ہو"...... مارشل ڈریلے کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"یہ کوئی جادوگری نہیں ہے مارشل ڈریلے۔ میں نے شاڈل کو تم دونوں پر اچھالا ہی اس لئے تھا کہ مجھے اس کے ہاتھ سے کوڑا جھپٹنے کی مہلت مل جائے اور پھر تم قلابازی کھا کر اٹھے تو تم کوڑے کی لمبائی کی حدود میں آ گئے تھے اور پھر کوڑے کی ضرب میں نے اس اینگل سے تمہارے ہاتھ پر لگائی تھی کہ تمہارے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل خود بخود اڑتا ہوا میرے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ میجر ہڈسن تیزی دکھا رہا تھا۔ وہ اپنی جیب سے شاید مشین پسٹل نکالنا چاہتا تھا اس لئے میں نے اسے ختم کر دیا۔ یہ جادوگری نہیں ہے سیدھا سادا کھیل ہے مارشل ڈریلے"...... عمران نے پہلے کی طرح انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تم۔تم میری توقع سے بھی بہت آگے کی چیز ہو۔ بہرحال اب تم کیا چاہتے ہو"...... مارشل ڈریلے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی اس وقت انتہائی مشکل سچویشن میں تھا۔ عمران کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا اور عمران نے جس تیزی، پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کیا تھا اس سے مارشل ڈریلے کو بہرحال اتنا ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ اگر اس نے معمولی سی بھی حرکت کی تو اس کا حشر بھی میجر ہڈسن جیسا ہو سکتا ہے۔

"اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہمیں ان راڈز سے نجات دلا دو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ کہ میں تمہارے خلاف کوئی ایکشن نہیں لوں گا ان راڈز کو کھولنے کے لئے مجھے دوسرے کمرے میں جانا پڑے گا۔ وہاں ایک پینل آن ہو گا تو یہاں بارہ سوئچز میں پاور سسٹم بحال ہو جائے گا جو فی الحال آف ہے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔ اس نے ان بارہ سرخ بٹنوں کی طرف اشارہ کیا تھا جن کے بارے میں عمران پہلے ہی اندازہ لگا چکا تھا کہ راڈز کو آپریٹ کرنے کے لئے یہی بٹن ہو سکتے ہیں لیکن اب مارشل ڈریلے نئی بات بتا رہا تھا کہ یہ بٹن آف ہیں اور انہیں دوسرے کمرے میں موجود مشینی سسٹم سے آن کیا جا سکتا تھا۔

"سوچ لو۔ مجھے جھوٹ سے شدید نفرت ہے اور میں بولنے والے کا لہجہ سن کر معلوم کر لیتا ہوں کہ وہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔تم میری بات پر یقین کرو"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"اگر میں کہوں کہ یہی سرخ بٹن ان راڈز کو آپریٹ کرتے ہیں تو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ صرف تمہارا خیال ہے۔ میں درست کہہ رہا ہوں یہ بٹن راڈز کو آپریٹ ضرور کرتے ہیں لیکن ان بٹنوں کو دوسرے کمرے میں موجود پینل سسٹم سے آن آف کیا جاتا ہے۔ یہ ابھی

آف ہیں۔ جب تک پینل سسٹم آن نہیں ہو گا یہ بٹن کام نہیں کریں گے۔ یہ دیکھو میں بٹن پریس کر کے دکھاتا ہوں''...... مارشل ڈریلے نے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ واقعی درست کہہ رہا ہے۔ مارشل ڈریلے نے آگے بڑھ کر ان تمام بٹنوں کو پریس کر دیا لیکن ان میں سے کسی کا راڈ نہ کھلا۔ اس سے اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ واقعی ان بٹنوں کو کسی اور کمرے میں موجود پینل سے آف کیا گیا ہے اور جب تک وہ پینل آن نہیں ہو گا یہ بٹن کام نہیں کریں گے لیکن اب وہ خود انتہائی پیچیدہ سچوایشن میں پھنس گیا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جبکہ اس کا بازو اسی طرح راڈ میں جکڑا ہوا تھا۔ اگر وہ مارشل ڈریلے کو جانے کی اجازت دیتا ہے تو پھر ظاہر ہے وہ سب آسانی سے مارے جا سکتے تھے اور وہ مارشل ڈریلے کو فی الحال ہلاک بھی نہ کرنا چاہتا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن ہم تم پر اعتماد کیسے کر سکتے ہیں اس لئے تم چھٹی کرو۔ تمہارا کوئی ساتھی آئے گا تو اس سے معاہدہ ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''یہاں۔ یہاں ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی آئے گا اس لئے تم یہاں بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ گے۔ مجھ پر اعتماد کرو میں تمہیں رہا کر دوں گا میں سچ کہہ رہا ہوں''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''اور اگر تم نے وعدہ خلافی کی تو پھر''...... عمران نے کہا۔

''نہیں مجھے اپنی زندگی زیادہ عزیز ہے۔ ہمارا ٹکراؤ پھر کسی اور جگہ ہو سکتا ہے لیکن اب اگر میں ہلاک ہو گیا تو مجھے کیا فائدہ ہو گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''اوکے۔ اوپن کرو پینل''...... عمران نے کہا تو مارشل ڈریلے تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے''...... صفدر نے کچھ کہنا چاہا۔

''خاموش رہو''...... عمران نے گردن گھمائے بغیر انتہائی سخت لہجے میں کہا تو صفدر خاموش ہو گیا اور دوسرے ساتھی بھی خاموش ہو گئے۔ عمران کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ اچانک کچھ دیر بعد دروازے کی دوسری طرف سے قدموں کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی یکلخت ایک دھماکے سے دروازہ کھلا اور ایک مشین گن کی نال سائیڈ سے اندر کی طرف بڑھی ہی تھی کہ عمران نے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی مارشل ڈریلے چیختا ہوا دروازے کے درمیان اوندھے منہ آ گرا۔

وہ جس سائیڈ پر کھڑا تھا اس کے پیچھے دیوار موجود تھی اس لئے عمران کے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں اس کے سینے پر پڑیں اور وہ دھکا کھا کر عقبی دیوار سے ٹکرا کر اوندھے منہ دروازے کی دہلیز میں آ گرا۔ دوسرے لمحے وہ پلٹا اور اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ مشین گن ابھی تک اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی لیکن اس

سے پہلے کہ وہ اٹھ سکتا عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیوں نے مارشل ڈریلے کی کھوپڑی کو سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا اور وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران کی نظریں مسلسل دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ دروازہ اب کھلا ہوا تھا لیکن کافی دیر تک جب نہ کوئی اندر آیا اور نہ ہی کسی کی آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کا تنا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

''مجھے خدشہ تھا کہ یہ شخص حلف کی خلاف ورزی ضرور کرے گا اور وہی ہوا۔ وہ ہمیں ہر صورت میں ہلاک کرنا چاہتا تھا''......عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

''وہ تو ظاہر ہے لیکن تم نے پہلے ہی کیوں نہ اسے ہلاک کر دیا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''اس وقت وہ واقعی بے بس ہو چکا تھا اور دوسرا امکان یہ بھی تھا کہ وہ اپنے حلف کی پاسداری کرتا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس بھی تو اور کوئی چانس نہ تھا''......عمران نے کہا۔

''وہ چانس تو اب بھی نہیں ہے اور اگر تمہارا نشانہ چوک جاتا تو ہم سب بے بسی کے عالم میں مارے جاتے۔ تم نے اسے واپس جانے کی اجازت دے کر سب کی زندگیاں سو فیصد خطرے میں ڈال دی تھیں''...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''خطرہ تو بہرحال تھا لیکن مجھے امید تھی کہ اگر بے ہوشی کے

دوران ہمیں ہلاک نہیں کیا گیا تھا تو اب بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گی۔ میں چانس لینا چاہتا تھا''......عمران نے کہا۔

''ویسے عمران صاحب۔ آپ نے جس انداز میں سچویشن تبدیل کی ہے وہ واقعی حیرت انگیز ہے۔ آپ واقعی بعض اوقات جادوگر ہی لگتے ہیں''......صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال تھا کہ اب میں جولیا کے سامنے ان سے کوڑے کھاتا رہتا اور چیختا رہتا اور وہ بھی رقیب روسیاہ اوہ سوری میرا مطلب ہے رقیب روسفید کے سامنے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن اب ان راڈز سے کیسے نجات ملے گی۔ مجھے تو مارشل ڈریلے کی یہ بات درست لگتی ہے کہ یہاں ان کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ظاہر ہے اگر کوئی ہوتا تو اب تک آ جاتا اس لئے اب تو سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں ہے اور صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے''......عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''جلدی کرو۔ کوئی آ نہ جائے''...... جولیا نے کہا۔

''میں تو کہتا ہوں کہ اسی طرح جکڑے رہو اور کچھ دیر اور ریسٹ کر لو''......عمران نے مسکرا کر کہا۔

''لیکن ہم کب تک اس طرح جکڑے رہیں گے''...... جولیا نے کہا۔

"جب تک بھوک پیاس برداشت ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد راڈز سمیت ہر چیز سے بے نیاز ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ واقعی جلدی کریں۔ کوئی آ گیا تو وہ ایک لمحے میں ہمیں گولیاں مار دے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بعض سوال واقعی ناقابل حل ہوتے ہیں۔ یہ سوال بھی شاید ان میں شامل ہے"...... عمران نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس دوران اس کی کرسی کے راڈز جھٹکے کھانا شروع ہو گئے تھے۔

"عمران صاحب۔ واقعی مجھے بھی فکر لاحق ہو رہی ہے۔ آپ تار تک پہنچ گئے ہیں اور جس طرح سے آپ تار کو جھٹکے دے رہے ہیں ان سے راڈز بھی جھٹکے کھا رہے ہیں تو پھر اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"کوشش کر رہا ہوں۔ ایک نہیں کئی تاریں ہیں۔ ان میں بوٹ کی ٹوہ پھنسانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن بار بار ٹوہ نکل جاتی ہے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں زور زور سے چیخنا چاہئے۔ شاید ہماری آواز کسی تک پہنچ جائے"...... تنویر نے کہا۔

"یہاں جو بھی آئے گا دشمن ہی ہو گا۔ دوست تو آنے سے رہا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کوئی اجنبی بھی آ سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہاں

لاشیں دیکھ کر پولیس کو اطلاع کر دے گا لیکن اس طرح ہماری جانیں تو بچ جائیں گی"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میری طرف سے جتنا زور سے چیخ سکتے ہو اور جب تک چیخ سکتے ہو چیخو۔ ویسے یہ بتا دوں کہ یہ تہہ خانہ ہے۔ چیخیں اوپر نہیں جائیں گی اور یہ ساری جگہ بھی ساؤنڈ پروف معلوم ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"پھر تو چیخنا حماقت ہے لیکن اب کیا کیا جائے"...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کہا تو ہے صبر کرو اور کیا کہوں"...... عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح کہو کہ تم بھی جو اپنے آپ کو انتہائی عقلمند سمجھتے ہو ان راڈز کے سامنے بے بس ہو گئے ہو"۔ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے آنکھیں بند کر لیں۔

"آپ شاید ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی سے رابطہ کر رہے ہیں"...... صفدر نے کہا تو عمران نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

"ارے نہیں۔ ایسا علم مجھے آتا تو میں سب سے پہلے تنویر کے ذہن سے رابطہ کر کے اس میں ایسی گڑبڑ پھیلا دیتا کہ راستہ صاف ہو جاتا اور پھر جولیا کے ذہن سے رابطہ کر کے اس کا غصہ دکھانے والا خانہ ہی بند کر دیتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہاں تم نے ساری دنیا کے علم سیکھ لئے ہیں وہاں یہ بھی سیکھ

لیتے۔ آج کام تو آتا''...... جولیا نے اسی طرح جھلائے ہوئے
لہجے میں کہا اور پھر وہ اسی طرح کی باتیں کرتے رہے اور عمران
کوشش میں لگا رہا لیکن اس کی بوٹ کی ٹوہ بار بار ان تاروں سے
جھٹک جاتی تھی۔ کافی دیر گزر گئی لیکن نہ کوئی وہاں آیا اور عمران بھی
ان تاروں کو نہ توڑ سکا تھا۔ ان کے چہروں پر اب شدید ترین
پریشانی کے تاثرات نمایاں ہوتے چلے جا رہے تھے لیکن عمران کے
چہرے پر وہی ازلی اطمینان تھا جیسے اسے کسی بات کی فکر ہی نہ ہو۔

''عمران صاحب کیا واقعی آپ کے ذہن میں بھی اس سچوئیشن کا
کوئی حل نہیں آ رہا''...... صفدر نے کہا۔

''کون سی سچوئیشن کا''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ان راڈز سے آزادی حاصل کرنے کا''...... صفدر نے کہا۔

''کیوں نہیں آ رہا۔ ایک نہیں ہزار حل آ رہے ہیں لیکن اصل
مسئلہ یہ ہے کہ کامیاب کوئی نہیں ہو رہا''...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

''اس طرح تو واقعی ہم مر جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''اچھا۔ ابھی سے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم ان راڈز سے تو نجات حاصل نہیں کر سکے۔ ہونہہ''۔ جولیا
نے کہا۔

''ارے۔ یہ کون سا مشکل کام ہے۔ میں تو اس لئے خاموش تھا
کہ چلو اس طرح ہمیں آرام کرنے کا موقع مل گیا ہے''...... عمران

نے کہا۔

''مشکل کام نہیں ہے تو کر کے دکھاؤ''...... جولیا نے انتہائی چیلنج
بھرے انداز میں کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ کیا انعام ملے گا''...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

''وعدہ۔ جو تم مانگو گے ملے گا''...... جولیا نے کہا۔

''سوچ لو بلکہ تنویر سے مشورہ بھی کر لو''...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

''اب تمہارے پاس سوائے بکواس کرنے کے اور رہ بھی کیا گیا
ہے۔ کچھ نہیں کر سکتے تو خاموش رہو''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں
کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کیپٹن شکیل''...... عمران نے کیپٹن شکیل
سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا خیال ہے عمران صاحب کہ آپ کے بوٹ کی ٹوہ اب
یقیناً ان تاروں میں پھنس چکی ہے اور آپ کسی بھی وقت ان تاروں
کو توڑ سکتے ہیں اس لئے آپ مطمئن ہیں ورنہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ
انسان اس حالت میں بھی اس حد تک مطمئن رہے''...... کیپٹن شکیل
نے کہا۔

''تو تم مجھے انسان تسلیم کرتے ہو''...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے اسی لئے تو آپ ان راڈز میں بندھے بری طرح سے جکڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ جن ہوتے تو کب کے نکل گئے ہوتے''...... صفدر نے کہا۔

''ارے کیا واقعی تم سیریس ہو۔ کیا واقعی ان راڈز سے آزادی چاہتے ہو''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے واقعی حیرت ہو رہی ہو تو سب بے بسی سے بے اختیار ہنس پڑے۔ دوسرے لمحے عمران نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں جھٹکا تو کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ اس کی کرسی کے راڈز کھلتے چلے گئے۔ عمران نے ایک جھٹکے سے تار توڑ دیئے تھے۔ دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ حیرت ہے''...... صفدر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''اسے شاید عقلمندی کہتے ہیں۔ کیوں تنویر''...... عمران نے پلٹ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ واقعی کیسے ہو گیا عمران صاحب''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جولیا سمیت سب کے چہروں پر واقعی انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''میں پہلے تمہیں ان راڈز سے نجات دلا دوں۔ پھر بات ہو گی''...... عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر وہ دروازے میں پڑی ہوئی مارشل ڈریلے کی لاش کو

پھلانگتا ہوا ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

''کمال ہے۔ یہ واقعی اس صدی کا عجوبہ ہے۔ عمران صاحب نے بظاہر ناممکن کام کو ممکن کر دکھایا ہے''...... صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چند لمحوں بعد عمران واپس آیا اور پھر اس نے سوئچ پینل کے نیچے لگے ہوئے سرخ بٹنوں کو پریس کرنا شروع کیا تو کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ان سب کی کرسیوں کے راڈز کھلتے چلے گئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب آزاد کھڑے تھے۔

''عمران صاحب آپ نے واقعی آج کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ لیکن آپ نے یہ سب کیا کیسے''...... صفدر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''بے شمار تاریں تھیں جنہیں توڑنے میں مجھ وقت لگ گیا۔ میں سب سے پہلے ایسی تار کو توڑنا چاہتا تھا جس میں برقی رو گزر رہی تھی۔ اس تار کو توڑ کر باقی تاروں کو توڑا جاتا تب ہی یہ راڈز کھل سکتے تھے۔ میرے بوٹ کی ٹوہ تو ان تاروں میں پھنس چکی تھی لیکن میں یہ نہیں جانتا تھا کہ کس تار میں برقی رو ہے۔ چنانچہ میں نے بوٹ کی ٹوہ کو کرسی کی سائیڈ سے رگڑا اور بوٹ کی ٹوہ میں ایک سوراخ بنا لیا۔ اس سے میرے پیر کے انگوٹھے کا سرا باہر نکل آیا۔ میں نے انگوٹھے کے ناخن سے تاروں کو چھوا اور پھر ناخن سے انہیں چھیلا تو ایک تار میں مجھے برقی رو محسوس ہوئی مجھے جھٹکا تو لگا

لیکن بہرحال میں نے اس تار کو توڑ دیا۔ اس طرح باقی تاروں کو توڑنے میں بھلا مجھے کیا مشکل پیش آ سکتی تھی"...... عمران نے کہا تو ان سب نے دیکھا واقعی عمران کے پیر کے ایک جوتے کے سرے پر سوراخ سا بنا ہوا تھا جہاں سے اس کے پیر کا انگوٹھا جھانک رہا تھا۔

"ویل ڈن۔ آپ نے آج پھر واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ رئیلی ویل ڈن"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آؤ۔ اب چلیں ورنہ بیچ میں کوئی آ گیا تو وہ اس حالت میں بھی ہمیں ہلاک کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

وہ سب اس کمرے سے نکل کر راہداری سے گزر کر اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والے حصے میں پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے پوری عمارت گھوم ڈالی اور باہر جا کر بھی چیکنگ کر لی۔ یہ عمارت باہر سے کوئی پرانا اور ٹوٹا پھوٹا زرعی فارم دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے اردگرد دور دور تک ویران علاقہ تھا حتیٰ کہ کوئی سڑک تک دکھائی نہ دے رہی تھی۔ البتہ عقبی طرف ایک کار موجود تھی جبکہ اندر سے یہ عمارت خاصی جدید ساخت کی تھی اور اس میں ہر قسم کی جدید سہولیات مہیا کی گئی تھیں۔

"اگر ہم راڈز سے آزادی حاصل نہ کر لیتے تو یہاں واقعی کسی نے نہ آنا تھا"...... عمران نے واپس آ کر ایک بڑے کمرے میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہاں اسلحہ بھی کافی تعداد میں موجود ہے اور میک اپ کا سامان وغیرہ بھی"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ اساڈم ایجنسی کا کوئی خاص اڈا لگتا ہے۔ بہرحال اب اساڈم ایجنسی بھی ختم ہو گئی ہے اور مارشل ڈریلے بھی"...... عمران نے کہا۔

"اب ہمیں دوبارہ لیبارٹری پر حملہ کرنا ہوگا"...... جولیا نے کہا۔

"وہ لیبارٹری واقعی وہ نہیں ہے جس میں پاکیشیائی فارمولا بھجوایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ وہ مارشل ڈریلے یقیناً بکواس کر رہا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"جس پچوئیشن میں اس نے بات کی ہے ایسی پچوئیشن میں انسان جھوٹ نہیں بول سکتا۔ دوسری بات یہ کہ کرسٹل پلس شیشے والی بات سن کر مجھے بھی یقین آ گیا ہے وہ قاتل گیسوں پر ریسرچ کرنے والی لیبارٹری ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا اب نئے سرے سے لیبارٹری تلاش کرنا پڑے گی"۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اب فارمولا ہمیں ویسے ہی مل جائے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر موجود وائرلیس فون پیس اٹھا کر اسے آن کیا اور پھر اس پر انکوائری کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف سیکرٹری لارڈ بوفمین کی رہائش گاہ کا نمبر دیں۔ میں کافرستانی سفارت خانے سے بول رہا ہوں''...... عمران نے جان بوجھ کر کافرستانی سفارت خانے کا نام لیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

''کافی دن نکل چکا ہے۔ وہ شاید اب تک آفس پہنچ گئے ہوں گے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے ان کے بارے میں معلوم ہے۔ وہ بارہ ایک بجے سے پہلے آفس نہیں جاتے۔ یہ ان کی پرانی عادت ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف سیکرٹری ہاؤس''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف سیکرٹری لارڈ بوفمین سے کہو کہ پاکیشیائی علی عمران ان سے بات کرنا چاہتا ہے۔ اگر انہوں نے بات نہ کی تو کرانس کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا جس کی ذمہ داری پھر علی عمران پر عائد نہ ہوگی''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد لارڈ بوفمین کی بھاری اور سنجیدہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیوں فون کیا ہے''...... چیف سیکرٹری لارڈ بوفمین نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے اتنا غصہ۔ آپ کے صبر وتحمل اور بردباری کی تو پوری دنیا میں مثالیں دی جاتی ہیں۔ میں پاکیشیائی سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کو غصہ آنے پر آپ کی مثال دے کر ٹھنڈا کرتا ہوں اور آپ کی یہ حالت ہے کہ میرا تعارف سن کر ہی آپ کو غصہ آنے لگ گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے۔ سمجھے تم۔ اس لئے جو کچھ کہنا ہے جلدی کہہ دو''...... لارڈ بوفمین نے تیز لہجے میں کہا۔

''آپ نے سرسلطان کو سرکاری طور پر بتایا تھا کہ پاکیشیا سے فارمولا کرانس نے حاصل نہیں کیا۔ اس کے باوجود آپ نے ہمارے مقابلے پر اپنی خفیہ اور انتہائی تیز ترین ایجنسی اساڈم کو اتارا۔ آپ کا خیال ہوگا کہ اساڈم کا مارشل ڈریلے اور اس کا نمبر ٹو میجر ہڈسن پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ روک لیں گے لیکن جہاں سے میں بول رہا ہوں وہاں مارشل ڈریلے اور میجر ہڈسن دونوں کی

لاشیں میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں۔ ان کے باقی ساتھیوں کی لاشیں یقیناً اب تک پولیس کو انڈسٹریل سٹیٹ کی سنڈریلا لیبارٹری کے اوپر بنی ہوئی فیکٹری میں مل چکی ہوں گی“...... عمران نے بھی یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

”کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ مارشل ڈریلے ہلاک ہو چکا ہے“...... لارڈ بوفمین نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ہونٹ چبا چبا کر بات کر رہا ہو۔

”آپ کو تو معلوم ہے کہ میں جھوٹ نہیں بولا کرتا اور میرا آپ کے بارے میں بھی یہی خیال تھا۔ بہرحال آپ کو رعایتی نمبر دیئے جا سکتے ہیں کہ یہ فارمولا آپ کی بجائے ڈیفنس سیکرٹری نے پاکیشیا سے حاصل کرایا تھا۔ میں نے ڈیفنس سیکرٹری کو اس کی رہائش گاہ پر اس لئے زندہ چھوڑ دیا تھا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کو شکایت ہو کہ میں نے سیکرٹری لیول کے آفیسر کا لحاظ نہیں کیا۔ بہرحال یہ بات درست ہے کہ اساڈم ختم ہو چکی ہے لیکن آپ کو فون کرنے کا یہ مقصد نہیں تھا کہ میں آپ کو یہ اطلاع دوں۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری نے اپنی حماقت سے مجھے ایسی لیبارٹری کا پتہ بتا دیا ہے جس میں دفاعی گیسوں پر ریسرچ کی جا رہی ہے اور میں اس لیبارٹری کا چکر لگا آیا ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس کے گرد کرسٹل پلس شیشے کا کور موجود ہے جس کے بارے میں سب یہی کہتے ہیں کہ اسے ایٹم بم سے بھی نہیں توڑا جا سکتا لیکن

آپ جانتے ہیں کہ جو کام ایٹم بم نہیں کر سکتا وہ آپ کے بھتیجے کا ذہن کر لیتا ہے۔ میں چاہتا تو ایسا کر بھی گزرتا لیکن میں اس لئے رک گیا ہوں کہ لیبارٹری کے اندر جو قاتل گیسیں موجود ہیں وہ آزاد ہو جائیں گی اور اس کے بعد ظاہر ہے کرانس کا دارالحکومت انسانوں اور جانوروں سب سے صاف ہو جائے گا اور لاکھوں، کروڑوں افراد آناً فاناً ختم ہو جائیں گے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ تم سنڈریلا لیبارٹری تک کیسے پہنچ گئے“...... لارڈ بوفمین نے انتہائی حواس باختہ ہو کر کہا۔

”آپ کے ڈیفنس سیکرٹری نے شاید یہ سوچ کر مجھے وہاں کے بارے میں بتا دیا تھا کہ میں وہاں ٹکریں مارتا رہ جاؤں گا لیکن اسے نہیں معلوم کہ مسلسل ٹکریں مارنے سے تو چٹانیں بھی ٹوٹ جاتی ہیں اور کرسٹل پلس شیشہ توڑنا تو ہمارے لئے عام شیشے سے بھی زیادہ آسان ثابت ہوگا“...... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ نہیں پلیز۔ عمران پلیز ایسا مت کرنا۔ پلیز۔ میں پاکیشیائی فارمولا واپس کر دیتا ہوں اور سرکاری طور پر بھی پاکیشیا سے معافی مانگ لی جائے گی۔ سر سلطان سے میں ذاتی طور پر معافی مانگ لوں گا۔ بے گناہ افراد کو مت ہلاک کرو۔ فار گاڈ سیک۔ پلیز پلیز۔ کرانس پر رحم کرو۔ تم سے کوئی بعید نہیں کہ تم کیا کر گزرو اس لئے میں ذاتی طور پر تم سے ہر بات کے لئے معافی مانگتا ہوں۔

ایک بار۔ صرف ایک بار مجھے معاف کر دو۔ تم جو کہو گے میں وہی کروں گا''...... لارڈ بوفمین نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

''آپ نے یقیناً یہ سوچ کر یہ سب کچھ کیا ہوگا کہ مارشل ڈریلے ہمیں کور کر لے گا لیکن ہمارا ایمان ہے کہ جو لوگ حق پر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا ہے۔ بہرحال اگر آپ وعدہ کریں کہ پاکیشائی فارمولا پاکیشیا پہنچ جائے گا تو میں خاموشی سے واپس چلا جاؤں گا ورنہ جو ہوگا بہرحال آپ بھی دیکھ لیں گے اور دوسرے بھی''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میرا وعدہ ہے کہ فارمولا پاکیشیا پہنچ جائے گا ہر حال میں پہنچ جائے گا چاہے یہ مجھے خود کیوں نہ پہنچانا پڑے''...... لارڈ بوفمین نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے آپ کے وعدے پر اعتبار ہے۔ گڈ بائی''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔

''اب بولو۔ ہمارا مشن مکمل ہو گیا نا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہی کام آپ پہلے بھی تو کر سکتے تھے''۔ صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ لارڈ بوفمین گیسوں والی لیبارٹری کی وجہ سے مجبور ہوا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ کر دکھاتا ہوں اور واقعی اگر کرسٹل پلس شیشہ توڑ دیا جائے تو پھر قاتل گیسیں ہوا میں

شامل ہو جائیں گی اور کرانس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ اب یہ اور بات ہے کہ میں آسانی سے ان راڈز سے نجات حاصل نہیں کر سکا۔ کرسٹل پلس شیشہ کہاں ٹوٹتا تھا مجھ سے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہ زیرو ون ایجنسی اور سسلی کا کیا کرنا ہے جس نے بہیمانہ قتل و غارت کی تھی''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہم یہاں مشن مکمل کرنے آئے تھے۔ ذاتی انتقام لینے نہیں۔ وہ ہمارے ڈر سے چھپے ہوئے ہیں تو انہیں چھپے ہی رہنے دو''۔ عمران نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

کوڈ باکس

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

کوڈ باکس —— ایک ایسا باکس جو ایکریمیا کی ایک لیبارٹری سے چوری کیا گیا تھا۔

کوڈ باکس —— جسے چوری کرنے والا ایک پاکیشیائی نژاد سائنس دان ڈاکٹر کاظم تھا۔

ڈاکٹر کاظم —— جو کوڈ باکس لے کر پاکیشیا پہنچا تھا لیکن پاکیشیا آتے ہی وہ غائب ہو گیا۔ کیا واقعی ——؟

کوڈ باکس —— جسے کھولنا ناممکن بنا دیا گیا تھا۔ کیوں ——؟

کوڈ باکس —— جسے کھولنے کے لئے اگر غلط کوڈ لگا دیا جاتا تو باکس بلاسٹ ہو جاتا۔

کوڈ باکس —— میں آخر ایسا کیا تھا جس کی تلاش میں ایکریمین ایجنسی کے ساتھ روسیاہ کی ایجنسی بھی میدان میں اتر آئی تھی۔

وہ لمحہ —— جب ایکریمین ایجنسی ہاٹ واٹر اور روسیاہ کی ایجنسی ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئیں اور پھر ——؟

کیا —— کارنر اور لیزا، ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے اور اس سے کوڈ باکس واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ یا ——؟

ہاٹ واٹر —— ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی، جسے ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس کو تلاش کرنے کا کام سونپا گیا تھا۔

ہاٹ واٹر —— جس کے دو ایجنٹ کارنر اور لیزا، ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے اور اس سے کوڈ باکس واپس حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا پہنچ گئے۔

عمران —— جسے ڈاکٹر کاظم کا پتہ ملا لیکن جب وہ ڈاکٹر کاظم کے خفیہ ٹھکانے پر پہنچا تو وہاں ڈاکٹر کاظم کی لاش پڑی تھی۔

وہ لمحہ —— جب عمران کے سامنے ایک کے بعد ایک ڈاکٹر کاظم آ رہے تھے کیوں ——؟

بلیک ڈان —— جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ایکریمین ایجنٹوں کو بھی تگنی کا ناچ نچا رکھا تھا۔

ڈاکٹر کاظم —— کہاں تھا اور اس نے کوڈ باکس کہاں چھپایا ہوا تھا۔

کیا عمران کوڈ باکس اور ڈاکٹر کاظم کو تلاش کر سکا۔ یا ——؟

ایک نئے اور منفرد موضوع پر لکھا گیا حیرت انگیز ناول جسے آپ مدتوں فراموش نہ کر سکیں گے۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
610657
3644440
3644441
4018666